



ایم عبدالرحمٰن خاں

ناشر

ایم ثناء اللہ خاں ۲۶ ریلوے روڈ ۔ لاہور

تحفہ از
جناب علامہ مظفر عباسی

سلسلۂ تعلیماتِ قرآن نمبر ۳

نبیؐ کا اسوۂ حسنہ تجھے یہ درس دیتا ہے
کہ تیری زندگی قرآن کی تفسیر ہو جائے (اسد ملتانی)

احکامِ قرآنی

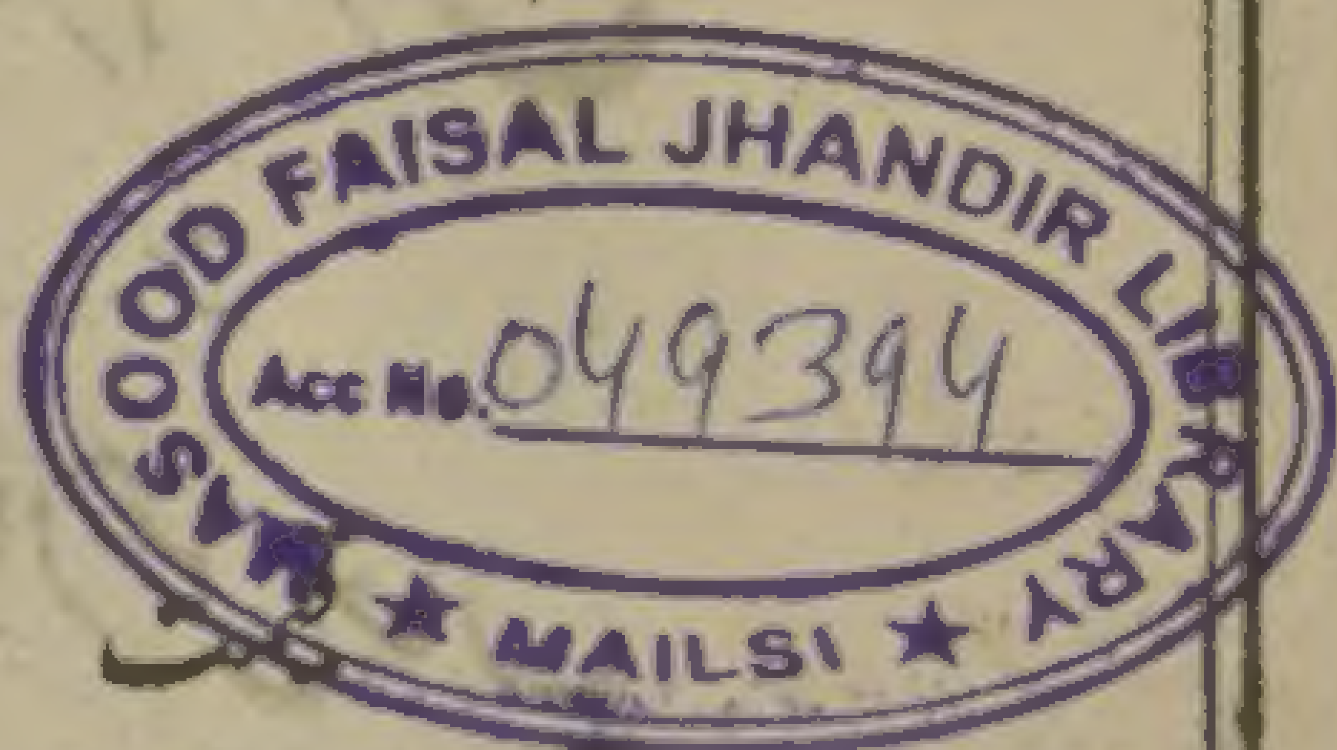
مرتبہ
ایم عبدالرحمن خاں
چہلیک۔ ملتان شہر

ناشر
ایم ثناءُ اللہ خاں پبلشر و بک سیلر ۲۶ ریلوے روڈ لاہور

اشاعت اول ۱۰۰۰ اکتوبر ۱۹۴۶ء

اشاعت دوم ۲۰۰۰ ستمبر ۱۹۴۷ء

اشاعت سوم ____ جنوری ۱۹۵۲ء



قیمت

تین روپے آٹھ آنے



ایم ثناء اللہ خاں پبلشر نے انشا پریس لاہور سے چھپوا کر
کتب خانہ ایم ثناء اللہ خاں ۲۶ ریلوے روڈ لاہور
سے شائع کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفہ

ایک ہمسایہ عورت کا جنازہ دیکھ کر میری شش سالہ عزیزہ خورشید نے مجھ سے دریافت کیا کہ "اسے قبر میں چارپائی پر رکھا جائیگا یا زمین پر"

مَیں نے کہا "زمین پر"

عزیزہ نے سر جھکا کر زمین پر ہاتھ سے لکیریں کھینچتے ہوئے کچھ مایوسانہ انداز میں کہا کہ "کیا مجھے بھی زمین پر سلایا جائیگا"

میں نے کہا "بالکل"

اس پر دبی زبان سے کہنے لگی کہ "کیا سانپ اور بچھو نہ کاٹ کھائینگے"

مَیں نے کہا کہ اگر انہیں کاٹنا ہوگا تو وہ چارپائی پر بھی چڑھ کر کاٹ سکتے ہیں، اس جواب نے اسے خاموش کر دیا۔ مگر میں نے اسکے سکوت کو توڑنے کیلئے فی الفور کہا کہ قبر میں سانپوں اور بچھوؤں سے بچنے کا ایک اور طریقہ ہے یہ سنتے ہی اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور بولی کہ "وہ کیا؟" مَیں نے کہا اگر شرارتیں نہ کرو۔ کہا مانا کرو اور اچھے کام کیا کرو تو وہ کچھ بھی نہ کہیں گے چونکہ یہ کتاب راہِ نجات کی راہنمائی کی غرض سے مرتب کی گئی ہے اسلئے اسے تحفۃً اس عزیزہ کے پیش کرتا ہوں۔ عبدالرحمٰن خاں

فہرس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دستورِ حیات

(از حضرت العلامہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہ)

"احکام قرآنی" کے نام سے قرآن پاک کے احکام کا جو خلاصہ مرتب کیا گیا ہے وہ درحقیقت ایک مسلمان کی حیات کا دستور ہے۔ اس کی فہرست سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کس قدر ضروری اور مفید کتاب ہے۔ مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ کی فرمائش تھی کہ یہ ہیچمدان اسے پوری طرح دیکھ کر اس پر ایک مقدمہ لکھے لیکن اپنی صحت کی خرابی کے سبب سے معذرت کرنی پڑی۔ درحقیقت یہ ہے کہ مجھ سے بہتر اہلِ علم اور اہلِ نظر اور اہلِ دل لوگوں نے اس پر نظر ڈالی ہے جن کے علم و نظر پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے

والحمد للہ اولاً و آخراً

۸ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

ہیچمدان سلیمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دستور العمل

از حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

بعد الحمد والصلوٰۃ واضح باد کہ اس دورِ پرفتن و فساد و خود رائی و الحاد میں ہر شخص کی پریشانی و اضطراب کا علاج بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں قوانین الٰہیہ کو اپنا دستورِ حیات بنا لے ایک نیک دل جوان اور صالح بھائی محمد عبدالرحمن خان صاحب ملتانی نے اسی ضرورت کو محسوس فرما کر کتاب "احکامِ قرآنی" کو کثیر متعدد عنوانات سے معنون فرمایا ہے۔ میں گو اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے غور و فکر سے تفصیلی مطالعہ نہیں کر سکا۔ تاہم عنوانات و آیات پر اجمالی نظر ڈالنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر شخص اسکو حرزِ جان بنائے اور اپنے دائرہ اثر میں بھی اس کو دستور العمل بنانے کی ترغیب دے حق تعالیٰ مؤلف سلمہ کو مزید ہمت خدمتِ دین عطا فرمائے اور کتاب کو مقبولِ عام و نافع بنائے۔ آمین

جالندھر
۱۷ محرم الحرام

احقر
خیر محمد حنفی چشتی اشرفی

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مشعل راہ

(از حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی مدرس جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن)

قرآن مجید خداوند ذوالجلال کے فرستادوں میں سے زمانہ کے لحاظ سے سب سے آخر مگر رتبہ و منزلت کے اعتبار سے اس گروہ کے امام علیہ الف الف تحیۃ وسلام پر اترا۔ جو اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں تسلیم نہ رکھنے والے ضدیوں، ہٹ دھرمیوں کو ڈنکے کی چوٹ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (سو بنا کر لے آؤ ایک سورۃ اس کی مانند) کا چیلنج دے کر قیامت تک کے لئے ان کی عاجزی اور اپنے اعجاز کے متعلق یوں پیشگوئی کرتا ہے کہ

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔	پس تم اگر اب نہ کر سکے اور نہ کر سکو گے تو پھر دوزخ کی اس آگ سے بچتے رہو
(بقرہ ۳)	جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

[illegible] کی دستبرد سے بیدار و بینا آخرین [illegible] کا [illegible] پروگرام ہے جس کی

کا بہت تاثیرات کا یگانے تو یگانے بیگانے بھی انکار نہیں کر سکتے مگر نسخہ استعمال کئے بغیر اس کی تاثیر کی توقع رکھنا محض فریب نفس ہے قوم مسلم کی موجودہ بے عملی اسی فریب کا نتیجہ ہے جس کا ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے ؎

غلام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمز آشکارا
زمین اگر تنگ ہے تو کیا ہے فضائے گردوں ہے بیکرانہ
خبر نہیں کیا ہے نام اس کا خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

حالانکہ کار خیر میں یہ نہ جبری منزلت نہیں کہ تقدیر کا خوف ہے اپنے اسلاف کی سی قوت و شوکت و غلبہ و عزت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی طرح قرآن کو دستور العمل بنایا جائے ؎

آں عزم بلند آور آں سوز جگر آور
شمشیر پدر خواہی بازوئے پدر آور

عمل بالقرآن کے لئے علم قرآن کی ضرورت ہے اور قرآن فہمی کیلئے عربی دانی کی ضرورت ہے اور یہی زبان محبوب خدا کو بھی پیاری تھی جس کے متعلق اس مدنی آقا کا ارشاد ہے کہ

انی احب العربی لثلث لانی مجھے تین وجہوں سے عربی زبان سے

عربی وکلام اللہ عربی   محبت سے (اولاً) میں خود عربی ہوں

ولسان اهل الجنة عربی اوکما   (ثانیاً) اللہ کا کلام عربی ہے (ثالثاً)

قال۔   جنتیوں کی زبان عربی ہوگی۔

مگر بد ذوقی کی انتہا ہو چکی ہے کہ اس کی طرف قطعی توجہ نہیں دی جاتی چونکہ پیغام قرآن کا خود جاننا اور دوسروں تک پہنچانا فرض ہے اس لئے مسلموں و غیر مسلموں کی آگاہی کے لئے قرآن مجید کے ترجمہ و مطالب کو سہل ترین طریقوں سے مستعمل زبانوں میں شائع کرنے کی عرصے سے ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں میرے محترم ایم عبدالرحمٰن خاں صاحب کی سعی قابل ستائش ہے جنہوں نے قرآن مجید کے بحر مواج کی غواصی کر کے نوع انسانی کے لئے عموماً اور عربی سے نابلد سہل نگار دور ترشح ادب مگر اسلامی جذبہ رکھنے والے حضرات کے لئے بالخصوص جدید طرز پر احکام قرآنی مستند ترجمہ وغیرہ کی شرح کے ساتھ جمع کئے ہیں۔ جو زندگی کا بہترین نظام عمل پیش کرتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

چونکہ حضرت مولانا محمد صاحب کم فرصتی کے سبب اس کتاب کو تفصیلی نظر سے نہیں دیکھ سکے۔ [illegible] محمد اسد خاں صاحب اسد ملتانی نے بھی [illegible] نظر سے دیکھ لیے ہے مجھے اس کتاب کو

بالتفصیل دیکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ میں نے حتی المقدور کتاب کو بغور دیکھا اور حسب فہم بعض مواقع پر حسب ضرورت ترمیم، تصحیح اور فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جیسے بزرگوں کی تقریظات کی موجودگی میں مجھ جیسے بے بضاعت کے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اظہار واقعہ کے طور پر اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میری رائے میں یہ کتاب نہ صرف عوام کے حرز جان بنانے کے قابل ہے بلکہ اہل علم حضرات کے لئے بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

قرآنی احکام کو آسانی سے سمجھنے اور محفوظ رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان کم از کم اس کتاب کو زیر مطالعہ رکھے اور اسے مشعلِ راہ بنائے خصوصاً تمام اسکول اور مدارس اپنے ضروری نصاب میں ایسی کتابوں کے داخل کرانے کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو موجودہ بے عملی و ناگفتہ بہ اخلاقی پستی کے ازالہ کی بہت کچھ توقع ہو سکتی ہے۔

۴ ربیع الاول
۱۳۶۵ھ

حبیب الرحمٰن الندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصلحت

دنیا کا کوئی ملکی اور ملی نظام ایسا نہیں جس کی کوئی غرض و غایت اور منزلِ مقصود نہ ہو۔ ہر مذہب اپنا ایک خاص نظریہ اور مطمحِ نظر رکھتا ہے جس پر وہ دوسروں کو لے کر چلنا چاہتا ہے جب انسانی نظام و دستور بلا ضرورت و بے فائدہ نہیں بنایا جاتا۔ تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جس علیم و خبیر اور حکیم و بصیر کی مشیت و ارادہ کے بغیر دنیا کا کوئی نظام ایک دقیقہ کے لئے بھی نہیں چل سکتا۔ اس کے نظام کا کوئی منشا و مقصد نہ ہو چنانچہ خدا پاک خود فرماتے ہیں کہ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

سورۂ دخان

ہم نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے۔ یونہی کھیل تماشہ نہیں بنایا۔ بلکہ ہم نے ان کو کسی مصلحت سے پیدا کیا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر دنیا کی غرض کیا ہے جس کے لئے یہ کارخانہ قائم ہوا ہے۔ انسان نے وجود سے لے کر آج تک اپنے اول ہر عہد نے یقیناً محسوس کیا کہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی

سب چیزیں انسان کی خدمت پر مامور ہیں جو بلا چون وچرا اسکی خدمت سر انجام دے رہی ہیں۔ اگر انسان کو اس کائنات سے نکال دیا جائے تو یہ سب چیزیں اپنا کام بدستور جاری رکھ سکتی ہیں لیکن اگر ان سب چیزوں کو انسان کی خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے تو انسان ایک لمحہ کیلئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان جسکی خدمت پر زمین وآسمان کی تمام چیزیں مامور ہیں کسی بڑے مقصد ہی کیلئے پیدا کیا گیا ہے جس سے اس کا خالق یوں آگاہ فرماتا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ (الذاریات ۵۶) میں نے جن وانسان کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔

جب انسان کا مقصد حیات ہی عبادت ٹھیرا تو عبادت کے معنی ومفہوم کا جاننا از حد ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر یہ مقصد ہی کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا عبادت کا لفظ دراصل عبد سے نکلا ہے عبد کے معنی بندہ وغلام کے ہیں اسلئے عبادت کے معنے بندگی اور غلامی یا خضوع وتذلل کے ہوئے یعنی انسان اپنے مالک وآقا کا اس طرح مطیع وفرمانبردار بن کر رہے کہ اسے وہاں سے جو بھی حکم ملے خواہ وہ بظاہر کیسا ہی سخت وناگوار کیوں نہ ہو اسے تعظیم وتکریم کے ساتھ بجا لانے میں دیر نہ کرے اور جس بات سے اسے روکا جائے خواہ وہ بظاہر کتنی ہی مفید ودلکش کیوں نہ ہو اس

سے بہ ادب و احترام فی الفور رک جائے۔

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو بلا قید رنگ و نسل اور ملک و ملت ہر قسم کی روحانی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی فلاح و بہبود اور رشد و ہدایت کا علمبردار ہے اور آیندہ اس کا منتہائے مقصود صرف دنیوی ترقی ہی نہیں بلکہ ابدی سعادت اور رضائے الٰہی کا حصول بھی ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرح اسلام میں خدا کے انکار، اس کی عاجز و بے بس مخلوق کی پرستش، ترک دنیا اور راہبانہ زندگی بسر کرنا، غیر شرعی ریاضتوں، مجاہدوں اور مراقبوں کے ذریعہ نفس کشی کرنا عبادت نہیں بلکہ اسلام میں عبادت کا مفہوم دوسرے تمام مذاہب سے بالکل مختلف اور جدا ہے

اسلام میں عبادت کی اساس عقائد پر ہے۔ تا وقتیکہ انسان اپنے معبود کی ذات و صفات، اس کی پسند و ناپسند اور اس کے احکام و منشاء کے متعلق پورا علم و یقین حاصل نہ کرے اور اس کے مطابق اپنے عقائد درست نہ کرے اس کی عبادت صحیح نہیں ہو سکتی جب آپ کو خدا کی ہستی کا پورا یقین ہو جائیگا تب ہی آپ اس کی اطاعت کریں گے جب آپ اس کی صفات مختصرہ کا صحیح علم حاصل کریں گے تو پھر ہرگز شرک نہ کرینگے جس وقت آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ فلاں فلاں کام اللہ تعالے کے نزدیک اچھے ہیں اور فلاں فلاں برے ہیں تو آپ یقیناً اس کے

پسندیدہ کام اختیار کرینگے اور ناپسندیدہ سے احتراز کریں گے۔ وہ جب
آپ پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ جزا و سزا صرف اسی کے ہاتھ
میں ہے اور وہی مختارِ مطلق ہے تو آپ بالیقین حصولِ جزا کے لیے
اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور سزا سے بچنے کیلیے
نافرمانی سے باز رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں بالعموم تاکید
عبادت کے ساتھ ہی درستئ عقائد کا ذکر آیا ہے۔

اسلام دنیا کے سامنے عبادت کا یہ ارفع و اعلیٰ اور جامع و مانع اصول
پیش کرتا ہے کہ

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا۔ سو معبود تمہارا صرف ایک اللہ ہی ہے
(الحج ع ۵) اسی کے تابعدار رہو یعنی

اللہ تعالےٰ کو ہی اپنا خالق و رازق اور مالک و مختار جانو اسکے
سوا کسی کو اپنا حقیقی بادشاہ یا حاکم تسلیم نہ کرو کسی انسانی آئین و دستور یا
چیز کو مستقل ولی و کارساز حاجت روا و فریاد رس اور مشکل کشا۔ ہدایت و
دستگیر رہنما یا شارع و قانون ساز اور صاحب اقتدار و اختیار
نہ سمجھو۔ اس کے سوا کسی کو سجدہ کرو نہ کسی کی نذر و نیاز مانو نہ کسی سے خوف
اور توقع رکھو اور نہ کسی کو اسکے مقام میں شریک و ہمسر سمجھو۔

اب اس عبادت سے مقصد تعلیم و تربیت تہذیب و اخلاق اور سیاست [illegible]

علم و حکمت، تمدن و معاشرت، تجارت و حکومت، تعلقاتِ معاملات، عادات و اطوار، خیرات و صدقات، صبر و شکر اور ادائیگی حقوق و فرائض میں احکامِ الٰہی اور اسوۂ رسول کو ہی اپنا دستورِ العمل بناؤ اور ان کی مقرر کردہ حدود و قیود سے ایک قدم بھی باہر نہ نکالو۔

غرضیکہ اسلام کے نزدیک قرآن کے نظامِ عمل پر چلنے کا نام ہی عبادت ہے۔

۲

تاریخِ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ عین کفر و ضلالت اور جہالت و شرارت کے زمانہ میں قرآنی تعلیم نے بت پرستوں کو توحید پرست، وحشیوں کو مہذب، دشمن کو دوست، بدویوں کو بادشاہ بنایا اور افتراق کو اتفاق، انتشار کو جمعیت، برائی کو بھلائی اور غریبی کو امیری میں بدل کر ایک قلیل عرصہ میں ساری دنیا کی کایا پلٹ دی اور بنی نوعِ انسان کو اس طرح ترقی پر پہنچایا جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخِ عالم عاجز ہے۔ وہ جس کا دشمنوں کو بھی اعتراف ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اسی قرآنی تعلیم کی موجودگی میں آج مسلمان کیوں انتہائی ذلت و خواری اور افلاس و ناداری میں مبتلا ہیں۔ اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ جس خدائی قانون یا خدائی ضابطۂ عمل پر ہم نے اقوامِ عالم کی صدر نشینی کی تھی، اسی قانون سے

روگردانی و انحراف کرنے کے باعث آج ہمیں اقوام عالم کی صفِ
نعلین میں بھی جگہ نہیں مل رہی۔

عہد جاہلیت میں وہ چکنے اور خوبصورت پتھر مل جاتا تھا۔ لوگ
اسے پوجنے لگ جاتے تھے یہی حالت آج ہماری ہے۔ فرق صرف اتنا
ہے۔ وہ پتھر پوجتے تھے۔ ہم خواہش کو پوجتے ہیں۔ افراد کو سجدے کرتے
ہیں قبوروں سے مدد طلب کرتے ہیں۔ سرود و نغمہ کو عبادت سمجھتے ہیں
مطلب براری کے لئے قرآن کی قسمیں دیتے ہیں۔ احکام الٰہی پر رسومات
و بدعات کو ترجیح دیتے ہیں کسی زندگی کی طرح حکومت میں امانت
تجارت میں دیانت معاملات میں صداقت۔ عدالت میں شرافت
نہیں رہی۔ خلق میں رشتہ داروں سے حدود اللہ کا احترام کیا
ہے حلال و حرام کی تمیز جاتی رہی ہے۔ علاوہ ازیں ترجمانِ قوم کی یہ
حالت ہے کہ وہ خود قرآن پڑھنا نہیں جانتے۔ ان کی صورت و سیرت
ان کے افکار و نظریات قطعاً غیر اسلامی ہیں۔ ان کی نظر غیر حقیقی و ہنگامی
چیزوں پر لگی ہوئی ہے۔ علماء کرام کی اکثریت امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کو چھوڑ کر بدعات کی ترویج میں مصروف ہے۔ امراء کو اپنی عیش کوشیوں۔
پارٹی بازیوں، انتخابوں اور دعوتوں سے ہی فرصت نہیں۔ اکثر شیوخ
اپنا نفسانی اغراض۔ دنیوی مفاد۔ تعویذ گنڈوں کو ہی اصل مقصد سمجھے

ہوتے ہیں۔ واعظین کا مناظرہ بازی، مذہبی مناقشات، جھوٹی روایات
فروعی مسائل اور کفر کی مشین چلانے میں صرف ہو رہے اور عوام
مادیت اور بربریت کے سیلاب کی نذر ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔
کہ آج آئینۂ قرآن میں اسلاف کے ہیولوں کی شکلیں تو کجا
ان کے خط و خال تک نہیں پہچانے جاتے۔

اب جو برائیاں اور خرابیاں قرآن کی بیان کردہ مقہور و مغضوب اقوام
میں فرداً فرداً پائی جاتی تھیں وہ مسلمانوں میں من حیث المجموع موجود ہیں
غیر ہماری اس زبوں حالی پر نہ صرف خوش ہو رہے ہیں بلکہ
ہماری کمزوریوں سے ہر ممکن فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور اسلام کا مضحکہ اڑا
رہے ہیں اور

فرزندانِ اسلام تعلیماتِ قرآنی کو ناقابلِ عمل، لغو اور بیکار بتلا
رہے ہیں۔

آج جبکہ حالات بد سے بدتر صورت اختیار کر چکے ہیں اور مستقبل نہایت
پُرخطر اور تاریک نظر آ رہا ہے ہمارا خاموش رہنا اور اس حالت کو بدلنے کیلئے
عملی تدبیر نہ کرنا گویا اپنی موت کو دعوت دینا ہے اسلئے نہایت
ضروری ہے کہ ہم ہمت سے کام لیں، مایوسیوں اور ناامیدیوں کو دل سے
نکال دیں اپنے دلوں میں اس یقین کو محکم کریں کہ ہماری دینی و دنیوی

صلاح و فلاح صرف کتاب اللہ پر عمل کرنے سے ہی ہو سکتی ہے اور بہ تاخیر قرآن کے پروگرام پر عمل ہو جائیں تو یقیناً ہم کھوئی عزت و عظمت اور شان و شوکت اور دبدبہ و حکومت حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے صاف و صریح و سچے وعدے آج بھی اپنے مقام پر موجود ہیں کہ

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ
روم پ۲۱

اور ہم پر حق ہے مدد ایمان والوں کی

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
آل عمران پ۴

اور تم سست مت ہو اور غمگین مت ہو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم پورے مؤمن رہے

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ
منافقون پ۲۸

اور اللہ ہی کی ہے عزت اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ
نور پ۱۸

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کئے تو ان کو ضرور ملک میں حکومت دیگا

مندرجہ بالا آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو اپنے آپ کو صفتِ ایمان سے متصف کریں گے اور خدا و رسول کے احکام پر سختی سے پابند رہیں گے

(۳)

قرآن پاک قیامت تک کے لیے ایک مکمل دستورِ عمل ہے۔ جو ہماری دینی و دنیوی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ اس کا ہر حکم فرض اور ہر مسئلہ ضروری اور لازم بشان ہے اس کی عظمت و جامعیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج تک اس کی تشریح و تفسیر کے لیے ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی اور یہ قطعاً ممکن ہے کہ کسی آیت کی تشریح و تفسیر اس قدر ہو سکے کہ جس کے بعد اس کے تحت میں کچھ اور نہ لکھا جا سکے۔ اسی طرح قرآن کریم کا اندازِ تعلیم و تفہیم بھی نرالا ہے۔ اس میں دوسری دنیاوی کتابوں کی طرح ہر امر کے متعلق الگ الگ باب نہیں باندھے گئے۔ بلکہ اوامر و نواہی، ترغیبات و ترہیبات، قصص، امثال اور دیگر مضامین کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک ایک آیت سے بیسیوں معانی و مطالب نکلتے ہیں۔

جہاں تک قرآن کے عملی پروگرام کا تعلق ہے۔ وہ صاف اور واضح ترین ہے۔ جو ہر قدم پر نہایت صاف و واضح ہیں۔ مگر اس حکیم و خبیر نے انسانی عقل و فکر، ذہن و فراست کے امتحان کے لیے نہیں دوسرے مضامین قرآن میں مخلوط کر کے اس سے انسان کو آگاہ کر دیا ہے کہ

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ   وہی ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ؕ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

آل عمران ع ۱

ے اس میں بعض محکم آیتیں ہیں یعنی ان کے معنی واضح ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ آیتیں ہیں جن کے معنی معلوم یا متعین نہیں سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کے پیچھے فتنہ طلب و مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کا مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

اس سے ظاہر ہے کہ قرآن پاک میں دو قسم کی آیتیں پائی جاتی ہیں ایک محکمات جو قرآن کی تمام تعلیمات کی جڑ اور اصل ہیں اور جن کے معنوں میں کسی قسم کا ابہام نہیں اور جو سراپا عمل ہیں۔ جس شخص نے بھی احتیاط و سنجیدگی کے ساتھ ان آیات کی اتباع کی وہ امن اور فرحت و راحت کے اندر چلتا چلا گیا وہ بے خوف و خطر قدم اٹھاتا چلا جائیگا اور جس نے اس میں ذرا غفلت اور بے پروائی کی اس کا انجام اس مسافر کی طرح ہونا یقینی ہے جو پہاڑ پر چڑھتے وقت پختہ و صاف سڑک کو چھوڑ کر پیچ در پیچ راستہ اختیار کرکے وحشی جانوروں کی نذر ہو یا پہاڑ کے عمیق غاروں کا لقمہ بن جاتا ہے اور جس نے احکام و اصول کی

پیروی چھوڑ کر متشابہات کا مطلب معلوم کرنے یا ان کی تاویل کرنے کی کوشش کی تو اس کا حشر اس مسافر کا سا ہوگا جو سیدھے راستے سے بھٹک کر کسی وسیع اور گھنے جنگل میں داخل ہو جائے جہاں عمر بھر سر پٹکتا پھرے۔ مگر باہر نہ نکل سکے۔

اس لئے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ تعلیمات قرآن کی عوام الناس میں نہایت ہی سہل اور سادہ دلچسپ اور پسندیدہ طریقہ سے نشر و اشاعت کی جائے۔ تاکہ ان کو براہ راست ان پر غور و فکر کا موقعہ مل سکے اور وہ اس پر بہ آسانی عمل پیرا ہو سکیں بحمد للہ اس ضرورت کا احساس اب روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مختلف طبقوں سے عملی کوششیں ہو رہی ہیں۔ احکام قرآنی بھی اسی غرض و منفعت کے ماتحت مرتب کی گئی ہے۔

عوام کی سہولت و آسانی کے لئے اس کتاب میں قرآن کے عملی پہلو کو دیگر مضامین قرآن سے الگ کر کے نہایت ہی آسان اور حسن ترتیب سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ زندگی کے تقریباً ہر پہلو مثلاً عقائد۔ عبادات۔ واجبات۔ جائزات۔ محرمات۔ معاملات وغیرہ پر قرآنی احکام و اصول کسی قدر شرح و تفصیل کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں جن کے مطالعہ سے تقریباً تمام قرآنی تعلیمات کا نقشہ پوری وسعت سے آنکھوں

کے سامنے آجاتا ہے۔ حوالہ کے لئے سورۃ کے نام کے ساتھ رکوع کا نمبر
اور نیچے سیپارہ کا نمبر دے دیا گیا ہے۔ صحت و برکت کے لئے ترجمہ حضرت
شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اور حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب
رحمہم اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن سے پیش کیا گیا ہے اور حواشی کے بجائے
جہاں تک ممکن حوالہ جات درج کر دئے گئے ہیں۔

دعا ہے کہ جس طرح مولا پاک نے بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل
اپنے خاص فضل و کرم سے مجھ جیسے بے علم و خطاکار کو اس کتاب کی
ترتیب و تکمیل کی توفیق بخشی ہے۔ اسی طرح ہم سب کو اپنی اطاعت
و فرمانبرداری کی دولت سے سرفراز فرمادے اور اس پر عمل کرنے کی
توفیق بخشے آمین ثم آمین

جھنیک۔ ملتان شہر
یکم ربیع الاول [illegible]ھ

خاکپائے بزرگان
عبدالرحمن خان

گزارش

اگرچہ احکام قرآنی حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب ہزاروی اور جناب احمد متانی کی تصحیح و ترمیم کے بعد طبع کرائی گئی تھی مگر شائع ہونے کے بعد احتیاطاً چند مزید بزرگان دین کی خدمت میں بھی نظر ثانی کے لئے بھیجی گئی تاکہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اسے دوسرے ایڈیشن میں درست کیا جاسکے۔ چنانچہ سب سے پہلے محترم مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے بتوجہ کتاب دیکھنے کے بعد چند مقامات پر تشریحی نوٹ بڑھا دینے کا مشورہ دیا تاکہ کسی غلط فہمی کا احتمال نہ رہے۔ بعد ازاں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے کتاب حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمانے کے بعد چند مقامات پر ترمیم و تنسیخ کا مشورہ دیا۔ اور چند مقامات پر نوٹ بھی اضافہ فرمائے اور تقریظ میں اپنی رائے مندرجہ ذیل بطور تحریر فرمائی۔

"چونکہ احکام قرآنی کی پوری تفسیروں کے سمجھنے کے لئے بہت زیادہ وقت کی ضرورت ہے اس لئے مختصر کتاب ہی ہو سکتی تھی اس لئے جناب مؤلف نے مختصر ترجمہ معمولی توضیح کے ساتھ فرمایا ہے

لہٰذا حضرات ناظرین احکامِ قرآنیہ خصوصاً وہ احکام جن میں
مختلف صورتوں پر مختلف احکام عاید ہوتے ہیں۔ ان کیلئے
محض اس کتاب پر اکتفا نہ کریں بلکہ ان کی تحقیق علمائے
فتویٰ سے کرلیں اور اس کتاب سے اجمالی فائدہ حاصل
کریں کہ بلاواسطہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد مسلمان کے پیش نظر
ہو کر اس کے لیے عمل کی طرف داعی اور محرک ہو جائے۔
جو سعادتِ کبریٰ اور نعمتِ عظمیٰ ہے۔

اور حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر جمعیۃ علما
اسلام سلسلہ تعلیماتِ قرآن کی تینوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد اس
نتیجہ پر پہنچے کہ احکامِ قرآنی کی نظرثانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
سے کرا لینی چاہیے چنانچہ اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں کہ
میں ان کتابوں تعلیمِ قرآنی بصائرِ قرآنی و احکامِ قرآنی
کو باستیعاب نہیں دیکھ سکا۔ بلکہ قلتِ فرصت اور طولِ علالت
کے سبب اکثر حصہ کے مطالعہ سے محروم رہا چند متفرق
مقامات پر کہیں اتفاق نظر ہوئی۔ ان کو صحیح پایا لیکن احکامِ قرآنی
میں خصوصیت کے ساتھ اس کی شدید ضرورت ہے کہ کسی
عالم مستند کو دکھلائی جائے کیونکہ احکام کی تعیین کے پیش نظر

ادنیٰ غلطی یا فروگذاشت بھی سخت خطرناک ہے۔ میرے
محترم عزیز مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی مں کے ہاں
ہیں۔ یہ تقریظ لکھتے وقت حسنِ اتفاق سے وہ موجود تھے۔
انہوں نے فرمایا کہ میں نے حکم کا حصہ بالاستیعاب دیکھا
ہے اور اس میں جو اغلاط یا کوتاہیاں نظر آئیں۔ ان پر مؤلف
کو مطلع کر دیا ہے۔ امید ہے کہ مؤلف محترم ان کی اصلاح کا
اعلان کر دیں گے۔"

چنانچہ ان بزرگوں کے مشورہ کے مطابق اس ایڈیشن میں مزید تصحیح کر دی گئی ہے اس لئے جو حضرات اس کتاب کو دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے کے شائق ہیں وہ اسی نسخہ کو پیش نظر رکھیں اور جب تک یہ کتاب یا اس سلسلہ کی دوسری کتابیں پہنچیں۔ وہ اپنے احباب کو بھی ان کا مطالعہ کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

۱؍ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء　　　　مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

قرآن کن عقائد کی تعلیم دیتا ہے؟

اللہ ایک ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص ۱) — تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔

رب ایک ہے

وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آل عمران ۶۴) — اور کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنا دے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (فاتحہ ۱) — سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے

[illegible]

اِلٰہ ایک ہے

اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (نسا ۲۳) بیشک اللہ اکیلا اِلٰہ ہے۔

تین نہیں ہیں

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا سو مانو اللہ کو اور اس کے رسول کو

ثَلٰثَۃٌ (نسا ۲۳) اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں

اللہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا

وَلَمْ یُوْلَدْ (اخلاص ۱) (اللہ کو) کسی نے نہیں جنا۔

اللہ نے کسی کو نہیں جنا

لَمْ یَلِدْ (خلاص ۱) (اللہ نے) کسی کو نہیں جنا۔

اللہ کی کوئی بیوی نہیں

اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ جب اس کی کوئی عورت

صَاحِبَۃٌ (انعام ۱۲) نہیں تو اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے

اللہ اولاد سے پاک ہے

سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ اس کے لائق نہیں ہے کہ اس کی

(نساء ۲۳) اولاد ہو۔

[illegible] آیتوں اور حوالوں کے بجائے قرآن میں حاجت [illegible]
[illegible] متعدد [illegible] سے [illegible] حاشیے [illegible]
[illegible] وغیرہ کے معنوں میں [illegible]

اللہ کبھی نہیں بھولتا

وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا (مریم ع۴) — اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے

اللہ کو نیند نہیں آتی

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ — نہیں پکڑ سکتی اس کو اونگھ اور نہ
(بقرہ ع۳۴) — نیند۔

دنیا میں اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ — اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں اور
الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ — وہ نگاہوں کو پا سکتا ہے اور وہ
(انعام ع۱۳) — نہایت لطیف اور خبردار ہے۔

قیامت میں اللہ سے کوئی نہیں بول سکتا

لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا — قدرت نہیں کہ کوئی اس سے
(نبا ع۲) — بات کرے۔

لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ — اس سے کوئی نہیں بولتا مگر جسکو
الرَّحْمٰنُ (نبا ع۲) — رحمٰن نے حکم دیا

سوائے نبی کے اللہ کسی سے نہیں بولتا

وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ — اور دنیا میں کسی آدمی کی طاقت

لہ یعنی کوئی شخص دنیا میں بغیر حکم اللہ نہیں بول سکے گا۔

اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا — نہیں کہ اللہ اس سے باتیں کرے مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا (شوریٰ پ۲۵)

اللہ کسی سے نہیں مانگتا

مَآ اُرِیْدُ مِنْہُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ (الذٰریٰت پ۲۷) — میں ان سے روزینہ نہیں چاہتا اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلائیں۔

اللہ بے نیاز ہے

اَللّٰہُ الصَّمَدُ (اخلاص پ۳۰) — اللہ بے نیاز ہے

اللہ عاجز نہیں ہے

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ (واقعہ پ۲۷) — اور ہم عاجز نہیں ہیں

اللہ محتاج نہیں ہے

وَہُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ — اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اس کو

---

۱ کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور موجودہ قوتوں کے غلبہ سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خداوند قدوس سے دنیا میں سامنے ہو کر بالمشافہ کلام کرنے اور اس کا متحمل ہو سکے۔ اس سے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں ہیں (۱) بلا واسطہ پردے کے پیچھے سے کلام کرے (۲) بلا واسطہ فرشتہ دل میں القاء (۳) فرشتہ بھیج کر سامنے آئے اور فرشتہ بصورت بشر سامنے آ کر پیغام پہنچائے۔ پیغمبر وحی کو نہ کھو سکے نہ اشارے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب دونوں میں سب انبیاء کے مخصوص ہیں تاکہ کسی ولی کے دل میں جو حق تعالیٰ کی طرف سے بات ڈالی جاتی ہے وہ بھی قابل اعتبار نہیں جب تک کہ اس سے پیغمبر کی تصدیق نہ ہو

کوئی نہیں کھلاتا۔ (انعام ع۲)

اسے کسی کی پروا نہیں

فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سو اللہ تعالےٰ جہان کے لوگوں
کی پرواہ نہیں رکھتا۔ (آل عمران ع۱۰)

اسے کوئی نہیں تھکا سکتا

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ اور اللہ ایسا نہیں کہ اسے کوئی چیز
فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ۝ تھکا دے سکے آسمانوں میں اور
نہ زمین میں۔ (فاطر ع۵)

اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا

وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائیگا تو
یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا ۝ (آل عمران ع۱۵) اللہ کا ہرگز کچھ نہ بگاڑے گا۔

اس کا ہمیشہ بول بالا ہے

وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ۝ (توبہ ع۶) اللہ ہی کا بول بالا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵) مددگار بنانا۔ کی حاجت نہیں تو دیکھیے ہوتی غرض ان
سے جو شخص دین کے رستہ سے پھر جائیگا وہ اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑیگا بلکہ اپنا ہی نقصان کریگا
کیونکہ وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں۔ جو دین پر چلتے ہیں ان کو احسان نہ رکھنا چاہئے
کہ اس نے اپنے فضل و رحمت سے ان کو سیدھے رستہ پر چلا دیا ہے۔
منت منہ کہ خدمت سلطان ہمے کنی — منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشتت

اللہ سے پہلے کوئی نہ تھا

هُوَ الْاَوَّلُ (حدید ۳) اور وہی ہے سب سے پہلا

سب کے بعد اللہ ہی رہے گا

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (حدید ۳) وہی سب سے پہلا ہے اور سب سے پچھلا

ہر چیز فنا ہونے والی ہے

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (قصص ۸۸) بجز اس اللہ کی ذات کے سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔

ہر قوم کی میعاد مقرر ہے

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (یونس ۴۹) ہر فرقہ کا ایک وعدہ مقرر ہے جب ان کا وعدہ آپہنچے گا۔ تو ایک گھڑی نہ پیچھے سرک سکیں گے اور نہ آگے سرک سکیں گے۔

اللہ ہمیشہ رہے گا

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (طٰہٰ ۷۳) اور اللہ بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا ہے

جب کوئی نہ تھا وہ موجود تھا۔ اور جب کوئی بھی نہ رہیگا۔ تو اللہ ہی موجود رہیگا۔
اور جب کسی فرقہ یا قوم کی میعاد پوری ہوتی ہے تو ایک منٹ کی دیر کئے بغیر وہ اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہیں۔

اللہ چھپا ہوا ہے

وَالْبَاطِنُ (حدید ۱) اور وہ مخفی ہے۔

اللہ ظاہر بھی ہے

وَالظَّاهِرُ (حدید ۱) اور وہی ظاہر ہے۱؎۔

اللہ بندے کے قریب ہے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ (بقرہ ۲۳) آپ سے جب میرے بندے مجھ کو پوچھیں تو کہہ دیں کہ میں تو قریب ہوں۔

اللہ رگ جاں کے نزدیک ہے

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق ۲) ہم رگ گردن شہ رگ سے زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔

اللہ ہر وقت ساتھ ہے

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (حدید ۱) اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اللہ انسانی تخیل سے بالاتر ہے

سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ (انعام ۱۲) وہ پاک ہے اور ان باتوں سے بہت دور ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں

۱؎ یعنی ہر چیز اس کی ہستی کی ذات خود ایک دلیل ہے لہٰذا گو یہ قرب فہم و ادراک سے بالاتر ہے

اللہ کا کوئی ہمنام نہیں

هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا (مریم ۶۵) کیا تو کسی کو اس کا ہمنام¹ پہچانتا ہے

اللہ کا کوئی شریک نہیں

وَلَا شَرِيكَ لَهُ (انعام ۱۶۳) اس کا ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں۔

اللہ ہر شرک سے بالاتر ہے

فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (اعراف ۱۹۰) سو اللہ برتر ہے ان کے شریک بنانے سے۔

اللہ فہم وادراک سے بالاتر ہے

وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (طٰہٰ ۱۱۰) اس اللہ کو ان کا علم² احاطہ نہیں کر سکتا۔

---

¹ ہمنام سے مراد اس کی صفات میں یعنی کوئی ہے اس کی صفت کا جس میں اس جیسی صفت موجود ہوں (موضح الفرقان)

² جب اللہ تعالیٰ کی صفات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا تو اس کی ذات کی معرفت کیسے ممکن ہے چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کو پہچاننے سے اپنے عجز کا اعتراف ہی اس کی صحیح معرفت ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کیلئے کوئی راہ بجز معرفت سے عاجز ہونے کے پیدا نہیں کی ع

جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہو

اللہ کا کوئی ہمسر نہیں

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ‏(اخلاص ۱/۳۰) — اور اس کے برابر کا کوئی نہیں۔

اللہ کا کوئی ثانی نہیں

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج ‏(روم ۳/۲۱) — آسمان اور زمین میں اس کی شان اعلیٰ سب سے[ل] اونچی ہے

اللہ بے مثل و بے مثال ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج ‏(شوریٰ ۲/۲۵) — اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

اللہ ہر عیب سے پاک ہے

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ ‏(حشر ۲/۲۸) — وہ بادشاہ ہے سب عیبوں سے پاک ذات ہے سلام

ل وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اونچی سے اونچی شان والا ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز اس کی برابری نہیں کر سکتی کیونکہ وہ لامحدود اور اس کی صفات غیر متناہی ہیں۔ دوسری ہر چیز متناہی ہے بھلا ان کا مقابلہ کہاں، جیسا کہ شیخ سعدی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اے برون از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من (رومی)

اللہ کی کاریگری بے عیب ہے

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۔ (ملک ۲۹)

تو خدا کی صنعت میں کچھ فرق[1] دیکھتا ہے؟ سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے؟ پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ لے۔ (تیری) نگاہ ذلیل و درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی۔

علم الٰہی سب کو محیط ہے

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔ (اعراف ۹)

ہمارے رب کا علم[2] ہر چیز کو محیط ہے۔

علم الٰہی محاط نہیں ہو سکتا

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۔ (بقرہ ۳)

وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہی چاہے۔

---

۱ یعنی اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں قطعاً کوئی نقص، خرابی، فرق اور اختلال نہیں پایا جاتا۔
۲ کل مخلوقات کا سارا علم اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا سمندر کے پانی سے وہ قطرہ جو چڑیا کے منہ میں آ گیا۔

اللہ سب کچھ جانتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔ (بقرہ ۲۹/۲) — اللہ تو سب چیزوں کا جاننے والا ہے (یعنی)

اسے ہر چیز کا پتہ ہے

وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا ۔ (انعام ۶/۲) — جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے۔ وہ جانتا ہے کوئی پتا تک نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے۔

اسے ذرہ ذرہ کا علم ہے

وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط (آل عمران ۳/۳) — اس کو معلوم ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

اللہ سے کچھ نہیں چھپا ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۔ (آل عمران ۱/۳) — اللہ سے کوئی چیز نہیں چھپی ہوئی زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اللہ سے کچھ نہیں چھپایا جا سکتا

وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا ۔ (النساء ۵/۴) — اور اللہ سے کوئی بات نہ چھپ سکیں گے۔

ہر چیز اللہ کے سامنے ہے

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ — ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔
(الحج)

ہر فعل اس کی نگاہ میں ہے

وَاللّٰہُ شَہِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ۔ — جو کچھ تم کرتے ہو وہ اللہ کے روبرو ہے۔
(آل عمران)

ظاہر و باطن سے واقف ہے

اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۔ — بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔
(بقرہ)

حال و مستقبل کی خبر رکھتا ہے

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ — وہ ان کے تمام حاضر و غائب امور کو جانتا ہے۔
(بقرہ)

دلوں کے بھید تک جانتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ — اللہ کو دلوں کی باتیں خوب معلوم ہیں۔
(آل عمران)

اللہ ہی غیب داں ہے

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — اے پیغمبر کہہ دیجیے کہ جو کوئی آسمانوں

...الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ (نمل ۵)

اور زمین میں ہیں خواہ وہ آدمی ہوں فرشتے جن کسی کو بجز اللہ تعالیٰ کے غیب کا علم نہیں۔

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (انعام ۷)

اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں کہ اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔

ہر ایک کو بھید نہیں دیتا

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن ۲)

اللہ بھید جاننے والا ہے۔ سو وہ اپنے بھید (علم غیب) کی کسی کو خبر نہیں دیتا۔ مگر کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔

کلی علم غیب اور کسی کو نہیں

قُلْ لَّوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ

اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں غیب کی باتیں جان لیا کرتا

خلاصہ: ان نقول سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی غیب نہیں جانتے مگر وہی بات جس کی اللہ تعالیٰ ان کو کسی وقت خبر دے دے اور آیت بالا کے پیش نظر علمائے حنفیہ نے سرکار دو عالم ﷺ کے لئے علم غیب جاننے کا عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر فرمائی ہے۔

وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ ج	تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا
عرف ۲۴	اور مجھ کو کبھی کوئی مضرت تکلیف نہ پہنچتی

اللہ سب قوتوں کا مالک ہے

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا	بیشک سب قوت حق تعالیٰ ہی کو حاصل ہے
بقرہ ۲۰/۲	

کے اختیار و قدرت میں خوش عقیدگی کو دخل نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ تو کبھی پورے نہیں ہوتے۔ مگر ہمارے دور کے مسلمانوں نے تمام مخلوق کے مجموعی علم کے مقابلہ میں سمندر و قطرہ کی نسبت رکھتے تھے قرآن کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا کہ نبی کا علم غیب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرقوں کی تردید و تکذیب کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ زمین و آسمان میں رہنے والا کوئی غیب نہیں جانتا اور جس کا ہر ذرہ کائنات کو [illegible] ہمارا آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں غیب جانتا تو اپنے آپ کو [illegible] تکلیف سے [illegible] جبریل اور نزول قرآن ہی لوگوں کے اس عقیدہ کو باطل کرتے ہیں کہ نبی کریم کو علم غیب تھا وہ جو بتا دیا جائے وہ غیب نہیں ہوتا نیز اگر سرکار دو جہاں کو کل غیب دان ہوتے تو قبل از نزول قرآن دنیا کو کیوں قرآن نہ سنا دیا اور احکام الٰہی کے نزول کا کیوں انتظار فرماتے رہے اور [illegible] کئی دنوں تک وحی کے نزول منتظر رہتے [illegible] سے لوگوں کے عقیدہ کی حجت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غیب کے بارے کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔

اللہ ہر چیز کا مالک ہے

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ — جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
(بقرہ ۳۴) — سب اسی کا ہے۔

ہر چیز پر اس کی حکومت ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ — سو پاک ہے وہ ذات جس کے
كُلِّ شَیْءٍ (یٰس ۵) — ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے

ہر چیز اس کے قابو میں ہے

وَكَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا — اور سب چیزیں اللہ کے قابو میں
(النساء ۱۸) — ہیں۔

ہر چیز کو تھامے ہوئے ہے

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ — اللہ اس کے سوا کوئی نہیں زندہ
(بقرہ ۳۴) — ہے سب کا تھامنے والا۔

ہر چیز کا تھامنا اس کے لئے مشکل نہیں

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ — اس کی کرسی میں تمام آسمانوں
وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا — اور زمین کی گنجائش ہے۔ اور
(بقرہ ۳۴) — اس کو ان کا تھامنا گراں نہیں

ہر چیز اللہ کی مشیّت کے تابع ہے

وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا — جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے اسی کے حکم کے تابع ہے۔
(آل عمران ۹)

ہر چیز ایک انداز پر ہے

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا — اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔
(طلاق ۱/۲۸)

اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ — بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔
(ھود ۵/۱۲)

اللہ ہی سب کا بادشاہ ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ — کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کیلئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور تمہارے لئے اللہ کے سوا

فرشتے و مومنین خوشی سے احکام الٰہی کی متابعت کرتے ہیں اور شیاطین و کفار اللہ کے قہر و عتاب سے مجبور نہیں بچ سکتے۔ چونکہ مخلوق کی خواہش و ارادہ کے تحت نہیں ہوتا وہ بھی حق تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے تابع ہوتا ہے۔

(بقرہ ۱۳/۱) کوئی حمایتی اور مددگار نہیں۔

نظامِ کائنات اللہ کے ہاتھ میں ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ (فاطر ۵/۲۲)

تحقیق اللہ تعالے تھام رہا ہے آسمانوں اور زمین کو کہ ٹل نہ جاویں اور اگر ٹل جاویں تو ان کو اس کے سوا کوئی نہ تھام سکے۔

ہر کوئی اس کے زیرِ اقتدار ہے

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّهَارِ (انعام ۲/۷)

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ رات میں اور دن میں آرام پکڑتا ہے

ہر وقت اس کا حکم چلتا ہے

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام ۷/۶) (چھتی)

اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں

ل یعنی اسی کی قدرت کا ہاتھ ہے جو اتنے بڑے بڑے کرات خاص مدار میں اپنے مرکز سے ہٹنے اور اپنے مقام و نظام سے ادھر ادھر کھسکنے نہیں دیتا۔ گر بالفرض یہ چیزیں اپنی جگہ سے ٹل جاویں۔ تو پھر بجز خدا کے کس کی طاقت ہے کہ ان کو تھام رکھے۔ موضح فرقان

ٹ یعنی ہر جگہ اور ہر وقت اسی کا تصرف اور قبضہ ہے

ٹ اللہ تعالے کے سوا کسی کا حکم اور ہر جگہ اور ہر وقت نہیں چلتا ہے

اللہ کا حکم سب پر فوقیت رکھتا ہے

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ (مائدہ)

اور اللہ سے بہتر حکم کرنے والا یقین کرنے والوں کے واسطے کون ہے

اس کا حکم ٹلا نہیں کرتا

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (نساء)

اور اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہتا ہے

احکام الٰہی چھپانے والے ملعون ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ (بقرہ)

بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں۲؎ جو کچھ کہ ہم نے صاف حکم اور ہدایت کی باتیں اتاریں بعد اس کے کہ ہم ان کو کتاب میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ان پر اللہ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

۱؎ مقصد یہ ہے کہ جو مسلمان ہیں وہ حکم نبی کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو درخور التفات نہیں سمجھتے۔ وہ جو خدا کے دروازہ سے بھٹک کر مخلوق کے دروازوں کی خاک چھانتے ہیں۔ ان کے دلوں سے احکام الٰہی کی عزت و عظمت ہمیشہ کے لئے اٹھ جاتی ہے اور وہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتے نظر آتے ہیں۔

۲؎ حق جاننے والے پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے جس کی طرف آج کل بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔

زمین و آسمان سے کوئی نہیں بھاگ سکتا

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ	اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!
اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ	اگر تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو آسمانوں
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا	اور زمین کے کناروں سے تو
لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ج	نکل بھاگو مگر، بادون سند ۱؎
(رحمٰن ۲/۲)	(یا زور) کے نہیں نکل سکتے۔

سب اسی کے بندے ہیں

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	کوئی نہیں آسمان اور زمین میں
اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (مریم)	جو اللہ کا بندہ ۲؎ ہو کر نہ آئے۔

ہر شخص پر اس کا زور چلتا ہے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ	اور اسی کا اپنے بندوں پر زور
(انعام ۲)	چلتا ہے۔

۱؎ اگر زمین پر ایک کی بجائے مختلف فردوں کی مختلف ملکوں پر حکومت ہو۔ تو قانونی پابندیاں یا پہرہ داری کے بغیر ایک ملک کا باشندہ دوسرے ملک میں داخل نہیں ہو سکتا البتہ ایک ملک کا مفرور خفیہ طور پر دوسرے ملک میں داخل ہو کر جان بچا سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکومت تمام زمین اور آسمانوں پر ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اس جیسا دوسرا حاکم ہے نہ کسی کی مملکت۔ اسلئے انسان زمین و آسمان سے کبھی باہر نہیں نکل سکتا۔

۲؎ یعنی سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بندے ہیں اور بندے ہی کی حیثیت میں اسکے روبرو حاضر ہونگے۔

اللہ کے مقابلہ میں سب حقیر ہیں

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ — اور وہی (اللہ) سب سے برتر عظمت والا ہے۔[۱] (بقرہ ۳۴/۲)

اللہ کے سامنے سب عاجز و بے بس ہیں

قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا — آپ کہہ دیجئے کہ پھر اللہ کے آگے کس کا بس چل سکتا ہے۔ اگر وہ مسیح مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں (ان) سب کو ہلاک کرنا چاہے۔[۲] (مائدہ ۳/۶)

سب اللہ کے محتاج ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى — اے لوگو تم سب اللہ تعالیٰ کے

---

[۱] یعنی تمام چیزوں اور سب عقلوں سے برتر ہے اس کے مقابلہ میں سب حقیر ہیں۔ موضح قرآن

[۲] دست سلطاں ہرچہ خواہد آں کند
عالمے را در دمے ویراں کند۔

[۳] حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تاکہ ان کی امت بندگی کی حد سے زیادہ نہ چڑھا دے ورنہ نبی اس لائق ہے وہیں۔

اللہ کے (فاطر ۱۵) محتاج ہو۔

سب اُسی کے دروازے کے سائل ہیں

یَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں

(رحمٰن ۲۹) اس سے مانگتے ہیں۔

اللہ سب کو کافی ہے

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے خدا

(زمر ۳۸) کافی ہے۔

---

۱ جب بہ تخصیص سب اللہ کے محتاج ٹھہرے تو پھر کسی محتاج کو حاجت روا ماننا اور پکارنا حماقت و گمراہی نہیں تو اور کیا ہے جبکہ وہ خود بھی قولاً و فعلاً اپنے کو اللہ کا محتاج ظاہر کرتا ہو۔

کیوں نہ ہم ہوں ملتجی اپنے خدا کے سامنے
عرض حاجت چاہیئے حاجت روا کے سامنے

اس لئے ہر حال میں اسی سے استعانت طلب کرنی چاہیئے جو سب کی مرادیں پوری کرنے والا ہے۔

۲ ہر شخص بزبانِ حال و قال اسی سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے جو اس کا در چھوڑ کر اس کے سائلوں کے دروازوں پر بھٹکتا پھرے وہ بالآخر نامراد ہوگا

جو چاہیئے سو مانگئے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہیں جاتی سوال سے۔

اللہ صحیح راہنمائی کرتا ہے

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ نے جو راہ بتلائی

(انعام ۷/۹) وہی سیدھی راہ ہے۔

اللہ ہی توبہ کی توفیق بخشتا ہے

وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۔ اور اللہ جس کو چاہے گا توبہ نصیب

(توبہ ۲/۱) کرے گا

اللہ ہر ایک کی سنتا ہے

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ بے شک تو ہی اچھی سننے والا

(آل عمران ۳/۳) اور جاننے والا ہے۔

اسے سب کی پکار پہنچتی ہے

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۔ بے شک تو ہی دعا کا سننے والا

(آل عمران ۴/۳) ہے۔

ع دعا عجز و انکسار کے اظہار کا نام ہے۔ جو ادب و بندگی کا طریقہ بتاتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی اللہ سے دعا و سوال کرنا یہ عبادت کا مغز ہے۔ حق تعالیٰ کی رحمت واسطے دعا کی پابندی نہیں ہے بلکہ ہر وقت ہر جگہ اور ہر حال میں قبولیت دعا کی امید رکھنی چاہیے۔

کوئی دعا مسترد نہیں ہوتی

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔ دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب مجھ سے دعا مانگے
(بقرہ ۲۳/۲)

غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔
(فاتحہ۔)

ے اگر قبولیت دعا کے ساتھ یہ شرط نہیں کہ دعا اسی وقت قبول ہو اور وہی چیز ملے جس کی طلب کی گئی۔ عموماً اس کا ثمرہ اسی وقت مرتب ہوتا ہے بعض اوقات دیر بعد اور شاذ و نادر میں آخرت میں۔ مگر دعا ہی رد نہ جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو علیم ہے جو اپنے بندہ کے لئے مفید و بہتر ہے۔ اگر کم فہمی کے باعث انسان بسا اوقات ایسی چیز طلب کرتا ہے جو بظاہر تو اچھی ہوتی ہے مگر باطن میں اس میں کئی خرابیاں ہوتی ہیں اس لئے وہ اپنی شفقت و رحمت سے مطلوبہ چیز کے بدلے کوئی دوسری بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔ وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوتی حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگر مطلوبہ صورت میں قبول نہیں ہوتی تو کسی دوسری صورت میں اس کا ثمرہ مرتب ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی وقت دعا مانگنے سے رک نہ جانا چاہئے بلکہ اپنے مولیٰ سے مانگتے رہے وہاں نہ کسی چیز کی کمی ہے اور نہ وہ دینے میں کبھی تھکتا ہے۔ بشرطیکہ خلوص عاجزی اور ادب کے ساتھ سوال کیا جائے۔

ے کسی کو بالذات مستقل و متصرف مان کر یا سمجھ کر اس سے مدد مانگنا آیت بالا کی روشنی میں سراسر ناجائز ہے۔ البتہ کسی مقبول بندہ کو غیر مستقل سمجھ کر اس سے ظاہری مدد لینا۔ یا اس کو واسطہ رحمت الٰہی بنانا یا اس سے توسل کرنا جائز ہے۔ توسل کا یہ طریقہ ہے [illegible]

مدد صرف اللہ کر سکتا ہے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے
الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ (آل عمران ۱۳/۴) ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے

اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا

وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ اور اگر اللہ تمہاری مدد نہ کرے تو اس کے
یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ (آل عمران ۱۷/۴) بعد پھر ایسا کون ہے جو مدد کر سکے

اللہ ہی سب کا کارساز ہے

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ اور وہ اللہ ہر چیز کا کارساز
(انعام ۱۳/۷) ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴: کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مقرب ہے یا فلاں عمل آپ کے نزدیک موجب رحمت ہیں اور ہم اس بندے سے محبت رکھتے ہیں یا ان اعمال پر معتقد رہتے ہیں (کیونکہ مقرب رحمت سے محبت و معتقد رہنا موجب جلب رحمت ہوتا ہے) اس سے ہم پر رحم فرما۔ چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ توسل ثابت ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں صلوٰۃ الحاجۃ کے باب میں عثمان بن حنیف کی روایت سے ظاہر ہے۔

۵ کسی کو مدد دینے کی مستقل طاقت اور اختیار۔ اگر کسی کے اپنے اختیار میں مدد کرنا ہوتا تو وہ سب سے پہلے اپنی مصیبت و گرفتاری کے وقت آپ اپنی مدد کرتا۔

خدا ہی ہے نہیں اس کے سوا حاجت روا کوئی
فقط اسکے تو ہیں شرک ہے میں ہوں تم ہو یا کوئی

اللہ ہی سب کا دستگیر ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ (بقرہ ۳۳/۲)	اور اگر اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے دفع نہ کرتا رہتا تو زمین فساد سے خراب ہو جاتی
قَالَ رَبِّ ... اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (یوسف ۳/۲)	یوسف بولے اے رب اگر تو مجھ سے ان کا فریب دفع نہ کرے گا تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانوں کا ہمدم بن بیٹھوں گا۔

۱؎ یوسف نے عورتوں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی اور کہا کہ اگر تو مجھ سے ان کے مکر کو دور نہ کرے یا تو مجھ کو میرے نفس سے پرہیز کرے گا۔ تو مجھ کو کچھ قدرت نفس پر نہیں اور نہ میں کسی نفع و ضرر کا مالک ہوں لیکن تیرے حول اور قدرت سے تجھ سے مدد اور دستگیری چاہتا ہوں۔ تو مجھ کو میرے نفس کے حوالے نہ کر ورنہ میں گنہگار ہوں اور نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو گناہ سے محفوظ رکھا۔ ابن کثیر

آیات بالا سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شخص کا ہر حال میں دستگیری کرنے والا ہے بلکہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دستگیر ماننا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے۔ حالانکہ حضرت موصوف نے خود بھی دستگیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ ان کی تعلیمات ایسا کہنے یا سمجھنے کی تائید کرتی ہیں نہ ان کے فیض اٹھانے والے بزرگ کسی ایسی تعلیم کی تائید کرتے ہیں جس کا صاحب کرامت و فراست بزرگ سے حق نے دعا اصلاح کی وہ براہ راست حضرت کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں (باقی نمبر ۵۸)

اللہ کے سوا کوئی مشکلکشا نہیں

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ (اعراف ۲۴)

اور اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو۔ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ اپنی جان بچا سکتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰) ایک دفعہ غلطی سے انہیں خط میں "پیر دستگیر" لکھ کر خطاب کیا گیا تو انہوں نے فوراً لکھا کہ "دستگیر صرف اللہ کی ذات ہے اور پیر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں محض اس اللہ کے دروازے کا بھکاری اور منگتا ہوں" چنانچہ اس کی تائید خود حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اقوال سے ہوتی ہے فرماتے ہیں کہ

"مخلوق کی طرف منہ کرنا بعینہٖ حق تعالیٰ کی طرف پشت کرنا ہے۔"

"جب تک سطح زمین پر ایک شخص بھی ایسا ہے جس کا تیرے دل میں خوف ہو یا اس سے کسی قسم کی توقع ہو۔ اس وقت تک تیرا ایمان کامل نہیں۔"

انکے یہ ارشادات عام مذکورہ بالا عقائد کا قطعاً ابطال کرتے ہیں۔ کیونکہ آخر وہ بھی تو مخلوق ہیں جنہیں خوف و توقع سے پکارا جاتا ہے۔ اسلئے انکے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا نہ صرف انکے فرمان کی تکذیب و تردید اور توہین کرنا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان دستگیری میں شرک کرنا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکلکشا پکارنے والے اس واقعہ سے سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ انہیں بروایاتِ صحیحہ اپنی شہادت اور اپنے قاتل کا علم ہو چکا تھا مگر پھر بھی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یوں مشکل کشائی کی درخواست کی کہ "خدایا میں ان سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے اور انہیں مجھ سے راحت دے" (ابن سعد) جب کوئی اپنی مشکل حل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ تو وہ خلاف مشیتِ ایزدی دوسروں کی مشکل کیسے حل کر سکتا ہے۔

وہی فریاد رس ہے

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ — بے بس کی پکار کون سنتا ہے؟ جب اس کو پکارتا ہے۔ (اور اللہ) سختی دور کر دیتا ہے۔ (نمل ۵)

وہی شفا دینے والا ہے

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ — ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے۔ (شعراء)

وہی پناہ دینے والا ہے

لَا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ — اللہ کے غضب و غصہ سے کہیں پناہ نہیں (مل سکتی) (توبہ)

وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا — تو اس اللہ کے سوا کہیں پناہ کی جگہ نہ پائے گا۔ (کہف ۱۵)

ل اللہ تعالیٰ اس شخص کی بھی پکار سنتا ہے جس کی پکار کوئی دوسرا سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

ل
طبیب کا تو فقط کام ہے دوا دینا
خدا کے ہاتھ ہے بیمار کو شفا دینا

سل خدا کے مجرموں کے لئے کہیں پناہ نہیں۔ ہاں وفاداروں کو پناہ دینے کے لئے اس کی رحمت وسیع ہے (موضح فرقان)

سب کچھ اللہ سے ملتا ہے

إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ (آل عمران ع ۱) تو ہی سب کچھ دینے والا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں دے سکتا

إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُم مَّنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِهِ (انعام ع ۵)

اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پہ مہر کردے۔ تو بتاؤ اللہ کے سوا کون رب ہے جو تم کو یہ چیزیں لادے گا۔

بعض بے غیرت لوگ لوگوں کو یوں گمراہ کرتے ہیں کہ جو کچھ ملتا ہے سب شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ حالانکہ یہ متذکرہ بالا فرمان الٰہی کی صریح تکذیب ہے بلکہ خود حضور پر تو یہ قطع رحمی کا الزام عائد کرنا ہے۔ کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق سب کچھ مرزا دو جہاں سے ملتا ہے۔ تو پھر انہوں نے خلافت سے امام حسین علیہ السلام کو محروم کر کے یزید علیہ اللعنت کو کیوں نوازا (عیاذاً باللہ)۔ اور جب وہ خود سب کچھ بخشنے والے تھے اور ہر چیز ان کے قبضہ و قدرت میں تھی۔ تو پھر آپ نے اس کی یوں تردید کیوں فرمائی کہ انما انا قاسم واللہ یعطی یعنی اللہ دینے والا ہے میں بانٹنے والا ہوں ۔

نہیں جو مانگنا ہے لے رہا اللہ سے مانگو
بڑی سرکار ہے اس کی بڑا وہ دینے والا ہے

اللہ جسے چاہے ملک عطا کرے

وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَآءُ ۚ — اور اللہ جس کو چاہے اپنا ملک دیتا ہے۔ (بقرہ ۳۲/۲)

جسے چاہے بے حساب رزق دے

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ — اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دے۔ (آل عمران ۳/۳)

جسے چاہے گدا کر دے

وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۚ — اور جس سے چاہے سلطنت چھین لیوے۔ (آل عمران ۳/۳)

جسے چاہے بخش دے

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ — جس کو چاہے بخش دے۔ (مائدہ ۳/۶)

جسے چاہے عذاب کرے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ — اور جس کو چاہے عذاب کرے۔ (مائدہ ۳/۶)

ملہ مَن یشاء سے یہ مراد نہیں کہ مولا پاک ایک مطلق العنان بادشاہ کی طرح جو کچھ چاہے بغیر کسی اصول و قاعدہ کے کرتا ہے بلکہ خداوند تعالیٰ کی مشیت ہمیشہ عدل کے مطابق ہوتی ہے۔

اللہ کے سوا کوئی بخشنے والا نہیں

وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۔ص   اور اللہ کے سوا کون گناہ بخشنے والا
(آل عمران ۱۴/۴)   ہے؟

اللہ جسے چاہے سیدھی راہ چلائے

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ   جس کو چاہے سیدھی راہ
مُسْتَقِيمٍ   (بقرہ ۲/۱۷)   چلائے۔

جسے چاہے بزرگی دے

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ   تو کہہ دے کہ بڑائی اللہ کے ہاتھ
مَنْ يَشَاءُ   (آل عمران ۸/۳)   میں ہے جس کو چاہے دیتا ہے۔

جسے چاہے ہدایت دے

وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (ابراہیم ۲/۱۳)   جسے چاہے ہدایت کر دیتا ہے۔

جسے چاہے عزت بخشے

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ (آل عمران ۳/۱۱)   اور جس کو چاہے عزت دیوے

جسے چاہے ذلت دے

وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ (آل عمران ۳/۱۱)   اور جس کو چاہے ذلیل کرے۔

ذلیل کو کوئی معزز نہیں بنا سکتا

وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ (حج)   اور جس کو اللہ ذلیل کرے ست

(حج ۱/۲) کوئی عزت دینے والا نہیں۔

جسے چاہے سمجھ عنایت کرے

یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ ج — جس کو چاہے سمجھ عنایت کرے۔ (بقرہ ۳۷/۲)

جسے چاہے گمراہ کردے

فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ یَّشَآءُ — پھر جس کو چاہے راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ (ابراہیم ۱/۲)

اللہ سب کچھ کرسکتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ — بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (بقرہ ۲/۱)

جو چاہتا ہے سو کرتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ — بے شک اللہ جو چاہے سو کرتا ہے۔ (الحج ۲/۱۱)

جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے

وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ — اور جب اللہ کسی کام کا حکم کرتا ہے تو اس کو یہی فرماتا ہے کہ ہوجا بس وہ ہوجاتا ہے۔ (بقرہ ۱۴/۱)

چشم زدن میں ہوتا ہے

وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (قمر ۳/۲) — اور ہمارا کام تو یہی ایک دم کی بات ہے۔ جیسے نگاہ کی پلک

اللہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (انبیاء ۲/۱) — (اللہ) جو کرے اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا اور اوروں سے باز پرس کی جا سکتی ہے۔

اللہ ہی بندوں پر مختار ہے

مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ (کہف ۲/۱۵) — بندوں پر اس کے سوا کوئی مختار نہیں۔

ہر جگہ اللہ کا اختیار چلتا ہے

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ (کہف ۵/۵) — یہاں سب اختیار اللہ سچے کا ہے۔

سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے

بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا (رعد ۴/۱۴) — بلکہ سب کام تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

ف جتنے کام چشم زدن میں ہو جاتے ہیں کر دیتے ہیں۔ کسی چیز کے بنانے یا بگاڑنے میں ہم کو دیر نہیں لگتی نہ مشقت ہوتی ہے (موضح الفرقان)

اور کسی کے اختیار میں کچھ نہیں

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ	(اے پیغمبر) تیرا کچھ اختیار نہیں۔
عمران ۱۳/۴	

ارباب من دون اللہ بھی بے اختیار ہیں

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا	لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو (خود) کچھ نہیں بنا سکتے بلکہ وہ خود بنائے گئے ہیں اور خود اپنے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع کا

حق تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تربیت فرمائی کہ بندے کو اختیار نہیں اللہ جو چاہے سو کرے۔ موضح قرآن اس سے ثابت ہے کہ کسی نبی، ولی بزرگ یا پیر کے اختیار میں کچھ نہیں چنانچہ کبھی کسی نے اپنے صاحب اختیار ہونے کا دعویٰ یا اعلان نہیں کیا۔ یہ سب بزرگان دین بزبان حال وقال اللہ ہی کو صاحب اختیار مانتے ہیں ہر وقت ان شاء اللہ کہتے ہیں وہ درخواست پر بارگاہ رب العزت میں [illegible] جزئی کے محتاج رہتے ہیں کہ صاحب کو [illegible]۔ اگر وہ ذات خود مختار ہوتے تو نہیں اللہ [illegible] کی ضرورت نہ تھی اور چونکہ خدا سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے جو مانگا جاتا ہے۔ یہ سب بزرگ صاحب کی عطا و بخشش ہے۔ انہی نے سب کچھ دیا [illegible] کے مرتبے تک کوئی نہیں پہنچتے۔

(فرقان ۳) ور نہ مرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور
نہ جینے کا، اور نہ دوبارہ جی اٹھنے یعنی بعد
مرگ جی اُٹھنے کا۔

فنا و بقا اللہ کے اختیار میں ہے

وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا — اور یہ کہ وہی اللہ تعالیٰ مارتا ہے
(النجم ۳/۲۷) اور جلاتا ہے

رُلانا ہنسانا اللہ کے اختیار میں ہے

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى (النجم ۳/۲۷) — اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے

بیٹا بیٹی دینا اللہ کے اختیار میں ہے

يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ — جس کو چاہے بیٹیاں بخشتا ہے
يَشَاءُ الذُّكُورَ (شوریٰ ۵/۲۵) — اور جس کو چاہے بیٹے بخشتا ہے

ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے

وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ — اور ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار
(الحج ۲/۱۷) میں ہے۔

کسی کو اپنا انجام معلوم نہیں

قُلْ مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ — [illegible] آپ کہہ دیجئے

[illegible]

[illegible] — مجھ کو معلوم نہیں کہ مجھ سے اور تم سے آخر کیا ہونا ہے میں تو اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو حکم آتا ہے۔ (الاحقاف)

ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے

وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ — اور ہر کام کا وقت ٹھہرا مقرر لکھا ہے۔ (القمر)

ہر خبر کا وقت مقرر ہے

لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ — ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ وقت آنے پر تم کو جان لوگے۔ (الانعام)

اللہ سب خوبیوں کا مالک ہے

[illegible] فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ — تو کہہ اللہ سب خوبی تیرے [illegible] (بنی اسرائیل)

[illegible]

اللہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ — بیشک اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر حق نہیں رکھتا۔ (النساء ۵)

کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا

لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ — میں تم میں سے کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا (آل عمران ۲۰)

اللہ ظالم نہیں ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا — اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔ (یونس ۱۱)

لوگ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں

وَلٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ — لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں۔ (یونس ۱۱)

ہر شخص پر نگہبان مقرر ہے

إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ — کوئی شخص ایسا نہیں جس پر ایک حافظ نہ ہو (الطارق ۱)

اللہ سب کا محافظ ہے

إِنَّ رَبِّي عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ — بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے

اللہ سب کا وارث ہے

وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ زمین و آسمان کا اللہ ہی وارث ہے۔ (آل عمران ۱۸)

اللہ سب کا رازق ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُہَا اور جو کوئی زمین پر چلنے والا ہے اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (ھود ۱)

وہی تنگی و فراخی کرتا ہے

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ لَہٗ اللہ جس کو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور تنگی کر دیتا ہے (رعد ۳)

اس کے سوا کوئی روزی رساں نہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوجتے ہو۔ وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ (عنکبوت ۲)

اللہ ہی صادق القول ہے

وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ اللہ سے زیادہ کون قول کا پورا ہو سکتا ہے۔ (توبہ ۱۴)

اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا (النساء ۱۲۲/۳) اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

اللہ سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ (النساء ۱۲۲/۳) اور اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ (بقرۃ ۱۶۳/۲) اور تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عبادت صرف اللہ کے لئے ہے

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۝ (زمر ۳/۳۹) یاد رکھو اللہ ہی کے لئے ہے۔ بندگی خالص۔*

اللہ ہی سجدوں کا سزاوار ہے

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے

---

* جو عبادت شرک وریا سے پاک ہو وہ اللہ کے نزدیک مقبول ہے اور جو عمل اخلاص سے خالی ہو وہ اس کے نزدیک قابل قبولیت نہیں۔

(حم سجدہ ۳۷) ان کو بنایا۔

الم تر ان اللہ یسجد لہ — تونے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمان
من فی السموات ومن فی الارض — میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے
والشمس والقمر والنجوم والجبال — سورج اور چاند اور پہاڑ اور
والشجر والدواب وکثیر — درخت اور جانور اور بہت آدمی
من الناس۔ (حج ۱۸) — اللہ کو سجدہ کرتے ہیں

ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے

سبح للہ ما فی السموات والارض — سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں
(الحدید ۱) — جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں۔

پکار صرف اللہ کا حق ہے

وادعوہ مخلصین لہ الدین — اس اللہ کو پکارو خالص فرمانبردار
(اعراف ۲۹) — بن کر پکارو

اللہ کے سوا کوئی پکارے جانے کا مستحق نہیں

لہ دعوۃ الحق والذین — اسی اللہ کا پکارنا سچ ہے اور
یدعون من دونہ لا یستجیبون — جن لوگوں کو اس کے سوا پکارتے
لہم بشیء الا کباسط کفیہ — ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں

یعنی اسی کو پکارنا سزاوار ہے اس کے علاوہ کسی کو نہ پکارو۔

[illegible] فَاهُ وَمَا هُوَ — آتے [illegible] کی مثال ایسی ہے
بِبَالِغِہٖ — جیسے کسی نے دونوں ہتھیلیاں پانی کی
(رعد ۱۴) — طرف پھیلا رکھی ہوں کہ وہ اس کے منہ
تک پہنچ جائے اور وہ اس کے منہ
تک آنے والا نہیں۔

(۲) تمہاری پکار کا بھی جواب

[illegible] يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ [illegible] — اگر تم ان کو پکارو گے تو وہ تمہاری پکار
[illegible] — نہیں سنیں گے اور اگر سن بھی لیں تو اس
(فاطر ۱۴) — کا جواب نہیں دیں گے۔

یعنی [illegible] جانتے [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خود [illegible] [illegible] نہیں [illegible] (تفسیر فرقان)

[illegible] کے محتاج نہیں [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اگر [illegible] تعلق [illegible] [illegible] ہے۔

جن کو پکارتے ہو وہ محض بندے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ (اعراف ۲۴)

اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں۔

معبودِ حقیقی کے سامنے وہ اظہارِ بیزاری کرینگے

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (مریم ۵)

لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے (بناوٹی معبود) اس لئے پکڑ رکھے ہیں کہ وہ ان کی مدد کریں۔ ہرگز نہیں۔ وہ لوگ ان کی عبادت ہی کا انکار کریں گے اور انکے مخالف ہو جائیں گے۔

حق یہ ہے کہ جن کو یہ ہر وقت مدد کو پکارا کرتے ہیں قیامت کے دن وہ ان مشرک پکارنے والوں کی ذرا بھی مدد نہ کریں گے بلکہ ان کی عبادت سے اظہار بیزاری کریں گے۔ صاف کہہ دیں گے کہ تم نے ہم کو نہیں پکارا تھا بلکہ اپنے نفس کو۔ جن ہستیوں کو معبود و مستعان سمجھ کر پکارا جاتا ہے وہ خود قرب الٰہی کے طالب رہتے ہیں۔ اور قرب خداوندی کے حصول کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں جیسا۔ اس آیت میں صاف صاف ہے۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ (بنی اسرائیل ۶)۔ یعنی جن کو یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب تک کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کونسا بندہ مقرب ہے۔

غیراللہ کی پکار لغویت ہے

ہُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ — بیشک اللہ ہی حق کامل ہے اور اس کے
مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ — سوا جس کسی کو پکارتے ہیں۔ وہ
(لقمن ع۳) — جھوٹ ہے۔

غیراللہ قطعاً مختار مطلق نہیں

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ — اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو
مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ — وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے برابر
(فاطر ع۲) — بھی اختیار نہیں رکھتے۔

معبودان باطلہ مکھی کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتے

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ — جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو
اللہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا — اگر وہ سارے جمع ہو جائیں۔ تو
لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْہُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا — ہرگز ایک مکھی نہ بنا سکیں گے۔
لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ — اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے
(حج ع۱۰) — تو وہ اس سے نہیں چھڑا سکتے

اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا

وَھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ — اور وہ (اللہ) بچا لیتا ہے اور اس
(مومنون ع۵) — سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ (المؤمن) — تم کو اللہ سے کوئی بچانے والا نہیں۔

عذاب کو کوئی نہیں ہٹا سکتا

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ (الطور) — بیشک تیرے رب کا عذاب ہو کر رہے گا اس کو کوئی نہیں ہٹانے والا۔

عذاب الٰہی سے کوئی نہیں بچا سکتا

وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ (یونس) — اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کچھ تکلیف پہنچا دے تو اس کے سوا اس کا کوئی ہٹانے والا نہیں

فضل الٰہی کو کوئی نہیں روک سکتا

وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (یونس) — اور اگر اللہ تجھ کو کچھ بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی پھیرنے والا نہیں۔

ع جب تم کو ایک [illegible] کے ذریعہ نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا اور [illegible] ان کو بار بار سمجھا دیا۔ اس کے بعد بھی اگر تم نہ مانو تو [illegible] تب تم خود ہی اپنے عمل کے ذمہ دار ٹھہرو گے۔

لہ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی تکلیف دے دیں تو کوئی نہیں ہٹا سکتا۔

گمراہی سے کوئی نہیں بچا سکتا

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۔ (مائدہ ع ۶)

اور اے پیغمبر! آپ اللہ کے ہاں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتے جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا۔

کوئی کسی کو راہ ہدایت پر نہیں لا سکتا

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۔ (قصص ع ۶)

اے پیغمبر! آپ جس کو چاہیں راہ پر نہیں لا سکتے لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت پکڑیں گے۔

ف: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو [illegible] بہت کچھ کہا کہ مرتے وقت تک کلمہ پڑھ لے۔ اس نے قبول نہ کیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جس سے آپ کو طبعی محبت ہو یا دل چاہتا ہو کہ وہ ہدایت پا جائے [illegible] آپ کا کام صرف رستہ بتا دینا ہے آگے کسی کو رستہ پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچا دینا یہ آپ کے قبضہ اختیار سے خارج ہے۔ اللہ کو خوب معلوم ہے جسے چاہے قبول حق اور وصول الی المطلوب کی توفیق بخشے۔ کیونکہ وہی جانتا ہے کہ کون [illegible] سے [illegible] ہے اور [illegible] کس [illegible] حقیقت [illegible]۔ اس مسئلہ میں [illegible] معلوم کرنا ہو تو [illegible] کفر و ایمان و فات [illegible] موضوع بحث بنا [illegible] رکھا ہے جمعیت علما کا [illegible] ہے کہ [illegible] معروف کی بجائے ایسے [illegible] لوگوں کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ [illegible] ضروری سے [illegible] موضح القرآن۔

اللہ کو کوئی سفارش نہیں کر سکتا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ (البقرہ ۲۵۵) — ایسا کون ہے جو اس اللہ کے پاس سفارش کرے۔

مغضوب کی کوئی سفارش نہیں کرتا

وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ ؕ (انبیاء ۲۸) — اور وہ بندگان خاص سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہو۔ اور وہ اس اللہ کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔

کوئی کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا

قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا — (اے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے کہ میں

ف۔ مراد یہ ہے کہ سفارش کرنے کا کسی کو استحقاق ہے اور نہ مجال۔ البتہ جسکو مولا پاک سفارش کا حکم بخشیں گے۔ وہی سفارش فرمادیں گے۔ چنانچہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیامت کے دن جب طویل مدت سربسجود ہو کر حمد و ثنا کر رہیں گے تو اس کے بعد ان کو شفاعت امت کی اجازت بخشی جاوے گی۔ تو آپ تب سفارش فرمادیں گے

ف۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سے کسی کا ظاہری و باطنی حال مخفی نہیں ہوتا۔ اس لیے بندگان خاص اس امر کے پیش نظر ہر وقت اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہتے ہیں کہ کوئی حالت اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو اور نہ اس کی مرضی معلوم کئے بغیر کسی کی سفارش کرتے ہیں۔

وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ (اعراف ۲۳/۲۴) — اپنی ذات کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ چاہے۔

ہمارے نفع ونقصان کو اللہ بہتر جانتا ہے

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؏ (بقرہ ۲۶/۲) — اور شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید کہ تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں (نافع وضرر کو) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ (النساء ۱۱/۵) — کہہ دیجئے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے (ہوتا) ہے۔

ـه اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو نہ اپنے اندر غیبِ مستقل رکھتا ہے نہ علم محیط۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو علوم اولین وآخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا، نہ کسی نقصان سے بچ سکتا ہوں مگر جس قدر اللہ چاہے اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ (موضح الفرقان)

بھلائی اللہ کی طرف سے ہے

مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (النساء) — تجھ کو جو بھلائی پہنچے سو وہ اللہ کی طرف سے ہے

برائی اعمالِ سیئہ کا نتیجہ ہوتی ہے

وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (النساء) — اور جو تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

ہر مصیبت پہلے سے لکھی جا چکی ہے

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ — کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں پر

---

۱ یعنی شامتِ اعمال ہے۔

۲ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں [illegible]

[illegible]

مِن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا — جو کبھی نہ ہوا ایک کتاب میں قبل
(الحدید ۲۲) — اس کے کہ ہم اس کو دنیا میں پیدا
کریں

ہر مصیبت اللہ کے حکم سے آتی ہے

مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ — کوئی مصیبت بدون حکم اللہ کے
(التغابن ۱۱) — نہیں پہنچتی۔

اللہ ہر طرح آزماتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ — اور ہم تم کو آزمائیں گے کسی قدر
وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ — خوف سے اور بھوک سے اور
وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ — مال کے اور جانوں کے اور
(البقرہ ۱۵۵) — میووں کے نقصان سے

ہر شخص اپنا بدلہ پائے گا

لَن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ — ہم کو ہرگز نہ پہنچیگا
[illegible]

نبیّن لہ الاجر (فاطر ۲) نہ پائے گا۔

کفار مومنین کی بیخ کنی نہیں کر سکتے

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (النساء ۲) — اور اللہ ہرگز کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ نہ دے گا۔

اقلیت اکثریت پر غالب آسکتی ہے

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ (بقرہ ۲) — بارہا اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب ہوئی ہے۔

جس کا اللہ مددگار ہو وہ مغلوب نہیں ہو سکتا

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ (آل عمران ۲) — اگر اللہ تمہاری امداد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا۔

ہر شخص کو مرنا ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ — ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

(آل عمران ۱۹/۴)

یعنی جب تک مسلمان حکم الٰہی پر چلتے رہیں گے کافر ان پر ہرگز غلبہ نہ پا سکیں گے [illegible]

موت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (نساء ۱۱)

تم جہاں بھی ہو گے۔ موت تمہیں آپکڑے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں بھی محفوظ ہو۔

اللہ کے حکم بغیر موت نہیں آتی

وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (آل عمران ۱۵/۴)

اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نہیں مرسکتا (موت) کا ایک وقت مقرر لکھا ہوا ہے۔

ہر شخص کو کوشش کا پھل ملتا ہے

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (نجم ۳/۲۷)

اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا جس کی اس نے کوشش کی۔

جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے

وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (یٰس ۴/۲)

اور تم کو وہی بدلہ ملے گا جیسے کام دنیا میں کرتے رہے

حرکت میں برکت ہوتی ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس

يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ — وقت تک نہیں بدلتا جب تک

(الرعد) — کہ وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں

اللہ کے ہاں ایک دن ہزار برس کے برابر ہوگا

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ — اور تیرے رب کے ہاں ایک دن

سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ — ایک ہزار برس کے برابر ہے

(الحج) — تمہارے شمار کے مطابق

شیطان کبھی بھلائی نہیں کرتا

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ — اور شیطان کی پیروی نہ کرو بیشک

لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ — وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تم

بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا — کو یہی حکم کرے گا کہ برے کام کرو

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ — بے حیائی کرو اور اللہ پر جھوٹ لگاؤ

(البقرہ) — وہ باتیں جن کو تم نہیں جانتے

اللہ شیطان کا طلسم توڑ دیتا ہے

فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ — سو اللہ تعالیٰ شیطان کا ملایا ہوا مٹا

يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ (الحج) — دیتا ہے اور پھر اپنی بات کو پکا کرتا ہے

[illegible]
[illegible] زندگی کے [illegible] ہیں۔

اللہ کی رحمت غیر متناہی ہے

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ۔ اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔ (اعراف ۱۹/۹)

اللہ کی بخشش وسیع ہے

اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ ۔ بیشک تیرے رب کی بخشش میں بڑی سمائی ہے۔ (النجم ۲/۲۷)

اللہ کے انعامات بیشمار ہیں

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو۔ تو پورے نہ گن سکو۔ (ابراہیم ۱۳/۶)

اللہ کی باتیں تحریر میں نہیں آ سکتیں

وَلَوْ اَنَّمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ ۔ اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں وہ قلم ہوں۔ وسمندر ہو اسکی سیاہی وسات سمندر اور اسکے پیچھے امداد۔ توبھی اللہ کی باتیں تحریر ہونے سے ختم نہ ہوں۔ (لقمان ۳/۲۱)

ف: محدود چیزیں غیر محدود کو احاطہ نہیں کر سکتیں۔

اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے

وَاَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ○ اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے

(بقرہ ۲۰)

اللہ کی گرفت سخت ہے

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ○ بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔

(بروج ۱)

آگاہ کئے بغیر نہیں پکڑتا

ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُہْلِکَ الْقُرٰی اس واسطے تیرا رب بستیوں کو ان
بِظُلْمٍ وَّاَہْلُہَا غٰفِلُوْنَ ○ کے ظلم پر ہلاک کرنے والا نہیں
(انعام ۱۶) (جبکہ) وہاں کے لوگ بے خبر ہوں

اللہ بڑی ڈھیل دیتا ہے

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے
کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہْرِہَا مِنْ اعمال کے سبب دارو گیر کرتا۔ تو
دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنْ یُّؤَخِّرُہُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ زمین پر ایک متنفس بھی نہ چھوڑتا۔

لہ یعنی خدا کی یہ عادت نہیں کہ بدون آگاہ اور خبردار کئے کسی قوم کے ظلم وعصیان پر دنیا و آخرت میں پکڑ کر ہلاک کردے۔ اسی لئے رسول اور نذیر بھیجے کہ خوب کھول کر تمام جن و انس کو ان کے بھلے برے اور آغاز وانجام سے خبردار کردیں (موضح الفرقان)

مُّسَمًّى — لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد مقررہ تک ڈھیل دیتے رہتے ہیں۔ (نحل ع ۸)

شرک ظلم عظیم ہے

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ — تحقیق شرک کرنا ظلم عظیم ہے (لقمان ع ۲)

مشرک نہیں بخشا جائیگا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ — بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو اس اللہ کا شریک ٹھہرائے (نساء ع ۱)

جن صفات کو خصوصیت حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ عقلاً و نقلاً ثابت ہے ان کو غیر اللہ کے واسطے میں اعتقاد کرنا شرک فی الاعتقاد ہے اور جو معاملات و افعال خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ثابت ہیں وہ بندوں کے ساتھ کرنا شرک فی العمل ہے
حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شرک سب سے بڑھ کر ظلم عظیم اور عیب ہوا کہ انسان مخلوقات سے محتاج بندوں اور مستغیر ہستیوں کو خالق اور قادر مطلق کا درجہ دیدے یہی وجہ ہے کہ قرآن فرماتا ہے کہ اگر ایک انسان سے وہ تمام گناہ سرزد ہو جائیں جس قدر کہ زمین و آسمان میں ہوتے ہیں تو اسکی بخشش کی امید ہو سکتی ہے مگر شرک کی بخشش نہیں ہے۔ اسی لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ اگرچہ کوئی تجھ کو قتل کرے یا جلادے۔

جب مادہ پرستی نے عروج حاصل کیا اور عقل و خرد پر حکومت و ملکیت بغیر اقتدار اقتدار و عزت اور دولت و ثروت میں کسی کو چند لمحوں کے لئے (باقی صفحہ ۸۶ پر)

مشرک پر جنت حرام ہے

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ (مائدہ پ ۶)

بیشک جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

حضرت محمد بشر تھے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (کہف پ ۱۶)

اے پیغمبر آپ کہہ دیجیے کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں البتہ مجھ پر [illegible]

... عبادت ... شرک کرنے سے ... [illegible] ...
... اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں دوسروں کو بھی شریک بنایا جاتا ہے یا خود ...
... دونوں سے ... [illegible] ... اپنے پسند نہیں وہ ... ساری
... والے کے لئے پسند کیا جاتا ہے ع بریں عقل و دانش بباید گریست

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر سمجھنا ان کی شان و عظمت ... [illegible] ہے۔ فرشتہ ... کا ... ہونا کوئی کمال نہیں کیونکہ وہ ... نہیں۔ ... انسان کا انسان ہوتے ہوئے ... بلند ترین مقام پر پہنچنا۔ جہاں فرشتے ... کی دربانی کریں۔ ایک بہت بڑا کمال ہے۔

... ایک بشر ... نعمت عظیم ہے کیونکہ ... [illegible] ... ہم دوسروں کے لئے رحمت ... سارے جہان کے لئے رحمت۔ ... [illegible] ... کہاں ذرہ کہاں آفتاب۔

حضور سرور دو عالم کا مقام بشریت انسانی فہم و ادراک سے اسی طرح ورے ورا ہے جس طرح کہ آفتاب جس کو نزدیک سے دیکھنے والے کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور اس سے دور رہنے والا اس کی حقیقت و ماہیت کو نہیں پہنچ سکتا۔

وحی آتی ہے۔

سرکارِ دوجہاں اللہ کے رسول ہیں

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (آل عمران ع ۱۵) اور محمدؐ تو ایک رسول ہیں۔

سرورِ کائنات خاتم النبیین ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب ع ۵) حضرت محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ اور ختم سب نبیوں پر

یعنی آپ کی تشریف آوری سے سب نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ جن کو ملنی تھی مل چکی۔ اسی لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا گیا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے متبع کے آئیں گے خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ مگر گذشتہ جہت سے عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آج موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی روحانیت عظمیٰ سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند و ستارے سورج کی روشنی سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہوتے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں وجہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں۔ (موضح فرقان) اسلئے حضور کے بعد مدعی نبوت کو کذاب کافر ملعون اور امت اسلامیہ سے خارج سمجھنا جزو ایمان ہے۔

آپ آفتاب نبوت و ہدایت ہیں

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا — اے نبی ہم نے آپ کو بھیجا بتانے
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ — والا اور خوشخبری سنانے والا اور
بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا — ڈرانے والا اور اس کے حکم سے اللہ
(احزاب ع۶) — کی طرف بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ

سارے جہان کے لئے رحمت ہیں

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ — ہم نے آپ کو سارے جہان کے لئے
(انبیاء ع۷) — رحمت بنا کر بھیجا ہے

آپ تمام دنیا کیلئے بھیجے گئے

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ — اے پیغمبر ہم نے آپ کو تمام
(سبا ع۳) — انسانوں کے لئے بھیجا ہے۔

آسانی امت کے خواہاں ہیں

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ — تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول

ف شاید سراج کا لفظ اس جگہ اس معنی میں ہے جو سورۂ نوح میں فرمایا وجعل الشمس سراجا یعنی آپ آفتاب نبوت و ہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی اور سراج روشنی کی ضرورت نہیں رہی سب روشنیاں اس نور اعظم میں محو و مدغم ہو گئیں (موضح القرآن)
ف آپ اللہ کا پیغام کسی خاص ملک یا فرقہ کے لئے نہ لائے تھے۔ بلکہ تمام دنیا کو سنانے کے لئے لائے تھے۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ — آیا ہے تم کو جو تکلیف پہنچتی ہے (توبہ ۱۶/۱۲) ان پر بھاری ہے۔

بھلائی امت کے حریص ہیں

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ (توبہ ۱۶/۱۲) آپ تمہاری بھلائی پر حریص ہیں۔

مومنین پر شفیق ہیں

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (اور ایمان والوں پر خاص طور پر) بہت شفیق و مہربان ہیں۔ (توبہ ۱۶/۱۲)

عظمت نبی کوئی نہیں گھٹا سکتا

وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ (اور یہ مخالفین) آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ (نساء)

مخالف نبی کا مقام جہنم ہے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ (اور جو کوئی مخالفت کرے رسول

ف جن چیزوں سے آپ کو تکلیف پہنچتی ہے بوجہ غایت شفقت و رحمت ان کو بھی اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ آپ کی سب سے بڑی خواہش اعمال کو زیادہ کرنے کے لئے آسانی کرو سختی مت کرو۔ شفقت تمہاری نفع رسانی و خیر خواہی کی انتہائی رغبت، ان کے دل میں ہمیشہ آپ کی یہ ہم ہوش تو رہتا ہے کہ آپ کی امت دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے اور صحیح راستہ پر چل کر حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہو۔ دنیا میں ان کو کوئی تکلیف پہنچے اور نہ آخرت میں۔ آپ کو اپنی جان سے زیادہ مرحومی امت کی فکر ہے۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ؕ (نساء ۱۷)

کی جبکہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہے اور سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف چلے تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور بالآخر اس کو جہنم میں داخل کرینگے

نبی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ج (نساء ۱۱)

جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔

نبی کے ساتھی ذلیل نہ ہونگے

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهٗ ج (تحریم ۲/۲۸)

جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ یقین[1] لاتے ہیں۔

نبی پر اللہ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط (الاحزاب ۴/۲۲)

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت (درود) بھیجتے ہیں۔

---

[1] یعنی جو کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نوازے جائیں گے۔

آپ خلقِ عظیم پر پیدا ہوئے

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ — اور آپ بڑے خلق پر پیدا ہوئے

(قلم ۲۹/۱)

ہیں

آپ کی پیروی باعثِ فلاح ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ — خدا کے رسول میں تمہارے لئے اچھا نمونہ ہے۔ (احزاب ۲۱/۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اخلاقی ملکات پیدا فرمایا۔ آپ کی زبان قرآن ہے اور آپ عامل باخلاقِ قرآن ذکر خدا میں تفسیرِ قرآن خلقِ نبی جس خوبی درجہ اور کمال سے ذات دنیا نے وہ آپ میں فطرۃً موجود ہو جس بدی و زشتی سے روکتا ہے۔ آپ طبعاً اس سے نفور و بیزار تھے۔ پیدائشی طور پر آپ کی ساخت اور تربیت ہی ایسی ہوئی ہے کہ آپ سے کوئی حرکت اور کوئی چیز ناتناسب و اعتدال سے ایک انچ اِدھر اُدھر ہٹنے نہیں پاتی۔ آپ کا حسنِ خلق اجازت نہ دیتا تھا۔ غالباً المطبوعون کے معنی وشنیع پکار ذکر یا در حقیقت خلائق کی عظمت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کسی بڑی سے بڑی تعلیم سے معاملہ کرتے وقت خود خداوند کی عظیم ہستی سے غافل ہو جائے۔ جب تک یہ قرآن میں موجود ہے ان کے معاملات عدل و خلائق کی میزان میں پورے اتریں گے۔ (موضح الفرقان)

وہ لوگ قوتِ ایمان سے مالامال ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ سے ایک دن ملنے کی امید ہے۔ وہ قرآن کے عملی مفسر کے ہر قول و فعل کا اتباع کرتے ہیں اور وہی شخص فلاحِ دارین پا سکتا ہے۔ جو حضور کی ذات منبع البرکات کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائے اور ہر معاملہ میں ان کے نقشِ قدم پر چلتا رہے اور جو اس راستہ سے بھٹک گیا وہ ہمیشہ کے لئے خراب ہوا۔

معراج جسمانی تھا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ۔ (بنی اسرائیل ۔ ۱)

(وہ) پاک ذات ہے جو اپنے بندہ
کو رات ہی رات مسجد حرام سے مسجد
اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد ہم نے برکت
دے رکھی ہے تاکہ ہم ان کو
کچھ اپنی قدرت کے نمونے ۔

نہ آج کل بعض طبیعتیں یہ چاہتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کے قانون سے ناواقف ہیں وہ سرکار دو عالم کے معراج کو روحانی یعنی صرف رویا یا حالت خواب کا واقعہ بتاتے ہیں۔ حالانکہ مولا پاک نے اس خبر کو سبحان کے لفظ سے شروع فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات پاک ہے جس میں کوئی نقص یا کمزوری نہیں ہے کسی کام کے کرنے سے عاجز نہیں ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور یہ قصہ جو تمہارے نزدیک تعجب خیز ہے۔ مگر اس قادر مطلق کی قدرت و مشیت کے سامنے اس کی کچھ حقیقت نہیں جس کو سمجھنے سے تمہاری عقلیں بھی جواب دے گئی ہیں اس سے بڑھ کر کچھ اور ہو سکتا ہے۔ اس تمہید کے بعد مولا پاک نے یہ قصہ بیان فرمایا اور اس میں لفظ عبد استعمال فرمایا ہے۔ عبد روح و جسد کے مجموعہ کا نام ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ معراج مع جسد کے ہوئی تھی جمہور سلف و خلف کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور پُرنور کو حالت بیداری میں بجسدہ شریف معراج ہوئی جس کی تائید میں بہت سی احادیث صحیحہ موجود ہیں۔ جس کے لیے کتاب نشر الطیب مصنفہ جناب حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا جائے تو بخوبی روشنی حاصل ہو جائے۔

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ
(النجم ع ۱)

اور پھر انہوں نے اس (جبرئیل) کو ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اترتے ہوئے دیکھا جس کے قریب جنت الماویٰ ہے۔ جب چھا رہا تھا اس بیری (کے درخت) پر جو کچھ چھا رہا تھا۔ نہیں بہکی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی بیشک دیکھے انہوں نے اپنے رب کی قدرتوں کے بڑے بڑے نمونے۔

سب آسمانی کتابیں اور پیغمبر برحق تھے

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ،

کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو

(بقرہ ۱۶) دیا گیا۔ اور اس پر بھی جو کچھ اور نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے۔ اس طرح کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ کے مطیع ہیں۔

اللہ صحائف قیامت پیغمبر اور فرشتوں کا منکر گمراہ ہے

وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ○ (نساء ۲۰)

اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا۔

قرآن اللہ نے نازل کیا

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ○ (مائدہ ۳)

تمہارے پاس اللہ جل شانہ کی طرف سے روشن اور واضح کتاب آئی ہے۔

یہ سیدھی راہ بتاتا ہے

يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ (احقاف ۴)

یہ کتاب حق اور راستی کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

تمام دنیا کیلئے نصیحت ہے

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۔ یہ قرآن تو دنیا جہان کیلئے نصیحت
(ص ۸۷) ہے۔

ماننے والوں کیلئے رحمت ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ ہم قرآن میں ایسی باتیں نازل
وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۔ کرتے ہیں جن سے روگ دفع
(بنی اسرائیل ۸۲) ہوں۔ اور ایمان والوں کیلئے
رحمت ہے۔

منکروں کیلئے زحمت ہے

وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۔ اور نا انصافوں منکروں کو تو اور
(بنی اسرائیل ۸۲) زیادہ نقصان دیتا ہے

قرآن سے نصیحت لینا آسان ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن
فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ کو آسان کردیا ہے۔ پھر ہے کوئی
(قمر ۱۷) سوچنے والا۔

لوح محفوظ میں محفوظ ہے

وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا اور تحقیق یہ قرآن جناب اللہ کے

لعلیٌ حکیمٌ ۔ | پس لوحِ محفوظ میں بڑے رتبہ کی
(زخرف ع۱) | اور حکمت بھری کتاب ہے ۔

اللہ اس کا محافظ ہے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ (الحجر ع۱) | ہم نے آپ پر یہ نصیحت اتاری ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں ۔

قیامت کی خبر صرف اللہ کو ہے

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ (اعراف ع۲۳) | آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کب ہے کہہ دیجئے کہ اس کی خبر تو میرے رب کے پاس ہے وہی ٹھیک وقت پر اس کو ظاہر کرے گا۔ اس کے وقت پر ۔

قیامت اچانک آئے گی

لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۔ (اعراف ع۲۳) | تم پر جب آئے گی ۔ تو اچانک آئے گی ۔

سب اٹھائے جائیں گے

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ | تم جب ... ہوگے ۔ پھر تم کو

جَمِیْعًا ۵ (بقرہ ۲/۱۹) اکٹھا کر لائے گا۔

قیامت میں کسی کو تاب گویائی نہ ہوگی

یَوْمَ یَاْتِ لَا تَکَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (ہود ۹/۱۲) جب وہ دن آئیگا کوئی جاندار بات نہ کر سکے گا مگر اس کے حکم سے۔

وہاں معذرت یا توبہ کام نہ آئے گی

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ۵ (روم ۳/۲۱) سو اس دن گنہگاروں کو عذر کرنا نفع نہ دیگا اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جائیگا۔

قیامت میں کوئی وکالت نہ کر سکے گا

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۱ (نساء ۵/۱۴) سنتے ہو۔ تم لوگ دنیا کی زندگی میں ان مجرموں کی طرف سے جھگڑ لئے تو پھر ان کی طرف سے قیامت کے دن خدا سے کون جھگڑا کریگا۔ یا ان کا وکیل ہوگا۔

[illegible]

اُس دن کوئی کسی کا بوجھ نہ اُٹھائیگا

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۝ — اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائیگا۔

(فاطر ٣/٢٢)

اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئیگا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ۝ — اے لوگو اپنے رب سے بچتے رہو اور اس دن سے ڈرو کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے کام نہ آئیگا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کی جگہ کام آئے گا کچھ بھی۔

(لقمن ٤/٢١)

دوست بھی دشمن ہو جائینگے

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ — جتنے دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے بجز ا[illegible] سے ڈرنے والوں کے۔

(زخرف ٧/٢٥)

(بقیہ حاشیہ) [illegible] پیش ہونگے [illegible] کی مثل ان کے ہاتھ [illegible] اپنے خلاف [illegible] ان کے خلاف گواہ ہونگے۔ ان پر اس وقت [illegible] کی حقیقت [illegible] ایک قرآن [illegible] اس وقت [illegible] کو حق [illegible] نہیں کوئی [illegible] کام آ سکی۔

سب کے اعمال تولے جائینگے

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ۝ (انبیا ۱۷/۴)

اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں رکھیں گے پھر کسی جی پر ایک ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی عمل رائی کے دانہ برابر بھی ہوگا۔ تو ہم اس کو حاضر کردینگے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں

زیادہ نیکیوں والے بامراد ہونگے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (مؤمنون ۱۸/۶)

سو جس کی تول بھاری ہوئی تو وہی لوگ کام لے نکلے۔

قلیل نیکیوں والے نامراد ٹھہرینگے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ

اور جس کی ہلکی تول نکلی سو وہی لوگ ہیں جو اپنی جان ہار بیٹھے

۱ے اور بعض حالتوں میں ایسا بھی ہوگا کہ کثیر نیکیاں محض ریا و نمائش کے سبب مسترد ہو جائینگی قلیل نیکیاں رضا و اخلاص کی وجہ سے مقبول ہو جائینگی اور بعض حالتوں میں بسبب عفو و مغفرت صرف ایک صالح عمل کے طفیل کفر و شرک کے سوا تمام گناہ معاف کر دیے جائینگے مگر کسی شخص کو معلوم نہیں کہ اسکے پاس کوئی ایسا عمل بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کا ایسا درجہ رکھتا ہو کہ اسکے سبب سب گناہ معاف ہو جائینگے۔ اسلئے کسی حال میں بیکاری نہیں کرنی چاہئے اور نیک اعمال کی کثرت و تفضل تعالیٰ ضروری باعث فلاح ہے

خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ (مومنون ۱۸ ع ۶)

دوزخ ہی میں رہینگے آگ انکے منہ جھلس دیگی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے۔[لہ]

دوزخ جنوں اور انسانوں سے بھری جائیگی

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ (ہود ۱۲)

یہ کہ البتہ دوزخ بھردونگا جنوں اور انسانوں سے اکٹھے۔

لہ جس طرح برائیوں کی کثرت نے نیکیوں کی شناخت مشکل بنادی ہے۔ اسی طرح وہاں برائیاں نتیجۃً انسان کو ایسا بدشکل بنادیں گی کہ جیتے جیتے بدن سوج جائیگا۔ نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک اور اوپر کا ہونٹ پھول کر کھوپڑی تک پہنچ جائیگا اور زبان باہر نکل کر زمین پر لٹکتی ہوگی جسے دوزخی پاؤں تلے روندیں گے اور اس دردناک عذاب کے باوجود انسان مر نہ سکے گا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کی یہ حالت رہے گی۔ اللہم احفظنا منہ ومن سائر انواع العذاب۔

ع دنیا کا کارخانہ جو اللہ نے اپنی حکمت بالغہ و قدرت کاملہ کے لئے [illegible] اور اس میں جن و انسان اس لیے پیدا کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ [illegible] طور پر عذاب و ثواب کے مستحق بھی۔ [illegible] مخلوق ٹھہرنے کی ہو جن کے اعمال نیک ہوں گے وہ جنتوں میں بے فکری سے عیش کرتے ہوں گے اور جو بدکار ہوں گے وہ دوزخ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے گو کوئی مسلمان جیسے [illegible] ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہ رہے گا [illegible] جنت میں [illegible]

کفر و اسلام کا معرکہ ہمیشہ رہے گا

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا (بقرہ ۲۷)

اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر قدرت پاویں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔

اندھی تقلید کبھی نافع نہیں ہوتی

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ (بقرہ ۲۱)

اور جب کوئی ان سے کہے کہ اس حکم کی تابعداری کرو جو اللہ نے نازل فرمایا تو کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم تو تابعداری کریں گے اس کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو دیکھا۔ بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ جانتے ہوں۔

ف جس کا علم و عرفان کتاب و سنت کے تابع ہو اس کی تقلید یقیناً نافع ہوگی جیسے ائمہ اربعہ کی تقلید۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہوا کہ باپ دادا کی رسم خلاف حکم خدا ہے تو پھر اس پر نہ چلے۔ کیونکہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور دیا ہے اور سیرت و عادات اور احکام میں بھی تمیز کر سکتا ہے۔ اگر قوت امتیاز نہیں تو اہل حق سے دریافت کرکے راہ ہدایت پر چل سکتا ہے

دنیا کی زندگی چند روزہ ہے

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ (عنکبوت ۴) — اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے (یعنی محض چند روزہ ہے جیسے کھیل تماشہ تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے)

آخرت کی زندگی حقیقی ہے

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ (عنکبوت ۴) — اور اصل زندگی عالمِ آخرت کی زندگی ہے۔

لوح محفوظ میں سب کچھ درج ہے

كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۚ (ہود ۱) — سب کچھ مکمل کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا موجود ہے۔

طواف صرف صفا مروہ اور کعبہ کا جائز ہے

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ (بقرہ ۱۹) — بیشک صفا و مروہ (کی پہاڑیاں) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں سو جو کوئی حج بیت اللہ کا کرے یا عمرہ، تو کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں میں طواف کرے

۱؎ جگ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج ع۴)   اور پرانے گھر کعبہ کا طواف کریں

۱۵ لکھے غرض وہ ہر جگہ کا طواف ثواب سمجھ کر کرنا ناجائز اور گناہ ہے عام طور پر جب لوگ کہیں پر جاتے ہیں تو نادانستہ ہر قبر کے گرد چکر کاٹ کر واپس آتے ہیں یعنی ایک طرف سے گیا اور اسکے گرد چکر لگا کر دوسری طرف سے واپس آیا یہ گناہ ہے اس میں خاص احتیاط برتنی چاہئے اور بعض پیر فقیروں کو طواف کرتے دیکھے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی ان کے مرید بھی یہ کرتے ہیں۔ قبر پر جانے کی اجازت محض اسلئے ہے کہ وہاں جاکر انسان عبرت پکڑے اور جو قبریں عالیشان گنبدوں اور مقبروں میں بنائی جاتی ہیں یا جن قبروں پر بہت خدام موجود ہیں اور ساتھ عرس اور میلوں کا اجتماع ہو وہاں عبرت کی بجائے نفس کی لذت کا سامان ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں سرے سے جانا ہی نہیں چاہئے۔ اگر قبروں پر ان چیزوں کی ضرورت ہوتی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ کی جناب میں آخیر وقت دعا فرمائی کہ لوگوں کو ان بدعات سے بچا۔ بلکہ جب حضور کے مزار مبارک پر ان چیزوں کی اجازت سرکار کی طرف سے نہیں تو دوسروں کیلئے کہاں جائز ہے حقیقت یہ ہے کہ ان کے خلاف شرع ہونے سے صاحب قبر کی روح کو بھی اذیت پہنچتی ہے اور بہت سے گناہوں کی بنیاد پڑتی ہے جناب جب حضور نے اپنے مزار کی عظمت و احترام کی خاطر وہاں جمع ہونے سے منع فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن بزرگوں کے مزارات پر یہ کرتوت کئے جاتے ہیں وہ تعظیم عظمت و احترام کے مستحق نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باقی رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد کا سوال حضور کے روضہ طاہر سے گنبدوں کے جواز کا استدلال کرنا غلط ہے۔ کیونکہ حضور تو حسب خصوصیت انبیاء حجرہ شریف میں جہاں رحلت فرمائی تھی۔ وہیں مدفون ہوئے تھے۔ اس لئے وہاں قبر پر عمارت نہیں بنائی گئی تھی۔ بلکہ عمارت میں ہی قبر بنی اس لئے اس سے قبروں پر عمارت بنانے کا جواز نہیں نکلتا۔

باب دوم

کس کی اطاعت کی جائے؟

اللہ تعالےٰ کی

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ — اے ایمان والو اللہ جل عزہ کا حکم[1] مانو۔ (نساء ۸/۵)

رسولِ اکرم کی

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (نساء ۸/۵) — اور رسول مقبول کا حکم[2] مانو۔

مسلم حاکمِ وقت کی

وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ — اور جو تم میں سے حاکم ہوں ان کا حکم مانو۔ (نساء ۸/۵)

---

[1] اللہ و رسول کی اطاعت باعثِ رحمت اور ان کی نافرمانی موجبِ زحمت ہے۔

[2] کلامِ پاک میں آیا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا یعنی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے سرتابی کی۔

کس کی اطاعت نہ کی جائے؟

غافل کی

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (کہف ۲۸) ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے

مُسرف کی

وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ (شعراء ۸/۱۵) ان مسرفین (حد سے تجاوز کرنیوالے) بیباک لوگوں کا کہا نہ مانو۔

کافر کی

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ (فرقان ۵/۵) سو کافروں کا کہا مت مانو۔

کاذب کی

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ (قلم ۱/۲۹) جھٹلانے والوں کا کہا نہ مانیے۔

منافق کی

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (احزاب ۱/۲) آپ منکروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیں۔

ف یعنی جس کے دل میں یاد الٰہی کی بجائے حب دنیا ہو۔

بے اعتباری

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ اور کہنا نہ مان کسی قسمیں کھانے والے بے قدر کا (قلم ۱۰)

قسم محض اعتبار و یقین دلانے کے لئے کھائی جاتی ہے اور قسم کھانے والا دوسرے فریق کو اپنی طرف سے اطمینان دلاتا ہے۔ عموماً بڑی سے بڑی ہستی یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی جاتی ہے یعنی خدائے بزرگ و برتر کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے۔ تو یہ سمجھنا چاہئے کہ قسم کھانے والے نے گویا اس معاملہ میں خدا تعالیٰ کو اس بات کا گواہ یا ضامن بنایا ہے۔ جب اس حلف کا پابند نہ ہو اور قسماً خیانت و بدعہدی کرے تو مرتکب گناہ ہے کیونکہ قطعاً کوئی احساس نہیں کیا جاتا اور بات بات پر جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ اور نہ صرف اپنی مکاری و حیلہ سازی کے لئے اللہ جل شانہ کے نام پاک کو آلۂ کار بنا کر اس کی شان بے حرمتی اور بے عزتی کی جاتی ہے۔

اس لئے ایسے لوگوں پر قطعاً اعتماد نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کا یہ فعل بتاتا ہے کہ ان کے دلوں سے خدا تعالیٰ کے نام کی عظمت و وقعت اٹھ گئی ہو۔ اور جو جھوٹی قسم کھا لینا ایک معمولی بات سمجھتے ہوں۔

اور اصل زیادہ قسمیں کھانے والا اپنے حال پر خود اس بات کا گواہ ہوتا ہے کہ اس کی تجارت و معاملت درست نہیں ہے جس کے سبب لوگوں کے دلوں میں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں رہی۔ اس لئے وہ محض اپنا اعتبار قائم کرنے کی خاطر قسمیں کھاتا چلا جا رہا ہے۔

کس کا اتباع کیا جائے؟

احکامِ الٰہی کا

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۝ (زمر ۲۴)

اور بہترین بات (قرآن حکیم) پر چلو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتری پیشتر اس کے کہ تم پر اچانک عذاب[1] نازل ہو اور تم کو خبر نہ ہو۔

اسوۂ نبی کا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب ۲۱)

خدا کے رسول میں تمہارے لئے (اتباع کا) اچھا نمونہ[2] ہے۔

---

[1] یعنی قرآنی ہدایت پر چل کر عذاب آنے سے پہلے اپنے مستقبل کی روک تھام کرلو ورنہ معائنۂ عذاب کے بعد پھر تدارک نہ ہوسکے گا۔ نہ کوئی تدبیر بن پڑے گی۔ عذاب کی اس طرح یکدم آدبائیگا کہ خبر بھی نہ ہوگی کہاں سے آگیا (موضح فرقان)

[2] سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی عملاً تفسیر کر دکھائی ہے۔ اس لئے دین و دنیا کے ہر معاملہ میں آپ کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ اور دنیا کے تمام اماموں، پیروں اور درویشوں کی پیروی پر اتباعِ رسول کو مقدم سمجھنا چاہیئے؛

تبعِ دین کا

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ج — اور راہ چل اس کی جو میری طرف رجوع ہوا۔ (لقمان ۱۵)

ف یعنی جس پیر و بزرگ کا قول و فعل دین متین کے مطابق ہو وہ قابل تقلید ہے اور اگر وہ پابند شریعت نہیں تو وہ ہرگز اتباع کے قابل نہیں خواہ اس سے ہزاروں کرامتیں بھی ظاہر ہوں۔

آج کل اہل اللہ کی تقلید کی بجائے ان کی پرستش زیادہ ضروری سمجھی جاتی ہے اور رسوم و بدعات کو ترویج دینے والے علماء لوگوں کو یوں گمراہ کرتے ہیں۔ کہ اللہ والوں سے منہ پھیرنا اللہ سے منہ پھیرنا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ انہیں قبلہ و کعبہ اور مسجود و ماویٰ بنا کر ان کو سجدے کرتے رہیں یا انہیں بڑھا چڑھا کر اللہ کا شریک بنا دیں یا اللہ کے تمام اختیارات چھین کر ان کے حوالے کر دیں جیسا کہ عام رواج ہے بلکہ اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ انسان کو اللہ والوں کے نقش قدم پر چل کر ان کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ نہ کہ ان کی تعلیم سے روگردانی کرنی چاہیے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ اگر آپ کسی کے نقش قدم پر چل رہے ہوں تو آپ کا منہ پیشرو کی طرف ہوتا ہے۔ مگر جونہی آپ اس کے نقش قدم پر چلنا چھوڑ کر چند قدم آگے بڑھ جائیں تو آپ انہیں پیٹھ دکھا رہے ہوں گے۔

کس کا اتباع نہ کیا جائے؟

خواہشِ نفس کا

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى ‏(نساء ۲۰) — سو تم دل کی بُری خواہش کی پیروی نہ کرو۔

شیطان کا

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ‏(بقرہ ۲۰) — اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔

شاعر کا

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ‏(شعراء ۱۱) — شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں۔

گمراہ کا

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا — ان لوگوں کے خیالات پر نہ چلو جو پہلے سے افراط و تفریط کی وجہ سے،

ع شاعر سے مراد [illegible] قرآن میں شعر و تخیل پر سب سے [illegible] نصیحت آمیز شعر کہنے
اور اس میں [illegible]
[illegible]

عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ٥	گمراہ ہو چکے ہیں اور بہتوں کو گمراہ کر گئے اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے (مائدہ ﷺ)

مفسد کا

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ٥	اور مفسدوں[1] کی راہ مت چلنا۔ (اعراف ﷺ)

بے علم کا

وَلَا تَتَّبِعٰنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥	اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جو کو علم[2] نہیں (یونس ﷺ)

نادان کا

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥	اور نادانوں[3] کی خواہش پر نہ چل۔ (جاثیہ ﷺ)

[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فسق و فجور کے مقامات سے دور رہو کہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مقام اور اسکے عذاب کے محل ہیں۔

[2] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کی قوت جب حد سے بڑھ جائے تو مکاری اور بیباردی پیدا کرتی ہے اور جب ناقص ہو تو حماقت اور ابلہی پیدا کرتی ہے۔

[3] حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جاہلوں کی دوستی متغیر الحال اور سریع الزوال ہے اور جاہل کا عمل وبال، اور بس کا علم گمراہی و ضلال ہے۔

کس سے دُور رہنا چاہیئے؟

جاہل سے

وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (اعراف ۲۴/۹) اور جاہلوںؒ سے کنارہ کرو۔

بے عمل سے

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا (انعام ۸/۷) اور انکو چھوڑ دے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے

کج روش سے

وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ (اعراف ۲۲/۹) ان کو چھوڑ دو جو اس (اللہ) کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں

ظالم سے

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ سو یاد آجانے کے بعد تو ظالموں

ؒ جاہلوں سے مراد اَن پڑھ لوگ نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہے جو جہالت آمیز حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں چنانچہ ایام جاہلیت میں عرب کے اندر نہ صرف مرد بلکہ بعض عورتیں بھی لکھی پڑھی ہوتی تھیں۔ مگر وہ حقائق سے جاہل تھے اسلئے رسمیات و خرافات میں مبتلا تھے۔
ٌ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے نام و صفات کا اطلاق غیر اللہ پر کرتے ہیں یا انکے معانی بیان کرتے ہیں بے اصول تاویل یا تحریف نادانی کرتے ہیں یا سرے سے اپنی خواہش کے مطابق معنے کرتے ہیں۔ جیسے علماء سوء اور گمراہ و بدعقیدہ لوگ

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (انعام ۶۸) کے ساتھ نہ بیٹھ۔[۱]

مشرک سے

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (انعام ۱۰۶) اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

کج رو اقربا سے

لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۝ (توبہ ۳) اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو رفیق نہ بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں عزیز رکھیں۔[۲]

---

[۱] ظالموں سے اعراض بہتر ہے اور اگر نصیحت کرنے کی ہمت و استعداد ہو تو پھر ان سے ترکِ تعلق بہتر نہیں شاید وہ بدبخت نصیحت سن کر اپنے بگاڑ سے باز آ جائیں۔

[۲] جس کے والدین کافر ہوں۔ اور وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو زیادہ عزیز رکھیں تو اولاد کا بھی فرض ہے کہ دین کی محبت کو والدین کی محبت پر ترجیح دے اور ان سے اپنے تعلقات منقطع کرے۔ البتہ

(۱) جس کافر کے اسلام لانے کی امید ہو اور اس مصلحت سے ان سے تعلق رکھا جائے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۲) اگر والدین کافر ہوں اور انہیں مالی امداد کی ضرورت ہو تو مال سے ان کی خدمت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۳) اگر کافر والدین [illegible]

[۴] [illegible]

کس سے دوستی رکھنی منع ہے؟

دشمن خدا سے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ	اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

(ممتحنہ ع۱)

دشمن اسلام سے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ	اے ایمان والو۔ جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے۔ جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست نہ بناؤ

(مائدہ ع۹)

مغضوب سے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا	اے ایمان والو۔ ان لوگوں سے

سے کفار اگرچہ مشرکین ہیں۔ اس آیت میں اہل اسلام کی دوستی سے نفرت دلائی ہے خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک۔ کیونکہ وہ فضل اعمال میں یعنی شرائع مشروعہ اسلام کو جو خیر دنیوی و آخروی پر مشتمل ہیں محض [illegible] میں [illegible]

غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ (ممتحنہ)

دوستی نہ رکھو جن پر اللہ تعالیٰ غصہ ہو

منافق سے

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا ..... ھٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَہُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ (آل عمران)

اے ایمان والو غیروں کے سوا کسی کو بھیدی (رازدار) نہ بناؤ۔ وہ (منافق تمہاری خرابی) میں کمی نہیں کرتے ہیں تو تم ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں ہیں

یہود و نصاریٰ سے

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَہُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُہُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّہُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْہُمْ (مائدہ)

اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کی دوستی اختیار کرے۔ تو وہ انہی میں سے ہے (یعنی قیامت میں وہ ان کے زمرہ سے اٹھے گا)

ف: [illegible] ان کو [illegible] دوست رکھتے ہیں۔ [illegible] کریں [illegible] یہود و نصاریٰ [illegible]

کافر سے

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ (آل عمران ۳)

مسلمانوں کو چھوڑ کر مسلمان کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ اور جو کوئی یہ کام کرے اس کو اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔

(بقیہ ت) شریعت میں تصریح کی گئی ہے مسلمان دوستانہ تعلقات قائم نہ کریں۔ اس موقع پر یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ موالات۔ مروت۔ حسن سلوک۔ مصلحت۔ رواداری اور عدل وانصاف یہ سب چیزیں الگ الگ ہیں۔ اہل اسلام اگر مصلحت سمجھیں تو ہر کافر سے صلح اور عہد وپیمان مشروع طریقہ پر کر سکتے ہیں۔ عدل وانصاف کا حکم مسلم وغیر مسلم ہر فرد بشر کے حق میں ہے۔ مروت اور حسن سلوک یا رواداری کا برتاؤ ان کفار سے ساتھ ہو سکتا ہے۔ جو جماعت اسلام کے مقابلہ میں دشمنی اور عناد کا مظاہرہ نہ کریں جیسا کہ سورہ ممتحنہ میں تصریح ہے۔ باقی موالات یعنی دوستانہ اعتماد اور برادرانہ مناصرت ومعاونت تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ یہ تعلق غیر مسلم سے قائم کرے البتہ صوری موالات جو الا ان تتقوا منهم تقاة کے تحت داخل ہو۔ اور [illegible] اسلام اور مسلمانوں کی پوزیشن پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔ اس کی اجازت ہے۔

(موضح الفرقان)

۵ جب حکومت وسلطنت۔ جاہ وعزت اور ہر قسم کے تقلبات وتصرفات کی زمام اکیلے خداوند قدوس کے ہاتھ میں ہوئی تو مسلمانوں کو جو صحیح معنی میں اس پر یقین رکھتے ہیں شایاں نہیں کہ اپنے مسلمی بھائیوں کی رفاقت ودوستی پر مستغنانہ رکھے خواہ مخواہ دشمنان خدا کی مراعات ومدارات کی طرف قدم بڑھائیں۔ (موضح الفرقان)

کیا ہونا ممنوع ہے؟

جاہل

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ سو تو نادانوں میں سے نہ ہو

(انعام ۴)

نا اُمید

فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ○ سو تو نا اُمیدوں میں سے

(الحجر ۴) مت ہو۔

مشرک

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اور مت ہو شرک کرنے والوں

(یونس ۱۱) میں۔

کافر

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا (آل عمران ۱۷) تم نہ ہو ان کی طرح جو کافر ہوئے

مغرور

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا ان جیسے نہ ہو جاؤ جو لوگوں کو

ف جو شخص جس کی رسم و رواج یا تہذیب و تمدن کو پسند کر کے ان سے دوستی یا مشابہت پیدا کریگا وہ قیامت کے دن اسی فرقہ سے اٹھایا جائیگا۔

وَبَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ	دکھانے کے لئے گھروں سے
(انفال ۶)	اتراتے ہوئے نکلتے ہیں۔

فریب خوردہ

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا	ان جیسے مت ہو جنہوں نے کہا کہ
وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ٥ (انفال ۳)	ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں۔

کاذب

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا	اور مت ہو ان میں جنہوں نے اللہ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥	کی باتوں کو جھٹلایا ایسا نہ ہو کہ پھر تو
(یونس ۱۰)	بھی ہو جائے خرابی میں پڑنے والا۔

افتراق پسند

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا	اور تم ان لوگوں کی طرح مت
وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ	ہو جاؤ جو متفرق ہو گئے اور اختلاف
الْبَيِّنٰتُ ط	کرنے لگے بعد اسکے کہ ان کو واضح
(آل عمران ۴)	احکام پہنچ چکے ہیں۔

شک کرنے والا

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ؕ	سو تو مت ہو شک کرنے والا۔
(یونس ۱۱)	

کس کی مدد کرنی چاہیئے؟

دین حق کی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللّٰهِ (صف ۱۴)	اے ایمان والو تم اللہ کے دین کے مددگار ہو جاؤ۔

کار خیر کی

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (مائدہ ۲)	نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو۔

ہم مذہب کی

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ (انفال ۷۲)	اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک کہ وہ دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو ان کی مدد تم پر لازم ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد ہو

کونسی چیزیں حرام ہیں؟

مردہ جانور

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ — حرام ہوا تم پر مردہ جانور (جو بنی موت سے مر جائے) (مائدہ پ ۶)

بہتا ہوا خون

وَالدَّمُ — اور (بہتا ہوا) لہو (مائدہ پ ۶)

خنزیر کا گوشت

وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ — اور سور کا گوشت (اور اس کی ہڈی کھال۔ پٹھے۔ چربی وغیرہ سب نجس ہیں) (مائدہ پ ۶)

نذر غیر اللہ

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ — اور جس جانور پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔ (مائدہ پ ۶)

ف حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو مردہ یعنی مچھلی اور ٹڈی اور دو خون یعنی کلیجی اور تلی ہمارے لئے حلال کئے گئے ہیں صرف مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کئے کھانا درست ہے (وقایہ صفحہ ۹۰)

ف اھل : لفظ اھلال سے مشتق ہے جس کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں۔ اسلئے لغوی اعتبار سے آیۃ بالا کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز بغرض تقرب غیر اللہ کے نذر کی جائے وہ حرام ہے۔ اور اس آیۃ کی یہی تفسیر حضرت ربیع اور دیگر بہت سے (ربانی صفحہ ۱۲۰)

گلا گھٹنے سے مرنے والا

وَالْمُنْخَنِقَةُ (مائدہ پ۶) جو گلا گھٹنے سے مر گیا ہو۔

چوٹ سے مرنے والا

وَالْمَوْقُوْذَةُ (مائدہ پ۶) یا چوٹ سے مر گیا ہو۔

گر کر مرنے والا

وَالْمُتَرَدِّيَةُ (مائدہ پ۶) یا اونچائی سے گر کر مر گیا ہو۔

ابتہ معترضہ: حضرات مفسرین نے اور یہی صحیح تفسیر ہے جس کی مؤید دوسری آیت ہے جس میں اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہ کے ساتھ ذبح علی النصب کا ذکر ہے بعض لوگوں کو بعض مفسرین کی تفسیر سے غلطی ہوئی ہے کہ جب تک غیر اللہ کا نام ذبح کرتے وقت نہ لیا جائے غیر اللہ کے نامزد کر دینے سے حرمت نہیں آتی۔ حالانکہ ان مفسرین نے مشرکین کے رواج کے مطابق وہ تفسیر کی ہے۔ اس سے غیر اللہ کے نامزد کرنے کی حلت ہرگز مفہوم نہیں ہوتی اور اگر ان مفسرین کا یہ مطلب تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ دوسرے مفسرین کی تفسیر اور لغوی معنی کے خلاف ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ حلت و حرمت کے مقابلہ کی صورت میں حرمت ہی کو ترجیح ہوتی ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے مگر عموماً اس معاملہ میں احتیاط نہیں کی جاتی۔ مگر جس بزرگ سے جس کو عقیدت ہوتی ہے وہ بالعموم نذر و نیاز کی چیز بلا تامل اسی کے نامزد کرتا ہے مثلاً نیاز حسین بکرا پیران پیر کی گیارھویں وغیرہ۔ حالانکہ یہی نامزدگی شرعاً ناجائز ہے۔ در آیت بالا کی زد میں آتی ہے۔ صحیح طریق یہ ہے کہ صدقہ اور نذر و نیاز وغیرہ میں تقرب حق و خوشنودی خدا مقصود ہونی چاہئیے۔ اور اشیاء کو اسی کے لیے یعنی اللہ کے نامزد کیا جائے ان کا ثواب چاہے جس مسلمان کو پہنچانا مقصود ہو جائز ہے۔

سینگ لگنے سے مرنے والا

وَالنَّطِيحَةُ (مائدہ ۱/۲) یا سینگ لگنے سے مر گیا ہو۔

درندہ کا کھایا ہوا

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ اور جس کو درندہ نے کھایا ہو مگر جس کو تم ذبح کر لو (وہ حلال ہے) (مائدہ ۱/۲)

عبادت گاہِ غیر کی نیاز

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور حرام ہے جو کسی غیر اللہ کے تھان پر ذبح ہوا۔ (مائدہ ۱/۲)

قرعہ سے تقسیم شدہ

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ اور جو قرعہ کے تیروں سے تقسیم کرو (وہ بھی حرام ہے۔) (مائدہ ۱/۲)

سود

حَرَّمَ الرِّبٰوا (بقرہ ۲/۲) اور سود کو حرام کیا ہے۔

شراب اور جوا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دیں ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ (بقرہ ۲/۲)

؎ مطلق قرعہ سے تقسیم ممنوع نہیں بلکہ وہ جس میں قمار کی صورت ہو ممنوع ہے۔

کون سے کام حرام ہیں؟

بے حیائی کے

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (اعراف ۴)

آپ کہہ دیں کہ میرے رب نے تمام فحش باتوں کو حرام بنایا ہے انہیں جو علانیہ دیکھی جاتی ہیں اور جو چھپکر دیکھی جاتی ہیں

گناہ کے

وَالْاِثْمَ (اعراف ۴)

اور ہر گناہ کی بات کو

زیادتی کے

وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (اعراف ۴)

اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو

شرک کے

وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا (اعراف ۴)

اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری

بغیر سند کے

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (اعراف ۴)

اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاؤ جس کا تم علم نہ رکھو۔

کس کو حلال قرار دیا گیا ہے؟

بیوپار کو

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ — اللہ تعالیٰ نے سوداگری کو حلال کیا ہے۔ (بقرہ ۳۹/۳)

چرنے والے جانور کو

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ — تمہارے لئے چوپائے مویشی چرنے والے پالتو جانور حلال کئے ہوئے[۱] انکے جو تم کو آگے سنائے جائینگے۔ (مائدہ ۱/۶)

(جو حرام قرار دئے گئے ہیں)

شکار کئے ہوئے جانور کو

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ — جو شکاری جانور[۲] شکار پر دوڑانے کے لئے اس طریقہ سے سدھائے ہو

---

۱ جیسے گائے۔ بکری بھینس۔ اونٹ۔ ہرن وغیرہ

۲ شکاری کتے یا باز وغیرہ سے شکار کیا ہوا جانور شرائط سے حلال ہے (۱) شکاری جانور سدھا ہوا ہو (۲) شکار پر چھوڑا جائے (۳) اس طریقہ سے تعلیم دی گئی ہو جس کو فقہ نے معتبر کہا ہے یعنی کتے کو سکھایا جائے کہ شکار کو پکڑ کے کھائے نہیں۔ اور باز کو یہ تعلیم دی جائے کہ جب اس کو بلاؤ تو وہ شکار کے پیچھے جارہا ہو بلا (ق ۲۲)

فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ (مائدہ ۴)

اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھایا ہے تو وہ جو تمہارے لئے شکار پکڑ رکھیں ہو وہ کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لو۔

ستھری چیز کو

قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ (مائدہ ۴)

کہہ دیں کہ سب ستھری چیزیں تم کو حلال ہیں۔

پاکدامن عورت کو

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ (مائدہ ۵)

اور حلال ہیں تم کو پاکدامن مسلمان عورتیں

(بقیہ صفحہ ۱۲۳) فوراً جاکر آ لے اگر شکار کو خود کھا لے گئے یا زخم سے مر جائے تو سمجھا جائے گا کہ جب کتے نے اپنے لئے نہیں تو شکار بھی اس کے لئے نہیں پکڑا مگر اپنے لئے پکڑا ہے۔ اس وقت شیخ عبد القادر صاحب لکھتے ہیں کہ جب اس نے آدمی کی خوشی کو آدمی سے زخمی کیا، چھوڑنے کے وقت بسم اللہ یعنی بسم اللہ کہہ کر چھوڑ ان چار شرطوں کی تصریح نص قرآنی میں ہوئی۔ پانچویں شرط جو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک معتبر ہے۔ شکاری جانور شکار کو زخمی بھی کر دے کہ خون بہنے لگے۔ اسی کی طرف لفظ جوارح اپنے اندر جرح کے اعتبار سے مشعر ہے۔ ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو شکاری جانور کا مارا ہوا شکار حرام ہے۔ ہاں اگر زندہ مل جائے اور ذبح کر لیا جائے تو وہ حسب الا ما ذکیتم کے ذیل میں حلال ہوگا۔ (موضح الفرقان)

لہ جن چیزوں کو دینی یا بدنی نقصان کی خاطر حرام قرار دیا گیا ہے ان کے سوا دنیا کی تمام پاکیزہ اور ستھری چیزیں حلال ہیں۔

اہل کتاب کے طعام کو

وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ
لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ
(مائدہ پ ۶)

اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے
اور تمہارا کھانا انکو حلال ہے (بشرطیکہ
اسمیں کوئی شے حرام مثلاً شراب وغیرہ نہو)

اہل کتاب سے شادی کرنے کو

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَآ اٰتَيْتُمُوهُنَّ
أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ
مُسٰفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِىٓ أَخْدَانٍ
(مائدہ پ ۶)

اور ان میں سے جن کو تم سے پہلے
کتاب دی گئی ہے پاک عورتیں تم
کو حلال ہیں بشرطیکہ تم تو قید نکاح
میں لانے کیلئے مہر ادا کرو۔ نہ کہ مستی
نکالنے والے اور نہ چھپی آشنائی کرنے والے
(شہوت رانی و ہوا پرستی مقصود نہو)

کتابی عورت سے شریعت میں نکاح کرنا جائز ہے مشرکہ سے نہیں مگر یہ یاد رہے کہ
ہمارے زمانہ کے نصرانی و یہود برائے نام نصاریٰ ہیں ان میں بکثرت وہ ہیں جو نہ
کسی کتاب آسمانی کے قائل ہیں نہ مذہب کے نہ خدا کے ان پر اہل کتاب کا
اطلاق نہیں ہو سکتا لہٰذا ان سے ذبیحہ درست نہ ہوگا علاوہ اہل کتاب کا ذبیحہ کا نیز
یہ خیال رہے کسی چیز کے حلال ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اس میں فی حد ذاتہ کوئی وجہ
حرمت نہیں لیکن خارجی اثرات و حالات ایسے ہوں کہ اس حلال سے متمتع ہوتے ہیں
بہت سے حرام کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ جو غریب مبتلا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ ایسے
حلال سے استمتاع کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ (روح الفرقان)

کن کا احترام لازم ہے؟

اللہ و رسول کا

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (فتح ۹)

تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس (اللہ) کے دین یا پیغمبر کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

شعائر اللہ کا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىٕرَ اللّٰهِ (مائدہ ۱)

اے ایمان والو اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو۔

مبارک مہینوں کا

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

مہینوں کی گنتی کتاب اللہ میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس روز اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے

[illegible]

مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (توبہ ۵)

تھے۔ ان میں چار (ذوالقعدہ ذالحجہ محرم۔ رجب) خاص ادب کے مہینے ہیں ۱؎

ہدی کا

وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ (مائدہ ۱)

اور نہ اس جانور کی جو کعبہ کی نیاز ہو ۲؎ اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹہ ڈال کر کعبہ کو لے جاویں (بے حرمتی کرو)

حج کرنے والے کا

وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا (مائدہ ۱)

اور حرمت والے گھر (بیت اللہ شریف) کی طرف آنے والے کی جو اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی ڈھونڈتے ہیں سب کی ۳؎ بے حرمتی نہ کرو۔

۱؎ ان مہینوں میں خصوصیت سے گناہ سے بچنا چاہیئے ۲؎ ہدی کے جانور کے گلے میں پٹہ اسلئے ڈالا جاتا ہے تاکہ لوگ اس سے تعرض نہ کریں جن کی تعظیم و احترام کریں ۳؎ یعنی جو مقدس سامان یا چیزیں کعبہ کے لئے جاتی ہیں ان کی تعظیم و احترام کرو اور ان کی راہ میں روڑے مت اٹکاؤ۔

باب سوم

اللہ کے کیا حقوق ہیں؟

اللہ پر ایمان لانا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ — اے ایمان والو اللہ پر (جیسا چاہیے) ایمان لاؤ۔

(النساء)

اللہ کی فرمانبرداری کرنا

وَاَنِیْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ — اور اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اس کی حکم برداری کرو۔

(زمر)

اللہ کو راضی کرنا

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ — اللہ اور اس کے رسول کو بہت ضرور

• آمنوا جتنا مختصر لفظ ہے معنی کے لحاظ سے اتنا ہی وسیع ہے۔ جس انسان نے بھی ایک دفعہ آمنوا کا اقرار کر لیا تو وہ تمام احکام الٰہیہ پر عمل کرنے کا پابند ہو گیا۔ اور جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے عمل ضروری نہیں سمجھتے وہ محض دھوکہ کھاتے ہیں۔

توبہ ۹ ؛ راضی کرنا ہے۔

اللہ کو اچھے نام سے پکارنا

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۔ (اعراف) اور اللہ کے سب نام اچھے ہیں سو اس کو وہی نام کہہ کر پکارو۔

اللہ کی حمد و ثنا کرنا

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (اعلیٰ) خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا کرو

اللہ کے متعلق غلط بیانی نہ کرنا

وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۔ (نساء) اللہ جل شانہ کی شان میں غلط بات نہ کہو۔

اللہ پر مثالیں چسپاں نہ کرنا

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ (نحل) سو اللہ پر مثالیں چسپاں نہ کرو۔

لے اللہ دوری بیان میں راضی رہتے ہیں تو دوسروں کو راضی کرنے کی کوشش نہ چھوڑو [illegible] خدا و رسول کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ (موضح القرآن)

لے مشرک کہتے ہیں کہ ملک تو اللہ ہی کا ہے [illegible] سرکار میں [illegible] ہمارے کام ان ہی سے بنتے ہیں۔ بڑی سرکار تک [illegible] رسائی نہیں ہوتی سو یہ مثال غلط ہے [illegible] جیسے نہیں۔ [illegible] آپ اپنا [illegible] کسی کو [illegible] نہیں کر [illegible] سلاطین [illegible] حکمت [illegible] تفویض کرتے ہیں [illegible]

ہر حال میں اللہ سے ڈرنا

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن ۲۸) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بقرہ ۲۴) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

اللہ کی راہ میں لڑنا

وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ (مائدہ ۶) اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹) دے دیا لیکن بعد تفویض ان اختیارات کے مستقل ہیں ماتحت افسر
ہیں کسی مجسٹریٹ کے فیصلہ کے وقت بادشاہ یا پارلیمنٹ کو اس واقعہ اور فیصلہ کی مطلق
خبر نہیں ہوتی نہ اس وقت جزئی طور پر بادشاہ کی مشیت و ارادہ کو فیصلہ صادر کرنے میں
کچھ دخل ہے۔ یہ صورت حق تعالیٰ کے یہاں نہیں۔ بلکہ ہر ایک چھوٹا بڑا کام اور
ادنیٰ جزئی خواہ بواسطہ اسباب یا بدون وسائط اس کے علم محیط اور مشیت و ارادہ سے وقوع
پذیر ہوتی ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ آدمی ہر کلی جزئی کا فاعل اور مؤثر حقیقی اعتقاد
کرکے تنہا اس کو معبود و مستعان سمجھے (موضح الفرقان)

اس میں ان لوگوں کی طرف بھی اشارہ ہے جو [illegible] وَسِیْلَۃً کی آڑ میں [illegible]
بندوں کے سامنے سجدے کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی جناب میں رسائی کرنے کی
کوشش کرتے ہیں حالانکہ اللہ تک کسی رسائی کا وسیلہ نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔
[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کسی کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت ابن عباس، مجاہد، [illegible] حسن وغیرہ [illegible]

اللہ کا احسان ماننا

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ‏ ‏ اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے۔ (بقرہ ۲/۵)

اللہ کا شکر ادا کرنا

وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ‏ ‏ اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کے بندے ہو۔ (بقرہ ۲/۲)

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللّٰهَ ‏ ‏ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ (حم سجدہ ۲/۲)

اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارنا

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ (یونس) ‏ ‏ اور اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔

اللہ کا کسی کو شریک نہ بنانا

وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ‏ ‏ اور اس اللہ کا کسی کو ذات و صفات میں شریک نہ کرو۔ ([illegible])

نوٹ: عبادت - بندگی اور پرستش [illegible]

[illegible]

اللہ کو قسموں کا نشانہ نہ بنانا

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ (بقرہ ۲۸) — اور اللہ کے نام کو اپنی قسمیں کھانے کے لئے نشانہ نہ بناؤ

احکام الٰہی کا مذاق نہ اڑانا

وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا (بقرہ ۲۹) — اللہ کے احکام (آیات) کو ہنسی مذاق نہ بناؤ۔

اللہ سے آگے نہ بڑھنا

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ (حجرات ۲۶) — اے ایمان والو اللہ سے آگے نہ بڑھو۔

حدود اللہ نہ توڑنا

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا (بقرہ ۲۹) — یہ جو اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں ان سے آگے نہ بڑھو۔

اللہ سے خیانت نہ کرنا

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ (انفال ۳) — اے ایمان والو اللہ سے خیانت نہ کرو۔

یاد الٰہی سے غافل نہ ہونا

وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ (طٰہٰ ۱۶) — اور سستی نہ کرو میری یاد میں

رسولؐ کے کیا حقوق ہیں؟

رسولؐ پر ایمان لانا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النساء ۲۰)

اے ایمان والو اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر یقین کرو۔

رسولؐ کی فرمانبرداری کرنا

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج (الحشر ۱/۲۸)

اور جو تم کو رسول دیں سو وہ لے لو اور جس سے منع کریں سو اس کو چھوڑ دو۔

رسولؐ کو راضی کرنا

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (توبہ ۸/۱۰)

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ کو راضی کرنا بہت ضروری ہے۔[1]

رسولؐ کا ساتھ دینا

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ

اہل مدینہ اور اس کے ارد گرد کے

---

[1] اللہ اور رسول کی رضامندی درحقیقت ایک ہی چیز ہے جس بات سے خدا راضی ہے اس کا رسولؐ بھی راضی جس بات سے رسولؐ راضی اس سے خدا بھی راضی اور یہ رضا شریعت محمدیؐ اور سنت نبوی کے اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (توبہ ۱۵/۱) — دیہاتیوں کو زیبا نہیں کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں۔

رسولؐ سے آگے نہ بڑھنا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الحجرات ۱/۱) — اے ایمان والو اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھو۔

رسولؐ سے اپنی جان عزیز نہ سمجھنا

وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ (توبہ ۱۵/۱) — اور نہ یہ کہ اپنی جان کو اُن رسول اکرمؐ کی جان سے عزیز سمجھیں۔

رسولؐ کو تکلیف نہ دینا

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (احزاب ۷/۲۲) — اور تم کو جائز نہیں کہ رسول کو تکلیف پہنچاؤ۔

---

۱ یعنی اغراض اور ہوا و ہوس کو ان کے احکام پر مقدم نہ سمجھو بلکہ اپنی خواہشات و جذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ۔ کیونکہ سنت رسول کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا، ایسا کرنے میں خواہ کتنی تکلیف اٹھانا پڑے لیکن اس کا انجام یقینی طور پر دارین کی سرخروئی و کامیابی ہے (موضح الفرقان)

۲ اب بھی جہاں آل رسولؐ کا سوال ہو وہاں جان تک دینی فرض ہے۔

۳ جس وقت ہمارے اعمال سرکار دوجہاںؐ کے پیش کیے جاتے ہیں تو ہمارے اعمال سیہ کا حال معلوم کرکے آپ کو رنج و تکلیف ہوتی ہے۔

رسولؐ کی خیانت نہ کرنا

لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ — اللہ اور رسولؐ کی خیانت نہ کرو۔ (انفال ۳/۹)

رسولؐ پر درود بھیجنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (احزاب ۲۲/۷) — اے ایمان والو۔ تم بھی آپ پر رحمت (درود) اور سلام خوب بھیجا کرو۔

---

۵ حقوق رسول ادا کرو۔

؎ امام ابن قیمؒ نے درود شریف کے چالیس فوائد ذکر کئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں

(۱) درود شریف پڑھنے والے پر اللہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۲) دس نیکیاں اس کے واسطے لکھی جاتی ہیں

(۳) دس درجہ اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

(۴) دس برائیاں اس سے دور کی جاتی ہیں۔

(۵) دعا مانگنے سے پہلے اگر درود پڑھا جاوے تو دعا قبول ہوتی ہے۔ ورنہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے

(۶) درود سے حضرت کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

(۷) گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۸) مشکلیں آسان ہوتی ہیں (دلائل الخیرات؟ / رد الطغیب)

قرآن کے کیا حقوق ہیں؟

قبل از تلاوت اعوذ پڑھنا

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النحل ۹۸)

سو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں

جس قدر ہو سکے تلاوت کیا کرنا

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (المزمل ۲۰)

سو تم جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو

قرآن صاف صاف پڑھنا

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (المزمل ۴)

اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھیں۔

شیطان کی کوشش ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے خصوصاً قرات قرآن جیسے کام کو جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے اب مخلصانہ دل سے کرے اور کر سکتا ہے خود اس کی کوشش ہوگی کہ مومن کو اس سے باز رکھے اور اس میں کامیاب نہ ہو تو ایسی آفات میں مبتلا کر دے جو قرات قرآن کا حقیقی فائدہ حاصل ہونے سے مانع ہوں۔ ان سب غیبانہ تدبیروں اور پیش آنے والی خرابیوں سے حفاظت کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ جب مومن قرات قرآن کا ارادہ کرے پہلے صدق دل سے حق تعالیٰ پر بھروسہ کرے (باقی آئندہ)

قرآن خاموشی سے سننا

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ (اعراف ع ۲۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

قرآن پر استہزا سننے سے باز رہنا

إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ (نساء ع ۲۰)

جب اللہ کی آیات پر استہزاء اور انکار ہوتا ہو سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کریں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ... اور شیطان مردود کی زد سے بھاگ کر خداوند کی پناہ میں آجائے اسی استعاذہ (پناہ میں آنا) تو دل سے ہے مگر زبان بھی دل کی موافقت کرنے کے لئے شروع ہے تب ہی تو قرأت میں زبان سے بھی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے ہیں (موضح فرقان)

ے قرآن کی قرأت کا حق سامعین پر یہ ہے کہ پوری فکر و توجہ سے دل کھول کر سنیں تا انکی جان اسے سمع قبول سے سنیں۔ ہر قسم کی بات چیت شور و شغب اور ذکر و فکر بے ادب سے خاموش رہیں تاکہ خدا کی رحمت و مہربانی کے مستحق ہوں۔ اگر کافر بھی قرآن سنے تو کیا بعید ہے کہ خدا کی رحمت سے مشرف بایمان ہو جائے اور بہتیرے مسلمان سنے تو ولی بن جائے یا کم از کم اس فعل کے اجر و ثواب سے نوازا جائے۔ اس آیت سے بہت سے علماء نے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ نماز میں جب امام قرأت کرے تو مقتدی کو سننا اور خاموش رہنا چاہئے (موضح فرقان)

والدین کے کیا حقوق ہیں؟

والدین کا حق ماننا

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ (لقمن ۲)

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق[1] تاکید کر دی ہے (کیونکہ اس کی ماں نے تھک تھک کر اس کو پیٹ میں رکھا۔ اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے) کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا حق ماننے

والدین سے بھلائی کرنا

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (بقرہ ۱۰)

اور ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔

---

[1] کیونکہ ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں لئے پھری۔ پھر وضع حمل کے بعد دو برس تک دودھ پلایا۔ اس دوران میں نہ معلوم کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر بچہ کو تربیت کی۔ اپنے آرام کو اس کے آرام پر قربان کیا لہذا ضروری ہے کہ آدمی اولاً خدا تعالے کا اور ثانیاً ماں باپ کا خصوصاً ماں کا حق پہچانے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ماں باپ کی خدمت و اطاعت میں بقدر استطاعت مشغول رہے۔ جہاں تک اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ کیونکہ اس کا حق سب سے مقدم ہے (موضح فرقان)

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۚ (عنکبوت ۱) — اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے

والدین پر خرچ کرنا

قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ (بقرہ ۲۶) — کہہ دو کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے۔ اور قرابتداروں کا۔

ادب سے بات کرنا

وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۚ (بنی اسرائیل ۳) — اور ان سے ادب سے بات کرنا۔

تنگ ترش نہ ہونا

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا (بنی اسرائیل ۳) — اگر ان میں ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انکو ہوں نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا

ؔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ان کی جوانی میں ایسا کرنا جائز ہے جیسا کہ آج کل مشاہدہ میں آتا ہے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ بڑھاپے میں ان باتوں کا پہلے سے بھی زیادہ اہتمام کیا جائے۔ کیونکہ بوڑھے ماں باپ سے معاملت نباہنی ذرا مشکل ہوتی ہے۔ سی لئے ابن مسیب نے فرمایا ہے کہ بڑھاپے میں والدین سے اس طرح بات کرو۔ جیسے خطاوار ملازم سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہے۔

انکساری سے پیش آنا

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (بنی اسرائیل ۲۴)

اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا

دستور کے مطابق ساتھ دینا

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (لقمن ۱۵)

اور اگر وہ دونوں ماں باپ تجھ سے اس بات پر اڑیں کہ میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان۔ اور دنیا کے معاملات میں ان کا دستور کے موافق ساتھ دے۔

والدین کے لئے دعا کرنا

وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (بنی اسرائیل ۲۴)

اور کہہ اے رب ان پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا۔

حقوقِ یتیم کون سے ہیں؟

یتیم کو نہ جھڑکنا

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ (ضحٰی ۱)
سو جو یتیم ہو اس کو مت جھڑک بلکہ دلجوئی و خیر گیری کر۔

نیک سلوک کرنا

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ (بقرہ ۱۰)
اور ماں باپ سے اور قرابت والوں سے اور یتیموں اور محتاجوں سے نیک سلوک کرنا

اس پر مال خرچ کرنا

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۝ (بقرہ ۲۶)
کہہ دو کہ جو کچھ مال تم خرچ کرو ہو ماں باپ پر اور قرابت والوں پر اور یتیموں، محتاجوں اور مسافروں پر خرچ کرو)

اس سے انصاف کرو

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۝ (النساء ۱۹)
اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو۔

یتیم کو اپنی اولاد برابر جاننا

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ (نساء)

اور لوگوں کو دوسروں کی اولاد کی اتنی فکر کرنی چاہیے (جیسے اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو ان کی کتنی فکر کریں کہ شاید ہمارے بعد انکا کیا حال ہو) اس لئے اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں۔

اس کے کام سنوارنا

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۚ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۚ (بقرہ)

اور آپ سے یتیموں کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دیں کہ ان کے کام کا سنوارنا بہتر ہے

[illegible]

اسے اپنے ساتھ شریک رکھنا

وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ (بقرہ ۲۷/۲) — اور اگر ان کی بہتری کے لئے، ان کا خرچ اپنے ساتھ رکھو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

شرکت کے بہانے یتیم کا مال نہ کھانا

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا (نساء ۱/۴) — اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ، یہ بڑا وبال ہے

یتیم کا مال ادل بدل نہ کرنا

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ (نساء) — اور یتیم کے اچھے مال سے اپنے برے مال کو نہ بدلو۔

یتیم کی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرنا

وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا — اور یتیموں کا مال اس خیال سے کہ یہ بڑے ہو جائینگے، [illegible]

[illegible] یتیم [illegible] میں یتیم کا [illegible] اپنے [illegible] لینا چاہئے

[illegible] یتیم کے مال [illegible] شرکت [illegible]

[illegible] بدل [illegible]

(نساء ع) — ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے قبل نہ کھا جاؤ۔

غنی کو مالِ یتیم سے حق الخدمت نہ لینا

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ — (اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو خود کو (حق الخدمت لینے سے) بالکل بچائے

وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ — (اور جو شخص محتاج ہو۔ تو وہ (بقدر حق الخدمت مالِ یتیم سے) دستور کے موافق (مناسب مقدار میں) کھا لے

(نساء ع)

مالِ یتیم میں تصرف بیجا نہ کرنا

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ — (اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہو۔

(انعام ع)

---

۱ یتیم کے مال کو اس اندیشہ سے پیش از ضرورت و بیجا خرچ نہ کرو کہ تم اسے حساب دینے یا اس واپس کرنے سے بچ جاؤ

۲ ولی یا سرپرست مال میں نا روا قسم کا تصرف نہ کرے یعنی اسے کسی اپنے استعمال میں نہ لائے اور اس کے استعمال میں لائے جس سے یتیم کا فائدہ ہو جیسے تجارت وغیرہ میں لگانا۔ تو اس کی اجازت ہے

نادانی کے زمانہ میں مال یتیم کو نہ دینا

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔ (نساء ۱)

اور کم عقلوں کو اپنے وہ مال نہ دو جن کو خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے مایہ زندگانی بنایا ہے، البتہ ان کو اس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔

یتیم کے عقل و شعور کو آزماتے رہنا

وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۔ (نساء ۱)

اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں[۲]

ہوشیار یا جوان ہونے پر مال یتیم کے حوالے کر دینا

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا ۔ (نساء ۱)

پھر اگر ان میں ہوشیاری دیکھو

---

[۱] یعنی جب تک وہ یتیم لڑکے سن شعور کو نہ پہنچیں ان کو ان کا سامان معیشت حوالے نہ کرو۔ وہ اس وقت تک ان کو کھلاتے پلاتے رہو، ورنہ نہیں تسلی دو کہ یہ تمہارا مال تمہارے حوالے ہوگا۔

[۲] یعنی عمر بلوغ کو پہنچ جائیں یعنی جب کہ وہ اپنے نفع و نقصان سمجھنے کے قابل ہو جائیں

حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ (انعام ۱۹) — یہاں تک کہ اپنی جوانی کو پہنچ جاویں

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَھُمْ (نساء) — تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو

مگر مال گواہوں کے روبرو دینا

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَھُمْ — پھر جب ان کو ان کے مال حوالے

فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ (نساء ۱) — کرو تو اس پر گواہ[۱] کر لو۔

انصاف نہ کر سکنے پر یتیم سے نکاح نہ کرنا

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی — اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو

الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ — کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں

مِّنَ النِّسَآءِ — انصاف نہ کر سکو گے تو اور عورتوں

(نساء ۱) — سے جو تم کو پسند ہوں نکاح[۲] کر لو۔

---

۱ جب کسی بچہ کا باپ مر جائے تو چاہیئے کہ چند مسلمانوں کے روبرو یتیم کا مال لکھ کر امانتداروں کو سونپ دیں۔ جب یتیم بالغ ہوشیار ہو جائے تو اس تحریر کے موافق اس کا مال اس کے حوالے کر دیں اور جو کچھ خرچ ہوا ہو وہ اس کو سمجھا دیں اور جو کچھ یتیم کے حوالے کیا جائے شاہدوں کو دکھا کر حوالے کریں۔ تاکہ کسی وقت اختلاف ہو تو سہولت سے طے ہو سکے (موضح القرآن)

۲ اگر یتیم لڑکی سے انصاف اور حسن معاشرت کے ساتھ نباہ سکو تو پھر ان سے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ سورۂ نساء کے ۱۹ ویں رکوع کی آیت یستفتونک سے واضح ہے۔ ورنہ محض ان کے جمال یا مال پر فریفتہ ہو کر یا قرابت سے مجبور ہو کر نکاح کرنے کی صورت میں [illegible] بعید ہے

مُطلقہ کے کیا حقوق ہیں؟

عدت تک گھر میں رکھنا

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ

ان مطلقہ عورتوں کو عدت گزرنے کے لئے اتم اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو۔ (طلاق پ۲۸)

عدت میں تکلیف نہ پہنچانا

وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ

اور (دوران عدت) ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ (طلاق پ۲۸)

ف جس عورت کو تین طلاقیں ہو چکیں اس کیلئے سکنی و نفقہ ہے یا نہیں اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہ مذہب ہے کہ سکنی ہے نفقہ نہیں ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور انکے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ نفقہ اور سکنی دونوں ہیں اور یہی قول حق ہے اور مطلقہ جس کے پیٹ میں بچہ ہو اس کیلئے سکنی اور نفقہ واجب ہے اس میں کسی اہل علم کا خلاف نہیں لیکن وہ عورت حاملہ جس کا خاوند مر گیا ہے اسکے بارے میں حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور شریح اور نخعی اور شعبی وغیرہم کا یہ قول ہے کہ بچہ جننے تک اس کو تمام مال سے خرچ دیا جاوے اور ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ اور جابر بن عبداللہؓ اور امام مالکؒ اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ اس کے حصہ وراثت میں سے اس پر خرچ کیا جاوے اور یہی قول حق ہے۔ اس مسئلہ کی پوری بحث فتح میں ہے۔ (فتح)

ایام عدت کا خرچ دینا

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۔ (بقرہ پ۲)

اور طلاق شدہ عورتوں کے واسطے قاعدہ کے موافق خرچ دینا پرہیزگاروں پر لازم ہے۔

حاملہ کا خرچ برداشت کرنا

وَاِنْ کُنَّ اُولٰتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ج (طلاق پ۲۸)

اور اگر وہ مطلقہ عورتیں حمل والیاں ہوں۔ تو حمل پیدا ہونے تک انکو خرچ دو۔

دودھ پلانے کا معاوضہ دینا

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ج (طلاق پ۲۸)

پھر اگر وہ تمہارے لئے دودھ پلائیں تو تم ان کو اجرت دو

عدت گزرنے پر مطلقہ کو رخصت کر دینا

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دی پھر وہ اپنی عدت کو پہنچیں یعنے

بچہ کا خرچ باپ پر ہے۔ پیٹ میں ہو تو کسی طرح دے جننا دے۔ دودھ چھوڑے تو جو دودھ کو دیتا نوکری ہے [illegible] وقت جب تک [illegible] دیا ہے اور اگر وہ قبول نہ کرے تب [illegible]

أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ

(بقرہ ۲۹/۲)

عدت ختم ہونے کو آئی تو دستور کے موافق ان کو رکھ لو یا اچھی طرح سے رخصت کردو۔ اور ان کو ستانے کے لیے نہ روکے رکھو تاکہ ان پر زیادتی کرو۔ اور جو کوئی ایسا کریگا وہ اپنا ہی نقصان کریگا۔

مطلقہ کو نکاح سے نہ روکنا

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ

(بقرہ ۳۰/۲)

اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دی پھر وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو اب ان کو اس (بات) سے نہ روکو کہ اپنے انہی سابقہ خاوندوں سے نکاح کر لیں جبکہ آپس میں راضی ہوں دستور کے موافق۔

ف۔ ایک عورت کو اس کے خاوند نے ایک یا دو طلاق دی اور پھر عدت میں رجعت بھی نہ کی جب عدت ختم ہو گئی۔ تو دوسرے لوگوں کے ساتھ اس نے بھی نکاح کا پیغام دیا۔ عورت بھی راضی تھی۔ مگر عورت کے بھائی کو غصہ آیا اور منع کر دیا۔ تب یہ آیت اتری۔ عورت کی خوشنودی اور بہبودی کو ملحوظ رکھو۔ دستور کے موافق نکاح ہونا چاہئے اپنے کسی خیال اور ناخوشی کو دخل مت دو اور یہ خطاب عام ہے نکاح سے روکنے والوں کو۔ (موضح القرآن)

بیوہ کے کیا حقوق ہیں؟

بیوہ کو ورثہ نہ سمجھنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا (نساء ۳) — اے ایمان والو۔ تم کو حلال نہیں کہ عورتوں کو زبردستی میراث میں لے لو

عقد ثانی سے نہ روکنا

وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ (نساء ۳) — اور ان کو عقد ثانی کرنے سے اس واسطے نہ روکے رکھو کہ ان سے کچھ اپنا (خاوند کے ورثہ سے دیا ہوا) واپس لے لو۔ مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح بے حیائی کریں۔

بیوہ کا نکاح کردینا

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ (نور ۴) — اور اپنی بیواؤں کا نکاح کردو۔

---

۱ میت مر جاوے تو اس کی عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میت کے بعد یوں کہ زندگی سے اپنے نکاح میں بیوہ نہیں رکھتا۔ بیان القرآن۔

۲ بیوہ کو اس خیال سے عقد ثانی نہ کرنے دینا کہ وہ روک رکھنا جائز نہیں کہ اسے ورثہ میں جو کچھ مال دیا ہے وہ واپس دیدے

۳ یعنی جن کا نکاح نہیں ہوا وہ رنڈوے یا بیوہ ہوں تو مناسب ہے تم ان کا نکاح کر دینا چاہیے

غلام اور لونڈی کے کیا حقوق ہیں؟

غلام کی مالی امداد کرنا

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ (نور ۳۳) — اور ان (غلاموں) کو اللہ کے اس مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ہے دو (تاکہ یہ بدل دے کر آزاد ہو سکیں)

غلام کی شادی کرنا

وَأَنكِحُوا ... الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (نور ۳۲) — اور نکاح کر دو جو تمہارے نیک غلام اور لونڈیاں ہوں اور اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیگا

(یعنی لونڈی غلام کو اگر اس لائق سمجھو کہ زوجیت ادا کر سکیں گے اور نکاح ہو جانے پر مغرور ہو کر تمہاری خدمت نہ چھوڑ بیٹھیں گے تو ان کا بھی نکاح کر دو۔ بعض لوگ نکاح میں اسلئے پس و پیش کیا کرتے ہیں کہ نکاح ہو جانے کے بعد بیوی بچوں کا بار کیسے اٹھے گا نہیں سمجھا دیا کہ ایسے موہوم خطرات پر نکاح سے مت رکو۔ روزی تمہاری اور بیوی بچوں کی اللہ کے ہاتھ میں ہے کیا معلوم کہ خدا چاہے تو ان ہی کی قسمت سے تمہارے رزق میں کشائش کر دے۔ نہ مجرد رہنا غنا کا موجب ہے۔ اور نہ نکاح کرنا فقر و افلاس کو مستلزم ہے یہ باتیں حق تعالیٰ کی مشیت پر ہیں۔ موضح الفرقان)

لونڈیوں سے بدکاری نہ کرانا

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ط

(نور)

اور اپنی لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں اس لئے کہ دنیوی زندگی کا تمہیں کچھ فائدہ حاصل ہو جائے

مستحق غلام کو پروانۂ آزادی دینا

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا

(نور)

اور جو لوگ تم میں سے تمہارے ہاتھ کے مال غلام ہیں مال ادائے معینہ دے کر اپنی آزادی کی تحریر لینا چاہیں تو اگر ان میں کچھ بھلائی پاؤ تو ایسی تحریر لکھ دو

لونڈیوں سے بدکاری کرانا حرام ہے خواہ وہ لونڈیاں بخوشی اسے کریں یا ناخوشی سے۔ کسی کا غلام یا لونڈی ہے اور وہ یہ تحریر لکھ دے کہ اتنی مدت میں اس قدر روپیہ کما دوں تو مجھے آزاد کر دے تو مالک کو چاہئے کہ قبول کرے اور بہتر ہے شرط یہ ہے کہ سمجھے کہ واقعی اس غلام یا لونڈی کے حق میں آزادی بہتر ہوگی تب غلامی سے چھوٹ کر چوری یا بدکاری یا دوسری بری حرکت میں نہ پڑ جائیں۔ اگر یہ اطمینان نہ ہو بیشک مالک کو آزادی کا موقع نہ دینا چاہئے (موضح القرآن)

حقوق العباد کیا ہیں؟

رزقِ حلال پر اکتفا کیا جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (بقرہ ۲۱)

اے ایمان والو جو پاک چیزیں ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہیں۔ ان میں سے کھاؤ۔

ایک دوسرے کا مال نہ کھایا جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (نساء ۵)

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ (لیکن آپس کی خوشی سے کوئی تجارت ہو تو مضائقہ نہیں)

ناجائز طریق سے مال نہ لیا جائے

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

اور ایک دوسرے کا مال آپس میں

۱؎ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو رزق حلال دیا ہے۔ اس پر کفایت کرے اور چوری خیانت۔ دغا بازی۔ رشوت ستانی۔ رہزنی۔ قمار۔ ہر قسم ناجائز ذریعہ سے روپیہ نہ حاصل کرے کیونکہ اس سے اول تو مال حرام ہو جاتا ہے ثانیاً دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

۲؎ جو تجارت باہمی رضامندی سے حاصل ہوئے اس کا مال کھانا جائز ہے۔

بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (بقرہ [illegible])

ناحق نہ کھاؤ۔ اور ان کو حکام تک اس غرض سے نہ پہنچاؤ کہ ظلم کرکے (ناحق) لوگوں کے مال کا ایک حصہ کھا جاؤ۔ اور تم کو علم بھی ہو۔

آپس میں پھوٹ نہ ڈالی جائے

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران [illegible])

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

۱ یعنی کسی کے مال کو ہضم کرنے کیلئے یا کسی سے روپیہ جھٹکنے کیلئے جھوٹا دعویٰ نہ کیا جائے جھوٹی گواہی نہ دی جائے جھوٹی قسم نہ کھائی جائے۔ ناحق مقدمہ جیتنے کیلئے حاکم کو رشوت نہ دی جائے اور جس کا مقدمہ نہ چل سکتا ہو یا کمزور ہو یا جس کے کامیاب ہونے کی امید نہ ہو تو اسے کامیابی کے سبز باغ دکھا کر فیس کی خاطر مقدمہ نہ لیا جائے یہ جانتے ہوئے کہ اس کا موکل جھوٹا ہے یا حقدار نہیں ہے اپنے اور حقدار کے خلاف محض فیس کی خاطر وکالت نہ کی جائے۔ یا محض اپنی دلالی بنانے کیلئے لوگوں کو مقدمہ بازی کی دعوت نہ دی جائے ورنہ ایسی تمام آمدنی حرام ہو جاتی ہے۔ ان ذرائع آمدنی سے جہاں اپنے ضمیر و ایمان پہ زد پڑتی ہے وہاں دوسروں کے نقصان بھی یقینی ہیں۔ واضح رہے کہ بقول حضرت علامہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند وکالت دو قسم کی ہوتی ہے ایک وکالت حق جو سچے حقدار کی طرف سے کی جائے۔ دوسری وکالت مال جو محض اپنی فیس کی خاطر کی جائے۔ اور اس میں سچے اور جھوٹے حقدار یا ناحق کا خیال نہ کیا جائے۔

۲ احکام ہی پر عمل کئے جاؤ اور ایک دوسرے میں نااتفاقی مت ڈالیں اور کشمکش پیدا نہ کرو۔

کسی پر زیادتی نہ کی جائے

وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○ (بقرہ ۲۳) — اور کسی پہ زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالے زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

ایک دوسرے کو قتل نہ کیا جائے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ (نساء ۵) — اور آپس میں خون نہ کرو۔

ناحق قتل نہ کرے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ○ (بنی اسرائیل ۴) — اور اس جان کو نہ مارو جس کے مارنے سے اللہ نے منع کر دیا ہے۔ مگر حق پر۔

انتقام میں تجاوز نہ کرے

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ ۚ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَہُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ○ (النحل ۱۶) — اور اگر بدلہ لو تو اس قدر بدلہ لو جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے واسطے۔

صحیحین میں ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین صورتوں میں (۱) جان کے بدلے جان (۲) زانی محصن (۳) جو شخص دین کو چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے۔ مرتب غفرلہ۔

بدامنی نہ پھیلائی جائے

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۚ اور ملک میں فساد نہ مچاتے پھرو۔

(بقرہ پ ۱)

متخاصمین میں صلح کرائی جائے

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور اگر مسلمانوں کے دو فریق
اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۚ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ
(حجرات پ ۲۶) کرا دو۔

امانت میں خیانت نہ کی جائے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے امانت
إِلَىٰ أَهْلِهَا ۙ (النساء پ ۵) والوں کو امانتیں پہنچا دو۔

حقدار کا حق ادا کیا جائے

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ اور رشتہ قرابت والے کو اس کا
وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا حق اور محتاج کو اور مسافر کو دو۔
(بنی اسرائیل پ ۱۵) مت اڑاؤ بیجا۔

٭ قرابت داروں کے حقوق ادا کرنے جو ہیں محتاج و مسافر کی خبرگیری کی جائے وہاں دولت کہ جو مولا پاک کی ایک ایسی نعمت ہے جس سے عبادت میں تسکین نصیب ہو اور خیر میں صرف کرنے سے بہشت میں درجات بلند ہوں فضول کاموں میں صرف نہ کی جائے۔

حلال کو حرام نہ بنایا جائے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا — اے ایمان والو وہ لذیذ چیزیں جو
طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ — اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال
(مائدہ ع۱۲) کردیں حرام نہ ٹھہراؤ۔

دوسروں کو حقیر اور برا نہ سمجھا جائے

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ — اور لوگوں کی طرف اپنے گال
(لقمٰن ع۲) مت پھلا

آپس میں ٹھٹھا مخول نہ کیا جائے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ — اے ایمان والو آپ ایک دوسرے
مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا[1] — سے ٹھٹھا نہ کریں کیا عجب ہے

ف یعنی دوسرے کو اپنے سے حقیر اور برا نہ سمجھو اور ان سے غرور و نخوت سے بات نہ کرو کیا خبر ہے وہ اللہ کی نظر میں تم سے اچھا ہو اور آپ اپنے عمل کی وجہ سے وہاں مردود و معتوب ہوں۔ البتہ اتنا خیال رہے کہ دوسرے کی برائی اور گناہ کو برا سمجھے۔ ایسے فعل سے نفرت ضروری ہے اور نہ اپنے کسی اچھے سے اچھے فعل پر غرور نہ کرے کیا خبر کہ اس میں ریا و شرک کی آمیزش ہو

ف ٹھٹھا مخول کسی ایسی بات سے کرنا جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہوتی ہو۔ البتہ جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح کہلاتا ہے یعنی خوش طبعی۔ یہ جائز ہے بلکہ حضرت رسول اللہ بھی وقت ضرورت فرماتے تھے مگر اس میں بات سچی ہوتی ہے اس سے ہر حال میں بچنا چاہیے۔

مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ — کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ
عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ج — عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے کیا
(حجرات ۲۶) — عجب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں

کسی کی عیب جوئی نہ کی جائے

وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (حجرات ۲۶) — اور ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ۔

کسی کے نام کو نہ بگاڑا جائے

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ — ایک دوسرے کو دشمنی یا حقارت
الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ — یا چڑانے کی خاطر برے نام سے
الْاِيْمَانِ ج — نہ پکارو۔ ایمان لانے کے بعد ایسی
(حجرات ۲۶) — بد زبانی گنہگاری کی بات ہے۔

کسی پر بدگمانی نہ کی جائے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا — اے ایمان والو۔ بہت سی
مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ — بدگمانیوں سے بچا کرو۔ کیونکہ بعض

ہ کسی کو بہ غرض برے لقب سے یاد کرنا بھی برا ہے۔ اور اگر محض اسے پہچاننے کی خاطر یعنی کسی صفت سے اسکو موصوف کرکے پکارا جاتا ہے مثلاً ایک شخص لنگڑا یا اندھا ہے اور وہ اسی لقب سے پہچانا جاتا ہے تو اس کو اسی طرح پکارنا جائز ہے مگر مستحسن نہیں کیونکہ نادانستہ طور پر جذبات کو ٹھیس لگنے کا اندیشہ ہے۔ بہتر ہے کہ اس کو ایسے [illegible] سے جس کو وہ [illegible] چاہیئے۔

(حجرات ۱۲) بدگمانی گناہ ہے۔

تجسس نہ کیا جائے

وَلَا تَجَسَّسُوْا (حجرات ۱۲) اور تجسس[1] نہ کیا کرو

کسی کی غیبت نہ کی جائے

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۚ (حجرات ۱۲)

اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا[2] نہ کہو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو

ہر ایک سے بھلائی کی جائے

وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (قصص ۷۷) اور ہر ایک سے بھلائی کر جیسے تجھ سے اللہ نے بھلائی کی ہے

---

[1] کسی کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے اس کے اندرونی حالات معلوم کرنا جائز نہیں البتہ جہاں اصلاح مقصود ہو وہاں دریافت حالات جائز ہے۔

[2] صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی وہ بات بیان کرے جو اسے بری لگے۔ جو کچھ تو کہتا ہے اگر وہ اس میں ہے تو تو نے غیبت کی اور اگر وہ عیب اس میں نہیں تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔

سب سے سیدھی بات کی جائے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (احزاب پ ۲۲)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سب سے سیدھی اور سچی بات کہو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ تمہارے لئے تمہارے کام سنوار دے اور تم کو تمہارے گناہ بخش دے

سب سے نیک بات کی جائے

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (بقرہ پ ۱)

اور سب لوگوں سے نیک بات کہیو۔

ہر شخص سے حق کہا جائے

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ (انعام پ ۸)

اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ شخص جس سے کہو اپنا قریب ہی ہو۔

---

۱ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر درست اور سیدھی بات کہنے سے تدبیریں درست اور مقبول اعمال کی توفیق ہوتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں۔ موضح القرآن

۲ یعنی کسی کو برائی کی ترغیب نہ دو

۳ حق بات کہنے میں کسی کی عظمت، محبت اور قرابت کا خیال نہیں رکھنا چاہئے جیسے کہ سلطان جابر کے سامنے حق بات کہنا جہاد ہے

قول واقرار کی پابندی کی جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ (مائدہ ۱/۱) — اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو۔

سائل کو نہ جھڑکا جائے

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ (ضحیٰ ۱۰/۳۰) — اور سائل کو مت جھڑکیے

اچھے کاموں کی نصیحت کی جائے

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ (لقمٰن ۱۷/۲) — اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر

بُرے کاموں سے روکا جائے

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ — اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور اس سلسلہ میں تجھ پر جو مصیبت

---

۱ خواہ وہ اللہ کے درمیان ہوں یا بندوں کے، گو خلاف شرع عہد کی پابندی لازمی نہیں ہے۔ سائل کے زجر کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ وہ نرمی سے مان جائے ورنہ اگر ڈھیٹ بن کر کھڑا ہو جائے اور کسی طرح نہ مانے اس وقت زجر جائز ہے (روح المعانی) ایسی صورت میں اگر زجر کی بجائے خاموشی اختیار کی جائے یا اس سے کترا کر ہٹ جائے تو یہ زجر سے بہتر ہے۔

۲ یعنی پیارے بیٹے لوگوں کو بھلائی سکھا اور برائی سے منع کر اور اس پر جو تکلیف پہنچے صبر کر، معلوم ہوا کہ اس کام میں ضرور لوگوں سے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرنا چاہیے اور صبر کرنا بڑی ہمت کا کام ہے (ابن کثیر)

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔ واقع ہو - اس پر صبر کیا کر، کیونکہ (لقمٰن ۱۷/۲) یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے

مسلمانوں کے حق میں دعا کی جائے

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۔ اور آپ اپنی خطا کے لئے معافی مانگتے رہیئے اور سب مسلمان مرد (محمد ۱۹/۲) اور عورتوں کے لئے بھی۔

لہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو بار استغفار فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ ہر طرح معصوم اور گناہوں سے پاک تھے۔ اسلئے ہم سراپا عاصیوں کے لئے تو استغفار و دعا کے سوا چارہ نہیں۔ لہذا کثرت سے استغفار پڑھنی چاہیئے۔ اور تمام مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر کرتے رہنا چاہیئے اس میں کوئی قیمت خرچ نہیں ہوتی اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے بعد وہ کیا آدمی ہو سکتا ہے مسلمان آجکل جن آلام و مصائب کا شکار ہو رہے ہیں ان کے اسباب میں ایک یہ بھی سبب ہے کہ وہ اپنے مقاصد میں دعا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ دوسری جائز و ناجائز تدبیروں میں سرگرداں رہتے ہیں اور اگر کبھی کوئی دعا مانگ لیتے ہیں تو اس کے آداب کی رعایت نہیں کی جاتی۔ اگرچہ حق تعالےٰ کی رحمتِ واسعہ کے سامنے دعا کیلئے وقت و مکان کی قید نہیں مگر بعض اوقات و مکانات اور حالات کو مقبولیتِ دعا میں مخصوص تاثیر حاصل ہے۔ معتبر قبولیت دعا کے چند اوقات درج ذیل ہیں۔

(۱) اذان کے وقت (۲) اذان و اقامت کے درمیان (۳) حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے بعد (۴) فرض نماز کے بعد (۵) سجدہ کی حالت میں اگر فرض نماز نہ ہو (۶) تلاوت قرآن کے بعد (۷) آب زمزم پیتے وقت۔

حقوقِ جان کیا ہیں؟

اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالی جائے

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔
(بقرہ ۲۴)

اپنی جان کی فکر لازم ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ اے ایمان والو تم پر اپنی جان کا فکر لازم ہے۔[1]
(مائدہ ۱۴)

دور از کار سوال نہ پوچھا جائے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ اے ایمان والو ایسی باتیں پوچھو کہ اگر تم پر کھول دی جاویں تو تم کو بری لگیں۔[2]
(مائدہ ۱۴)

---

[1] جان کی فکر مقدم ہے یعنی انسان سب سے پہلے اپنی صحت کا خیال رکھے تاکہ وہ دوسروں کے حقوق ادا کر سکے۔ غذا ایسی کھائے جو حلال ہو تاکہ عبادات مقبول ہوں، خواہشات نفسانی پر قابو رکھے تاکہ برائیوں کے عذاب سے بچے وغیرہ۔

[2] ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرنی چاہیئے بسا اوقات کھود کرید سے خلاف توقع بات ظاہر ہونے پر طبیعت پر گرانی گزرتی ہے اور بعض دفعہ دور از کار سوالات کرنے سے انسان کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اور بعض دفعہ بحث میں الجھ کر حق بات ... باقی صفحہ ۱۶۴

گناہوں سے استغفار کیا جائے

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَہُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِہِمْ (آل عمران ع ۱۴)

اور وہ لوگ کہ جب کچھ کھلا گناہ یا بُرا کام اپنے حق میں کر بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

دوزخ سے بچنے کا سامان کیا جائے

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَہْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُہَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْہَا مَلٰٓئِکَۃٌ

اے ایمان والو اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۳) ہوتے ہوئے محض کم علمی کے سبب فریقِ مخالف کے دلائل درایت کر قوی جان کر انسان اپنا ایمانی نقصان کر بیٹھتا ہے۔ وضوح الفرقان میں ہے کہ یہ آیت احکامِ شرعیہ کے باب میں دور از کار اور بے ضرورت سوالات کا دروازہ بند کرتی ہے۔ باقی ضروری بات پوچھنے یا شبہ ناشی عن دلیل کے رفع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

[1] سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کسی شخص کا گناہ سے پاک ہونا یقینی نہیں ہے بعض گناہ انسان دانستہ کرتا ہے اور بعض نادانستہ سرزد ہوتے ہیں اسی طرح بعض کے اثرات اسی دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں اور بعض کا نتیجہ آخرت میں مرتب ہوگا اور ظاہر ہے کہ سزا خواہ کتنی ہی خفیف یا کسی نوعیت کی ہے آخر سزا ہے اور اس سے کسی نہ کسی طرح سے نقصان پہنچنا لازمی ہے اسلئے انسان کو بکثرت استغفار پڑھنا چاہئے تاکہ اس دنیا میں بھی اور اس دنیا میں بھی اس کی جان کو عذاب نہ بھگتنا پڑے۔

غِلَاظٌ شِدَادٌ — انسان اور پتھر ہیں اس پر تندخو اور زبردست فرشتے مقرر ہیں۔ (تحریم ۲۸/۱)

ل دوزخ سے بچنے کیلئے مولا پاک نے ایک اہم طریقہ بتلا دیا کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی انسان کو خسارہ سے بچنے کیلئے چار باتوں کی ضرورت ہے اول خدا و رسول پر ایمان لائے اور ان کی ہدایات اور وعدہ پر خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے پورا یقین رکھے۔ دوسرے اس یقین کا اثر محض قلب و دماغ تک محدود نہ رہے بلکہ جوارح میں ظاہر ہو اور اس کی عملی زندگی سے ایمان قلبی کا آئینہ ہو۔ تیسرے محض اپنی انفرادی صلاح و فلاح پر قناعت نہ کرے بلکہ قوم و ملت کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھے جب دو مسلمان ملیں۔ ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہیں۔ چوتھے ہر ایک کو دوسرے کی یہ نصیحت و وصیت ہے کہ حق کے معاملہ میں اور شخصی یا قومی اصلاح کے راستہ میں جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلاف طبع امور کا تحمل کرنا پڑے۔ پورے صبر و استقامت سے تحمل کریں۔ ہرگز قدم نیکی کے راستے سے ڈگمگانے نہ پائے جو خوش قسمت حضرات ان چار اوصاف کے جامع ہوں گے اور خود کامل ہو کر دوسروں کی تکمیل کریں گے ان کا نام صفحاتِ دہر میں زندہ جاوید رہیگا اور جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائیں گے وہ بطور باقیات صالحات ہمیشہ ان کے اجر کو بڑھاتے رہیں گے (اور آخرت میں بھی دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے) فی الحقیقت یہ چھوٹی سی سورت سارے دین و حکمت کا خلاصہ ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے کہ اگر قرآن میں سے صرف یہی ایک سورت نازل کر دی جاتی تو عقلمند بندوں کی ہدایت کیلئے کافی تھی۔ بزرگان سلف میں جب دو مسلمان آپس میں ملتے تھے جدا ہونے سے پہلے ایک دوسرے کو یہ سورت سنایا کرتے تھے (موضح الفرقان)

مقروض کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟

قرضہ پورا تحریر کرا دے

وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ؕ (بقرہ ۳۹/۳)

بوقت تحریر دستاویز، وہ شخص کہ جس پر قرض ہے، پورا قرضہ بتلاتا جاوے اور ڈرتا رہے اللہ سے جو اس کا رب ہے اور اس میں سے کچھ کم نہ کرے

معذور ہو تو اس کا مختار تحریر کرا دے

فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ؕ (بقرہ ۳۹/۳)

پھر اگر وہ شخص کہ جس پر قرض ہے بوقت تحریر دستاویز بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتلا سکتا تو اس کا کارگزار ولی، وارث، مختار انصاف سے تحریر کنندہ کو بتلا دے

جب معاملات لین دین کے متعلق ہو تو بھول چوک، بدنیتی اور بے ایمانی کے ذرائع کے احتمال کے سدباب کیلئے ضروری ہے کہ اس لین دین کو تمام پہلوؤں سے پرکھ لیا جائے کہ بعد میں کسی قسم کا نقص پیدا ہونے کا امکان نہ رہے۔ اس کی بہترین صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ایسے لین دین کے متعلق باقاعدہ دستاویز لکھی جائے جس میں تمام ضروری شرائط و ضوابط درج ہونی چاہئیں۔ بہتر ہے کہ مدیون خود لکھے اگر خود نہ لکھے تو دوسرے سے لکھوائے

تنگدست مقروض کو مہلت دی جائے

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ

اور اگر مقروض تنگدست ہے تو کشائش (فراخی رزق) ہونے تک اسے مہلت دینی چاہیئے۔ (بقرہ ۲۸۰)

بہتر ہے کہ اسے قرضہ معاف کیا جائے

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۚ

اور مفلس مدیون یا مقروض کو بخش دو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کو سمجھ ہو۔ (بقرہ ۲۸۰)

---

(۱) جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ خدا تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سختی سے نجات دے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے تنگدست قرضدار کو قرض میں آسانی دے یا اس کا قرضہ معاف کر دے۔ (مسلم)

(۲) جو شخص مفلس کو مہلت دیتا ہے یا قرض کا روپیہ معاف کر دیتا ہے تو اس کو قیامت کے دن سب سے پیشتر اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں لے لیگا (طبرانی)

(۳) جس نے کسی مفلس مقروض کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ اسکو قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دیگا (ترمذی)

(۴) جو قرضہ طلب کرنے میں کسی تنگدست پر آسانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کریگا (ابن حبان)

(۵) یہ قرضہ صدقہ ہے (ترمذی) یعنی قرض دینے کا ثواب مثل صدقہ دینے کے ہے۔

(۶) صدقہ دس گنا ہوتا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا لکھا جاتا ہے (طبرانی)

خاوند کے کیا فرائض ہیں؟

خاوند مہر ادا کرے

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ط (نساء)

ان عورتوں میں سے پھر جس سے تم متمتع ہوئے ہو نکاح وصحبت کی ہے، تو ان کو ان کے حق مہر جو مقرر ہوئے ہیں ادا کر دو۔

بیوی کا اپنے اوپر حق جانے

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط (بقرہ)

اور دستور کے موافق عورتوں کا بھی حق[1] ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت (حاصل) ہے۔

خود کو بیوی پر حاکم سمجھے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ

مرد عورتوں پر حاکم نگران حال ہیں

[1] یعنی جس طرح خاوند اپنے لئے عورت سے ایسے سلوک کا متمنی ہے۔ جو اس کے آرام و آسائش۔ فرحت و مسرت کا باعث ہو۔ اس طرح اسے اپنی بیوی سے بھی حسن سلوک اور خوش معاملگی سے پیش آنا چاہیئے۔

بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ (النساء ۶/۵)	اسلیے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس واسطے کہ انہوں (مردوں) نے اپنے مال (بصورت مہر نفقہ وغیرہ) خرچ کیے ہیں

ناپسندیدہ بیوی پر صبر کرے

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ (نساء ۳/۴)	پھر اگر وہ (عورتیں) تم کو نہ بھا دیں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو۔ اور اللہ نے اس میں بہت (سی) خوبی رکھی ہو۔

بیوی سے اچھا سلوک کرے

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ (نساء ۳/۴)	اور عورتوں کے ساتھ اچھی گزران کرو۔

ف اگر تم کو عورت کی کوئی خصلت یا عادت پسند نہیں تو تمہیں بے حوصلہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے ممکن ہے اس میں مولا پاک نے کوئی ایسی خوبی رکھی ہو جو دینی یا دنیوی منفعت کا باعث بن جائے۔ برے کے ساتھ بھلا سلوک کرنا تو بہت نہیں ہوتا۔ البتہ سب سے بڑی نیکی برائی کے جواب میں بھلائی ہے اسلئے اگر صبر کرو گے تو اس کا اجر ضرور ملے گا۔

بیوی پر ظلم نہ کرے

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۔ (نساء)

اور تم ہرگز عورتوں کو برابر نہ رکھ سکو گے اگرچہ اس کی حرص کرو۔ سو بالکل ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ کہ ایک عورت کو اس طرح رکھو جیسے بیچ میں لٹکتی۔[۱]

محض حظِ نفس کا شکار نہ بنائے[۲]

فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (بقرہ ۲۳)

سو اب عورتوں سے اور خلوت کیا کرو اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے اس کو طلب کرو۔

مگر خلوت آرائی کا موقعہ دیتا ہے

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں

---

۱ انسان کے بس میں نہیں دل کی حرص ہے اور ایک طرف پر زیادہ ڈھلنا سو چاہئے کہ تا مقدور آپ کو بچائے پھر جو ہو سکے اللہ بخشنے والا ہے۔ اور جیسے بیچ میں لٹکتی یعنی نہ اپنے کام سے رکھو نہ چھوڑو کہ کسی اور سے نکاح کر لیوے۔ (موضح قرآن)

۲ یعنی لوح محفوظ میں جو اولاد تمہارے لئے اللہ نے مقدر فرما دی ہے۔ عورتوں کی صحبت سے وہ مطلوب ہونی چاہئے۔ محض شہوت رانی مقصود نہ ہو۔ اس میں عزل کی کراہت اور رہبانیت کی مذمت کی طرف بھی اشارہ ہے (موضح الفرقان)

حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ؕ سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے
(بقرہ ۲۸/۲) چاہو۔

صحبت اولاد کی نیت سے کرے

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ (بقرہ ۲۸/۲) اور اپنے واسطے آگے کی تدبیر کرو۔

مقاربت جائز طریق سے کرے

فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ سو جاؤ ان (عورتوں) کے پاس
(بقرہ ۲۸/۲) جہاں سے تم کو اللہ نے حکم دیا ہے

بیوی سے مہر واپس نہ لے

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ اگر تم ایک بیوی کی بجائے دوسری
مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ بیوی کرنا چاہو۔ اور تم اس کو بہت

یعنی تمہاری عورتیں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی کے ہیں جس میں نطفہ بجائے تخم اور ولد بمنزلہ پیداوار کے ہے یعنی اس سے مقصود اصلی صرف نسل کا باقی رکھنا اور اولاد کا پیدا ہونا ہے سو تم کو اختیار ہے کہ آگے سے یا کروٹ سے یا پس پشت سے پڑ کر یا بیٹھ کر جس طرح چاہو مجامعت کرو۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تخم ریزی اسی خاص موقع میں ہو جہاں پیداوار کی امید ہو یعنی خاص فرج ہی میں ہو۔ لواطت ہرگز ہرگز نہ ہو (موضح الفرقان)

ہمبستری کے وقت ستر کھولنے سے پہلے بسم اللہ کہہ کر داخل کرے۔

اس صحبت سے نیت اولاد کی ہو تاکہ ثواب ہو (موضح الفرقان)

یعنی آگے کی راہ سے مجامعت کی جائے دوسری جگہ سے نہیں کیونکہ لواطت حرام ہے

قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ○ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ○

(نساء)

سا مال دے چکے ہو۔ تو تم اس میں سے کچھ بھی مت واپس لو کیا تم اس کو ناحق اور صریح گناہ کے مرتکب ہو کر لینا چاہتے ہو حالانکہ تم ایک دوسرے سے باہم بے حجابانہ مل چکے ہو۔ اور وہ عورتیں تم سے پختہ عہد[1] لے چکی ہیں۔

بدخو بیوی کو سمجھائے

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ (نساء)

اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تو تم انکو سمجھاؤ۔

نہ سمجھنے پر بیوی کو چند روز خلوت کا موقعہ نہ دے

وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ (نساء)

(اگر فہمائش کے باوجود بیوی نہ سمجھے تو اس کو) سونے میں جدا کرو

[1] پہلی عورت کو چھوڑتے وقت اپنا دیا ہوا مال واپس لینا جائز نہیں۔ اور نہ ہی صحبت کی نوبت آنے کے بعد مہر واپس ہو سکتا ہے اور نہ مہر کی ادائیگی سے انکار کیا جا سکتا ہے اگر عورت خوشی سے واپس کر دے یا معاف کر دے تو اور بات ہے اور اگر مجامعت نہیں کی صرف خلوت صحیحہ ہوئی ہے تو بھی مہر دینا ہوگا۔ اور اگر ان دونوں باتوں کی نوبت نہ آئی ہو۔ اور طلاق تک معاملہ پہنچ جائے تو نصف مہر ادا کرنا ہوگا (ہدایہ ص)

(تنہا سونے پہ مجبور کرو)

بدخوئی سے باز نہ آنے پر اسے مارے

وَاضْرِبُوهُنَّ ۚ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا (نساء)

اور اگر فہمائش اور ترک صحبت سے بھی نہ مانے تو اسے) مارو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہا مانیں تو ان پر الزام کی راہ تلاش نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کا درجہ اونچا بنایا تو عورت کو حکم برداری چاہیے اور اگر ایک عورت بدخوئی کرے تو وہ پہلے درجہ سمجھاوے دوسرے درجے جدا سوئے۔ لیکن اسی گھر میں۔ پھر آخر درجے مارے بھی لیکن نہ ایسا کہ ضرب پہنچے۔ اگر بعد ہر مطیع ہو جاوے تو کرید نہ کرے تقصیروں پر۔ اللہ سب پر حاکم ہے۔ باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہوتی ہے۔ مارنا آخر کا درجہ ہے (موضح قرآن)

بیوی کے کیا فرائض ہیں؟

تابعدار رہے

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ (نساء)

سو جو عورتیں نیک ہوتی ہیں (وہ مرد کی) اطاعت کرتی ہیں۔

باعصمت رہے

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (نساء)

(اور مرد کی) عدم موجودگی میں بحفاظتِ الٰہی (اپنی عصمت کی اور خاوند کے مال و حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔

تا موافقت پر مصالحت کو ترجیح دے

وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَآ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ (نساء)

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے غالب احتمال بدمزاجی یا بے پروائی کا ہو۔ تو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں کسی طرح صلح کر لیں کیونکہ صلح بہتر چیز ہے۔

بحالت مجبوری خلع کی صورت اختیار کرے

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ؕ

(بقرہ ع ۲۹)

سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں میاں بیوی ضوابط خداوندی قائم نہ کر سکیں گے۔ تو آپس میں دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت بدلہ دے کر اپنی جان چھڑا لے (طلاق لے لے)

۵ اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دے۔ یا یوں کہے کہ جو میرا مہر تیرے ذمہ ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے۔ اس کے جواب میں مرد نے کہا میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے۔ البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا عورت اٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی۔ تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب سوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں (بہشتی زیور)

نابالغ لڑکا دیوانہ پاگل آدمی اپنی بی بی سے خلع نہیں کر سکتا (درمختار [illegible])

نویسندہ کے فرائض کیا ہیں؟

دستاویز لکھنے سے انکار نہ کرے

وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَکْتُبْ ؕ (بقرہ ۳۹/۳)

اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اسکو سکھلا دیا[1] اس کو چاہیئے کہ لکھ دیا کرے۔

دیانتداری سے لکھے

وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ص (بقرہ ۳۹/۳)

اور چاہیئے کہ انصاف سے لکھ دے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا۔

کسی فریق کا نقصان نہ کرے

وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ (بقرہ ۳۹/۳)

اور لکھنے والا کسی کا نقصان نہ کرے[2]۔

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس کو جیسی لکھنے کی استعداد بخشی ہو۔ ویسے لکھ دے۔

[2] یعنی جس طرح معاملہ یا سودا طے ہوا ہو۔ اسی طرح من و عن تحریر کرے ایسا نہ کرے کہ ایک فریق کی رعایت کرے اور دوسرے کو نقصان پہنچائے۔

گواہ کے کیا فرائض ہیں؟

گواہی نہ چھپائے

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ (بقرہ ۳۹/۳)

اور گواہی کو مت چھپاؤ۔ جو شخص اس کو چھپائے گا تو بیشک اس کا دل گنہگار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

گواہی سے منحرف نہ ہو

وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۝ (بقرہ ۳۹/۳)

اور لکھنے والا اور نہ گواہ کسی فریق کا نقصان (گواہی سے منحرف ہو کر یا اسے بدل کر) نہ کریں۔ اور اگر ایسا کرو گے تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے۔

گواہی سے انکار نہ کرے

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۝ (بقرہ ۳۹/۳)

اور جس وقت گواہ (گواہی کیلئے) بلائے جائیں (وہ) انکار نہ کریں۔

گواہی سچی دے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ (مائدہ ۵)

اے ایمان والو اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کو کھڑے ہو جایا کرو۔

گواہی کو صحیح صحیح ادا کرے

وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ۔ (طلاق ۱/۲)

اور خدا کے واسطے گواہی سیدھی دو (گواہی دیتے ہوئے کوئی ہیر پھیر ترچھی بات نہ کہیں بلکہ سچی بات کہہ دیں)۔

کسی کے نقصان کی پروا نہ کرے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ

اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو اور اللہ کی طرف کی سچی گواہی دو اگرچہ تمہارا تمہارے والدین یا قرابت داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو) اور دیکھو تم) اگر

۱؎ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہترین شہداء (گواہ) وہ ہیں۔ جو قبل سوال کے شہادت دیتے ہیں (ابن ماجہ)

اِنْ تَلْوٗا اَوْ تُعْرِضُوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا۔

اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج
ہے تو اللہ ان کا تم سے زیادہ خیرخواہ
ہے۔ لہٰذا انصاف کرنے میں دل
کی خواہش کے پیچھے نہ چلو۔ اور اگر تم
کج بیانی یا بات پھیر کرو گے یا
پہلو تہی کرو گے تو اللہ تعالیٰ سب
کاموں سے واقف ہے۔

ف۔ گواہی سچی دینی اللہ کے واسطے ٹھیک ٹھیک چاہیئے۔ چاہے اس میں اپنا یا اپنے کسی عزیز قریب کا نقصان ہوتا ہو تو اس وقت انصاف کرنا ہی چاہئے [illegible] دنیوی نفع کے لئے آخرت کا نقصان نہ کرو [illegible] کسی غریب [illegible] کہ [illegible] چھوڑ بیٹھو [illegible] اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ [illegible] ان کے مفاد سے واقف ہے۔ اور اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ زبان [illegible] بات کو زبان دبا کر اور پیچ سے کہنا [illegible] شبہ پڑ جائے یعنی صاف صاف نہ کہنا اور کچھ چھپا لینا [illegible] دونوں صورتوں میں گو جھوٹ نہیں ہوا مگر [illegible] ہوا [illegible] صاف اور پوری ادا کرنی چاہیئے۔

(موضح الفرقان)

حاکم کے کیا فرائض ہیں؟

ذاتی مخالفت کے سبب انصاف میں کوتاہی نہ کرے

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ (مائدہ ع ۲)
اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔

انصاف سے فیصلہ کرے

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ (نساء ع ۸)
اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

احکامِ قرآن کے مطابق فیصلہ دے

فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (مائدہ ع ۷)
سو حکم کر ان میں اس کے موافق جو کہ اللہ تعالےٰ نے اتارا۔

کسی کے کہنے سننے کی پرواہ نہ کرے

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْکَ ؕ (مائدہ ع ۷)
اور ان کی خواہشوں پر عمل درآمد نہ کیجئے اور ان سے بچتے رہیئے کہ وہ کہیں آپ کو کسی ایسے حکم سے نہ جیدیں جو آپ پر اللہ تعالیٰ نے اتارا ہو۔

مبلغ کے کیا فرائض ہیں؟

قرآن کو تبلیغ میں بنیادی اصول قرار دے

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ — سو تو اس کو قرآن سے سمجھا جو میرے ڈرانے سے ڈرے۔

(ق ۴۵)

مواعظِ حسنہ کے ذریعہ دعوتِ حق دے

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ — اپنے رب کی طرف پرحکمت باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے۔ اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔

(نحل ۱۲۵)

اس آیت کریمہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ پر کس طرح بلانا چاہئے۔ اس کے تین طریقے بتلائے۔ حکمت، موعظت حسنہ اور جدال بالتی ہی احسن۔ حکمت سے مراد ہے نہایت پختہ اور دلائل مفید ہیں ...... مضبوط دلائل و براہین کی روشنی میں مضامین نہایت ہی پیش کئے جائیں جن کو سن کر فہم و ادراک اور علمی ذوق رکھنے والے حضرات کی گردنیں جھک جائیں۔ دنیا کے خیالی فلسفے ان کے سامنے ماند پڑ جائیں اور کسی قسم کی علمی ...... کی ترقیات وحی الٰہی کے بیان کردہ حقائق کا ایک حرف تبدیل نہ کرسکیں۔ موعظت حسنہ موثر اور رقت انگیز نصیحتوں سے عبارت ہے جن میں نرم خوئی اور دلسوزی کی روح بھری ہو۔ اخلاص، ہمدردی اور شفقت و حسن اخلاق سے خوبصورت اور معتدل پیرایہ میں جو نصیحت کی جاتی ہے بسا اوقات پتھر کے دل بھی (باقی ص ۱۲ پر)

امورِ دین میں حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ کرے

لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ — اور اپنے دین کی بات میں مبالغہ نہ کرو (نساء ۲۳)

[illegible]

کرنا ہے ترتیب مقابل کو لازم وہ ان باتوں سے سب سے دور رہے [illegible] دل آزار اور جگر خراش باتیں مت کرو جن سے معاملہ بڑھے اور قبول حق سے مقصود تفہیم اور حقانیت حق ہونا چاہیے نہ خشونت۔ محض سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا۔

(موضح القرآن)

دین میں تفرقہ نہ ڈالے

اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ (شوریٰ پ۲۵) دین کو قائم رکھو اور اس میں اختلاف نہ ڈالو۔

مباحثہ مہذبانہ طریق سے کرے

وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ (عنکبوت پ۲۱) اہل کتاب سے بجز مہذبانہ طریقہ کے مباحثہ مت کرو مگر جو ان میں [illegible] کریں۔

مخفی [illegible] مناسب [illegible] کا اندیشہ ہے۔

مجاہدین کے فرائض کیا ہیں؟

فخر و نمائش نہ کریں

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ (انفال)

اور ان کافروں جیسے نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے نکلے تھے۔

آپس میں نہ جھگڑیں

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

آپس میں نہ جھگڑو، پس نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی۔ اور صبر کرو۔ بیشک اللہ

۱؎ کسی عبادت پر اترانا اور نمائش کرنا اس کو غیر مقبول بنانا ہے۔ جہاد جیسی بہت عظیم الشان عبادت ہے۔ اس لئے فخر و غرور اور نمود و نمائش کی بجائے مقصد پر نظر رکھنی چاہیئے۔

۲؎ اگر باہم لڑنے جھگڑنے لگ جاؤ گے۔ تو تمہارا اقبال و رعب کم ہو جائے گا اور دشمن تمہاری اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر تمہیں ... عزم و کامرانی سے ہمکنار نہ ہونے دیگا اور اس راستہ میں جو بھی تکلیف اور سختی پہنچے اسے صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرنا چاہیئے۔

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (انفال ۳۶)

جم کر لڑیں

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ○ (صف ۱۶)

اللہ ان لوگوں کو چاہتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح قطار باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

جہاد کا حق ادا کریں

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ ط (حج ۱۷)

اور اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے۔

ثابت قدم رہیں

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا

اے ایمان والو جب کسی فوج سے لڑو تو ثابت رہو اور اللہ کو

ﮯ میدان جنگ میں کسی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جانا چاہیئے۔

ﮯ جہاد خواہ نفس کے ساتھ ہو یا شیطان کے ساتھ۔ کفار کے ساتھ ہو یا باغیوں کے ساتھ۔ غرضیکہ جس قسم کے جہاد کی مہم پیش آئے۔ اس میں اس کی شان کے شایاں محنت کرنے دکھنی چاہیئے۔

[illegible] بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو

پیٹھ نہ پھیریں

[illegible] میدان جنگ میں [illegible]
[illegible] پیٹھ مت پھیرو۔

[illegible] شجاعت و قوت دکھائیں

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
ضرورت ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور اس کے بعد سے [illegible] ہو جائے۔

فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ

مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر پہنچا دے اس کو اس کی امن کی جگہ پر یہ اس لئے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے

صلح کرتے رہتے ہیں

وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(انفال ع۸)

اور اگر وہ جھکیں صلح کی جانب تو تو بھی جھک اسی طرف اور اللہ پر بھروسہ کر بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا ہے۔

تحفظِ حقوقِ مہاجرین کیسے ہو؟

مہاجرہ کا ایمان معلوم کر لیا جائے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ

(ممتحنہ ع۲)

اے ایمان والو جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو ان کو جانچ لو۔ اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔

ایمان والی کو واپس نہ بھیجا جاوے

فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ

(ممتحنہ ع۲)

پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔ کیونکہ یہ عورتیں اب نہ ان کافروں پر حلال ہیں۔ اور نہ وہ کافر ان عورتوں پر حلال ہیں۔

؎ یعنی دل کا حال تو اللہ خوب جانتا ہے۔ لیکن ظاہری طور سے ان عورتوں کی جانچ کر لیا کرو کہ آیا واقعی وہ مسلمان ہیں اور محض اسلام کی خاطر وطن چھوڑ آئی ہیں۔ کوئی دنیوی یا نفسانی غرض تو ہجرت کا سبب نہیں ہوئی۔

(موضح القرآن)

مہاجرہ سے نکاح کرایا جائے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ (ممتحنہ ۲، ۱)

اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے مہر ان کو دے دو ان عورتوں سے نکاح کر لو۔

مہاجر کافرہ سے زوجیت کا تعلق نہ رکھے

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (ممتحنہ ۲، ۱)

اور تم کافر عورتوں سے تعلقات باقی نہ رکھو

زوجیت میں اگر ایک مسلمان اور دوسرا مشرک ہو تو اختلاف دارین کے بعد تعلق نکاح قائم نہیں رہتا۔ پس اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آ جائے تو جو مسلمان اس سے نکاح کرے اس کے ذمہ ہے کہ اس کافر نے جتنا مہر عورت پر خرچ کیا تھا وہ اسے واپس کر دے۔

باب چہارم

ارکانِ اسلام کون سے ہیں؟

ایمان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ	اے ایمان والو یقین[1] لاؤ اللہ پر اور
وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ	اس کے رسول پر اور اس کتاب پر
عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ	جو اس نے اپنے رسول پر نازل
مِنْ قَبْلُ ط	کی اور اس کتاب پر جو پہلے
النساء	نازل[2] کی تھی۔

۱؎ یقین کرنے یا ایمان لانے کا مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے آپ جس حکم کو چاہیں اسے پسند کریں اور باقی احکام کو چھوڑ دیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ من حیث المجموع تمام احکام الٰہیہ پر ایمان لائیں اور عمل کرنا ہوگا۔ اگر ان ارکان شہادت میں سے کسی ایک پر یقین نہ رکھو گے تو غیر مسلمان ہو گے اور تمہارے عمل نہ درست و قابل قبول ٹھہریں گے کیونکہ قرآن کریم کا ہر حکم فرض ہے۔

۲؎ یعنی وہ آسمانی کتابیں جو قرآن پاک سے قبل نازل ہوئیں مثلاً زبور، توریت، انجیل وغیرہ

نماز

أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ (بقرہ ۵/۱) نماز قائم کرو۔

زکوٰۃ

وَآتُوا الزَّكٰوةَ (بقرہ ۵) اور زکوٰۃ دیا کرو۔

روزہ

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ (بقرہ ۲۳) تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے اگلوں پر فرض کیا گیا ہے۔

۱؎ حضور ﷺ نے نماز میں شرکت نہ کرنے والوں کے گھروں کو جلا دینے کا ارادہ فرمایا (رواہ البخاری والمسلم ص۵۵)

بے نمازی چاروں مذہبوں میں سخت سزا کا مستحق ہے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو خوب مارا جائے اور ہمیشہ کے لئے قید کیا جائے جب تک کہ توبہ نہ کرے اور نماز نہ پڑھا کرے۔ باقی تینوں امام فرماتے ہیں کہ بے نمازی قتل کیا جائے (در مختار جلد ۱ ص۲۲۶)

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کرنے کا اعلان فرمایا (رواہ البخاری باب وجوب الزکوٰۃ)

روزہ ڈھال ہے دوزخ سے بچنے کے لئے اور نفسانی شہوتوں سے بچنے کے لئے (رواہ البخاری)

حج

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ط (آل عمران ع ۱۰)

اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس گھر کا حج[۱] کرنا ہے جو اس کی طرف راہ چلنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

جہاد

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ (بقرہ ع ۲۶)

جہاد[۲] کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اور وہ تم کو گراں[۳] ہے۔

---

۱ حدیث ابو امامہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اس نے حج اسلام نہ کیا اس کو کسی بیماری یا بادشاہ ظالم یا حاجت ظاہری نے نہ روکا تھا۔ تو وہ جس حال پر چاہے مرے۔ یہودی یا نصرانی۔ روایت کیا اس کو احمد۔ ابو یعلیٰ۔ بیہقی۔ اور سعید ابن منصور نے۔

۲ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہ کیا۔ اور نہ دل میں جہاد کا ارادہ رکھا۔ وہ جاہلیت کی طرح مرا۔

۳ بُرے لگنے کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو شاق گزرے معلوم ہونے یہ نہیں کہ قابل رد و انکار نظر آئے اور خلاف حکمت و مصلحت سمجھا جائے۔ اور وجوب ناخوشی جنگ ہو سو اس حالت میں کوئی الزام نہیں جب انسان کو تمتع زندگی سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں۔ تو شہادت کا اس زیادہ شوق کسی کو نہ ہونا چاہیے مومن کو

اوقاتِ نماز کیا ہیں؟

اوقات مقرر ہیں

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء)	بیشک نماز مسلمانوں پر اپنے مقررہ وقتوں پر فرض ہے

صبح

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ (طٰہٰ)	اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے سورج نکلنے سے پہلے۔

ظہر

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ ... حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ (روم)	سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو ظہر کے وقت

عصر

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا	اور سورج کے غروب (ڈوبنے)

ف صبح کی نماز کا وقت صبح صادق سے لے کر آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے۔
ف ظہر کا وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حد میں ہے، وہ دن ڈھل جانے سے اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور ہر چیز کے سایہ کے دوگنے ہونے تک رہتا ہے۔

(... ۹)   سے پہلے ۵

مغرب

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ — اور قائم کر نماز کو دن کے دونوں طرف

(ہود ۱۱/۱۲) — (صبح اور شام)

عشاء

وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ — اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے ۵

(ہود ۱۱/۱۲) — (عشاء)

---

۳ جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے اس وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک عصر کا وقت ہے

۴ مغرب کا وقت سورج ڈوبنے سے شروع ہوتا ہے اور آسمان پر مغرب کی طرف بقول دیگر ائمہ سرخی رہنے تک باقی رہتا ہے اور بقول امام ابو حنیفہؒ سرخی کے بعد سفیدی کے رہنے تک رہتا ہے یہ وقت بہت قلیل ہوتا ہے۔ اس لئے آسمان پر ستاروں کے خوب چھٹک جانے سے قبل یہ نماز ادا ہونی چاہیئے ورنہ مکروہ ہو جاتی ہے۔

۵ سرخی یا سفیدی کے غائب ہو جانے سے عشاء کا وقت شروع ہو کر آدھی رات کو وقت مستحب ختم ہو جاتا ہے۔ آدھی رات کے بعد عشاء کے لئے مکروہ وقت ہے

(از کفایہ شرح ہدایہ ص۲۴۴)

ان پانچ وقتوں کی نماز کے علاوہ دیگر نفل نمازیں تحیۃ المسجد۔ تحیۃ الوضوء۔ اشراق۔ چاشت۔ اوابین۔ تہجد۔ صلوۃ التسبیح وغیرہ بھی ہیں جن کا ثواب بہت زیادہ ہے اور یہ قسمت والوں ہی کو اس کے فضل سے نصیب ہوتی ہیں۔

شرائط نماز کیا ہیں؟

کپڑے پاک وصاف ہوں

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (مدثر ۱) اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔

بدن پاک ہو

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (مائدہ ۱) اور اگر تم کو جنابت (ناپاکی) ہو تو خوب طرح (غسل کرکے) پاک ہو۔

باوضو ہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (مائدہ ۱)

اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لو۔ اور اپنے سروں کا (یعنی تر ہاتھ مار کر) مسح کرو اور پاؤں ٹخنوں تک (دھو ڈالو)

ف۔ بدن میں جس جگہ بال ہوں یا ہر کہیں کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا اسی طرح غسل کے وقت تنگ انگوٹھی یا چھلے میں پانی نہ پہنچے تو بھی غسل نہیں ہو (صغیری ص)

ف۔ وقت آنے سے قبل طہارت وضو وغیرہ اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔

وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ

(مائدہ ع۲)

اور اگر تم بیمار یا سفر میں ہو۔ یا تم میں سے کوئی جائے ضرورت آیا ہے یا عورتوں کے پاس گئے ہو۔ پھر تم پانی نہ پاؤ تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو اور اس مٹی سے ہاتھ پھیر کر اپنے منہ اور ہاتھ کو اس سے مل لو۔

نشہ کی حالت نہ ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ

(النساء ع۷)

اے ایمان والو تم نشہ[1] کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ نہ پڑھو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو[2] کہ منہ سے کیا کہتے ہو

---

[1] اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ نشہ دوسرے وقتوں میں حلال ہے۔ نشہ دینے والی چیزوں کا استعمال نشہ حاصل کرنے کے لئے قطعاً حرام ہے اور یہ آیت اس وقت اُتری تھی جبکہ مسلمانوں پر ابھی شراب حرام نہ ہوئی تھی۔

[2] کیونکہ نشہ کی حالت میں انسان حق و باطل کی تمیز ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اللہ پاک نے مسلمانوں کو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے؟

منہ قبلہ کی طرف ہو

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

سو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کرو اور تم جہاںؑ کہیں بھی ہوا کرو اپنا منہ اسی کی طرف کیا کرو۔

(بقرہ ۱۷)

تکبیر پڑھی جائے

وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۲)

اور اسکی بڑائیؑ کر بڑا جان کر۔

قیام باادب ہو

وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝ (بقرہ ۳۱)

اور اللہ کے سامنے دبؑ سے کھڑے ہوا کرو۔

لہ یعنی حضر میں یا سفر میں، مدینہ میں یا دوسرے شہر میں جنگل میں یا دریا میں یا خود بیت مقدس میں جہاں کہیں ہو، کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھو، موضح القرآن)

ٹہ نیت باندھنے کے بعد اللہ اکبر کہنا فرائض نماز سے ہے۔ اللہ اکبر میں رے پر جزم پڑھی جائے (اللّٰہُ اَکْبَرْ)

ٹہ نماز میں کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے معلوم ہو جائے کہ نماز نہیں پڑھتے ایسی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے کھانا، پینا یا کسی سے بات کرنا یا ہنسنا وغیرہ موضح الفرقان)

غفلت اور ریا کا دخل نہ ہو

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝	پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ وہ جو ریاکاری کرتے ہیں۔
ماعون ع	

دل میں خشیت الٰہی ہو

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً	اور اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اپنے دل میں یاد کرو۔
اعراف ع	

درمیانی آواز سے پڑھئے

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝	نماز نہ بہت پکار کر پڑھئے اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھئے اور دونوں

ے یعنی ان کا مقصد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی بجائے لوگوں سے داد و تحسین کا ہوتا ہے۔

ے قرآن میں نماز کو ذکر کے لفظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ حضور قلب نماز کی روح ہے۔ نماز میں جب کھڑا ہو تو اس کا دل اللہ کے دربار میں سر پا جھکا ہوا ہو۔ جو کچھ زبان سے پڑھ رہا ہو اس پر پورا دھیان ہو۔ اور خشیت الٰہی سے اس کا قلب بھرا ہو۔ یعنی اس وقت وہ پوری طرح یکسو ہو اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کے سوا دنیا و مافیہا سے قطعاً بے تعلق نماز ادا کرنے کی طرح فکر ہو۔

(بنی اسرائیل ع۱۲) کے درمیان ایک طریقہ اختیار کر لیجئے

رکوع و سجدہ کرے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو۔[2]

(الحج ع۱۰)

سجدہ میں رُخ سیدھا رکھے

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اور یہ کہ ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو۔[3]

(اعراف ع۳)

نماز باجماعت پڑھے

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ۔

(بقرہ ع۵)

ے نماز میں تو جہر نہ کیا کرتے۔ وہ نہ بالکل دبی زبان سے پڑھتے نہ خوب چلا کر پڑھتے بلکہ بیچ کی آواز سے پڑھتے۔ اس سے طبیعت منتشر ہو کر تشویش پیدا نہیں ہوتی۔

ے نماز میں رکوع کرنا اور دونوں سجدے کرنا فرض ہے۔ یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔

ے یعنی جس طرح قبلہ رخ کھڑے ہوتے ہو اسی طرح سجدہ میں بھی اپنا منہ کعبہ کی طرف رکھو۔ بعض مفسرین نے اقیموا وجوهکم سے یہ مراد لی ہے کہ عبادت میں ہمیشہ حق تعالیٰ کی ذات سے متوجہ ہو اور ان کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ اپنی عبادت میں سیدھے رہو یعنی پیغمبر کی طرح اتباع سنت کرو۔

اذان جمعہ سن کر کام چھوڑ دے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (جمعہ ع۲)

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ہو۔ تو اللہ کی یاد کو دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

سفر میں نماز کا قصر کرے

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ (النساء ع۱۵)

اور جب تم ملک میں سفر کرو۔ تو تم پر گناہ نہیں کہ نمازوں سے کچھ کم* کرو۔

بصورت جنگ یکے بعد دیگرے پڑھی جائے

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا

اور جب آپ ان میں موجود ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو ان کو چاہئے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاوے اور اپنے ہتھیار ساتھ لئے ہوئے پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ

---

* یعنی جو فرض نماز حضر میں چار رکعت ہو۔ وہ سفر میں دو رکعت پڑھو بشرطیکہ سفر تین منزل یعنی ۴۸ میل کا ہو اور اس سے کم نہ ہو۔

فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ (نسائی)

آپ کے پاس سے ہٹ جاویں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی آ جاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں۔

بحالت شدتِ خوف ہر ممکن طریقہ سے پڑھے

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم (بقرہ ۳۱/۲)

پھر اگر تم کو کسی کا ڈر ہو پیادہ پڑھ لو یا سوار پھر جس وقت تم امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح کہ تم کو سکھایا ہے

لہ اگر وقت مقابلے کا ہو تو فوج دو حصے ہو جاوے۔ ایک جماعت آدھی نماز امام کے شریک ہو اور آدھی جدی پڑھے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل ہے اس وقت نماز میں آمد و رفت معاف ہے اور ہتھیار اور زرہ ہر ساتھ رکھیں۔ اور اگر اتنی بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کر دیں۔ تنہا پڑھ لیں پیادہ اور سوار اشارہ سے اگر یہ بھی فرصت نہ ہو تو قضا کریں (موضح القرآن)

اگر مغرب کا وقت ہو تو اول جماعت دو رکعت اور دوسری جماعت ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے (موضح الفرقان) اس سے ظاہر ہوا کہ نماز اتنی ضروری ہے کہ اس کو کسی حالت میں ترک کرنا جائز نہیں۔

لہ جنگ کے وقت یا دشمن سے خوف کا وقت ہو تو نماز جائز ہے سواری پر اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز درست ہے گو قبلہ کی طرف منہ نہ بھی ہو (موضح الفرقان)

نماز سے خبردار رہے

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ ۔۔۔ اور سب نمازوں سے خبردار رہو۔

(بقرہ ۳/۲)

بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے

وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِذِكْرِي ۔۔۔ اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو۔

(طٰہٰ ۱/۱۶)

یعنی ہر ایک نماز کو اس کے وقت میں شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرتے رہو اور فرض کی ادائیگی سے غافل نہ ہو جاؤ۔

ایک معنی لذکری کے یہ ہیں کہ جب تجھے نماز یاد آئے تو اس کو اس وقت ادا کر۔ امام حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی نماز سے سو جائے یا اس سے غافل ہو جائے تو جب نماز یاد آوے پڑھے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اقم الصلوٰۃ لذکری لیکن غرض تو نماز سے مقصود عظمت خدا تعالیٰ کی یاد کرنی ہے۔ پس نماز سے غافل ہونا خدا کی یاد سے غافل ہونا ہے (موضح الفرقان)

جس کی نماز قضا ہو جاوے اور وہ یاد آنے پر قضا نماز پڑھنے کو کسی دوسرے وقت یا دن پر ملتوی کر دے اور اس قضا کی ادائیگی سے قبل اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ دو گناہوں کا مرتکب ہوگا۔ یعنی نماز قضا ہونے کا اور قضا نہ پڑھنے کا۔

نمازِ جنازہ پڑھنی کس کی منع ہے؟

منافق کی

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔

(توبہ)

اور ان منافقوں میں سے جو کبھی مر جائے تو اس پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہوجئے کیونکہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور نافرمان مرگئے۔

مشرک کی

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۔

(توبہ ۱۴)

اور لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔ اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں۔ جبکہ ان پر واضح ہوچکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں۔

جو شخص کفر و شرک کا مرتکب ہو اور اسی حالت میں مرے اس کے لئے استغفار کرنا و بخشش مانگنا ممنوع ہے۔

کن چیزوں کی زکوٰۃ دینی لازم ہے؟

سونا اور چاندی سے

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ	اور جو لوگ سونا اور چاندی گاڑ
وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ	کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ	راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ سو
اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ	ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری
جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ	سنا دے جس دن کہ اس مال پر

بعض محققین کا خیال ہے کہ اس آیت میں وہ سب لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور اس آیت میں علماء اور صوفیاء جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ اور بہت سے مفسرین نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے سے زکوٰۃ نہ دینا مراد لیا ہے۔ کیونکہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر گراں گزری۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کا مطلب حل کر دیتا ہوں۔ آپ نے جا کر عرض کی کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تیرے صحابہ پر یہ آیت گراں گزری ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اس لئے فرض کی ہے کہ زکوٰۃ لینے کے بعد تمہارے باقی ماندہ مالوں کو پاک کر دے (روح المعانی) سونے چاندی کے علاوہ سامان نقد بچت پر اور تجارتی مال پر سال گزر جانے کے بعد بحساب سو روپے میں سے اڑھائی روپے زکوٰۃ دینا واجب ہے

وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (توبہ ۵)	دوزخ کی آگ دہکائیں گے پھر اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں داغیں گے (اور نہیں کہا جائے گا) کہ یہ ہے جو تم نے گاڑ رکھا تھا اپنے واسطے۔ اب اپنے گاڑنے کا مزہ چکھو۔

پیداوار سے

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ	اور اسی نے پیدا کیے باغ جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں ان کے پھل اور زیتون و انار کو پیدا کیا ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی۔ ان کے پھل ہیں

[1] ٹٹی: انگور وغیرہ جن کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔
[2] تنہ دار درخت یا خربوزہ وغیرہ کی بیلیں جو زمین پر پھیلتی ہیں۔
[3] شکل و صورت میں باہم ملتے جلتے ہیں مگر مزہ جدا جدا ہے۔

(انعام ع)

سے کھاؤ جس وقت کہ پھل دیں
اور جس دن ان کو کاٹو۔ ان کا حق
ادا کرو۔

اس کا حق وہ جس دن کاٹے یعنی زکوۃ دو مال کی زکوۃ ہے برس کے بعد۔ اور کھیتی کی زکوۃ اسی دن ہے جس دن ہاتھ لگے۔ جو زمین اپنے ملک میں ہو۔ اور اس میں خرچ نہ آتا ہو اس کے محصول میں حق دسواں ہے۔ اگر پانی دینے سے ہو تو بیسواں حصہ۔ اور اگر مینہ پانی ہے تو دسواں حصہ موضح قرآن

زکوٰۃ کن پر خرچ کی جائے؟

فقراء پر

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ — زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے فقرا کا (جن کے پاس کچھ نہ ہو) (توبہ ۹)

مساکین پر

وَالْمَسٰكِيْنِ — اور محتاجوں کا جن کو ضرورت کے مطابق رزق میسر نہ ہو (توبہ ۹)

عاملین پر

وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا — اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا جو بادشاہ اسلام کی طرف سے صدقات وغیرہ کی وصولی پر مامور ہوئے ہیں (توبہ ۹)

مولفۃ القلوب پر

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ — اور جن کی دلجوئی کرنی مقصود ہو (جن کے مسلمان ہونے کی امید ہو) (توبہ ۹)

ے ب مسلمان نہیں تھے (موضح قرآن)

یا جو اسلام میں کمزور ہو)

غلام و قیدی کے آزاد کرانے پر

وَفِی الرِّقَابِ (توبہ ۹/۶۰) (قیدیوں کا فدیہ دے کر اور غلاموں کو خرید کر ان کی گردنوں کے چھڑانے میں۔

تاوان بھرنے والوں پر

وَالْغٰرِمِیْنَ (توبہ ۹/۶۰) (اور جو تاوان بھریں (کسی کی ضمانت کی رقم یا قرضہ کی رقم ادا کرنے میں)

اللہ کی راہ پر

وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (توبہ ۹/۶۰) اور اللہ کے راستہ میں (مجاہدین کی اعانت میں)

مسافر پر

وَابْنِ السَّبِیْلِ ط فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰہِ (توبہ ۹/۶۰) اور راہ کے مسافر کو، اور یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔

سے جو دوران سفر میں صاحب نصاب نہ ہو، اگرچہ گھر پر خواہ کتنا ہی دولتمند ہو۔ صدقہ اللہ کے غصہ کو بجھاتا ہے، وہ انسان کو بری موت سے محفوظ رکھتا ہے (ترمذی)

روزہ کے احکام کیا ہیں؟

ماہِ رمضان کے روزے رکھنا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ ..... فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (بقرہ ۲۳)

رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا سو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو اس میں ضرور روزے رکھے۔

شام سے صبح صادق تک کھانا پینا

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (بقرہ ۲۳)

اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ تم کو صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے صاف جدا نظر آئے

صبح صادق سے شام تک روزہ سے رہنا

ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ (بقرہ ۲۳)

اور پھر صبح صادق سے رات تک روزہ کو پورا کرو۔

یعنی تم صبح صادق سے رات تک روزہ کو پورا کرو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کئی روزے متصل رکھنے اس طرح پر کہ رات کو بھی افطار نہ کرے منع ہے (صحیح بخاری)

رات کو اپنی ازواج سے صحبت کا حلال ہونا

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ (البقرہ ٢٣)

تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول رہنا (بے حجاب ہونا) حلال قرار دیا گیا ہے

قضا روزے ادا کرے

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (بقرہ ٢٣)

پھر جو شخص تم میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس پر ان کی گنتی (دوسرے دنوں میں) قضا ہے اور دنوں سے بعد رمضان کے جب روزے ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔ اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔ اگر روزہ پھر سے رکھے اور جتنے روزے قضا ہوئے ہوں ادا کرے سب یکے بعد دیگرے رکھے یا تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے۔ قضا دونوں صورتوں میں درست ہے۔ البتہ روزے کی قضا میں دن و تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا۔ فلاں تاریخ کا قضا روزہ رکھتا ہوں جائز ہے۔ ضروری نہیں۔ صرف قضا پوری کر لینی چاہئے۔ اگر دو سال کے روزے قضا ہیں۔ اور دونوں سالوں کے قضا روزے رکھنے ہیں تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے۔

فریضۂ حج کس طرح ادا ہوتا ہے؟

حج کے مہینے مقرر ہیں

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج (بقرہ ۲۵/۲) حج کے چند مہینے معلوم ہیں۔

فسق و فجور چھوڑ دے

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط (بقرہ ۲۵)

پھر جس نے ان مہینوں میں حج لازم کر لیا۔ تو جائز نہیں عورت سے بے حجاب ہونا اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانہ میں۔

زادِ راہ پاس ہو

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز (بقرہ ۲۵/۲)

اور زادِ راہ لے لیا کرو۔ کیونکہ بہتر فائدہ زادِ راہ کا سوال (بھیک مانگنے) سے بچنا ہے۔

راستہ میں تجارت کر لینا گناہ نہیں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ حج کو جاتے

ف۔ یعنی شوال کے غرہ سے شروع ہو کر ذی الحجہ کی دسویں رات تک۔ احرام حج ان کے اندر ہوتا ہے۔

تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ (بقرہ ۲۵)

ہوئے حج میں اپنے رب کا فضل روزی تلاش کرو۔

عرفات میں ٹھہر کر مزدلفہ پہنچے

فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ (بقرہ ۲۵)

عرفات سے جب لوٹ کے آؤ تو مشعر حرام کے نزدیک اللہ کی یاد کرو۔ اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو سکھا دیا۔

منٰی میں قربانی کرے

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (الحج ۴)

اور تاکہ لیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ان چارپایوں پر جو اللہ نے ان کو ذبح کے لئے دیئے ہیں۔ سو ان جانوروں میں سے تم کھاؤ اور برے حال محتاج کو بھی کھلاؤ۔

۱؎ مشعر حرام ایک پہاڑی کا نام ہے جو مزدلفہ میں واقع ہے اس پہاڑ کے گرد کی زمین مزدلفہ میں داخل ہے۔

مناسک حج طواف وغیرہ ادا کرے

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ (الحج ۲۹)

پھر لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات ادا کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔

مقام ابراہیم پر دوگانہ پڑھے

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۝ (بقرہ ۱۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ۔

صفا و مروہ کے درمیان پھرے

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۝ (بقرہ ۱۹)

بیشک صفا و مروہ کی پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو کچھ گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں۔

مزدلفہ سے پھر منیٰ پہنچے

وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ

اور اللہ کو یاد کرو گنتی کے چند

(۱) ... گنتی کے چند دن ایام تشریق مراد ہیں یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ

(جزو ۲۵/۲) دنوں میں۔

اللہ کو کثرت سے یاد کرے

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ (بقرہ ۲۵/۲)	پھر جب اپنے حج کے کام کو پورا کر چکو تو (مزدلفہ و منیٰ میں) اللہ کو اس طرح یاد کرو جیسے زمانہ جاہلیت میں اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

منیٰ میں دو یا تین دن ٹھہرے

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ (بقرہ ۲۵/۲)	پھر جو کوئی منیٰ سے جلدی یعنی دو ہی دن میں چلا گیا تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو کوئی تین دن رہ گیا تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ جو ڈرتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۲) ذی الحجہ کے یا دن جن میں حاجیوں کو عرفات سے فارغ ہو کر منیٰ میں قیام کرنا پڑتا ہے اور کنکریاں وغیرہ مارتے ہیں۔

ادائیگی عمرہ کا طریق کیا ہے؟

حج و عمرہ کی تکمیل ضروری ہے

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۔ اور حج اور عمرہ[۱] کو اللہ واسطے پورا کرو۔ (بقرہ ۲/۲۴)

حج یا عمرہ پورا نہ کر سکنے پر قربانی دے

فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۔ (بقرہ ۲۴) پھر اگر تم روک دیے جاؤ[۲] تو تم پر قربانی کرنی لازم ہے جو کچھ میسر ہو

قربانی سے قبل حجامت نہ کرائے

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۔ (بقرہ ۲۴) اور جب تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ چکے اور وہیں ذبح نہ ہو چکے، اپنے سروں کی حجامت نہ کیا کرو۔

---

۱ یعنی کعبہ کے گرد سات دفعہ گھومنا اور صفا مروہ کے درمیان سات مرتبہ دوڑنا۔ عمرہ سال بھر میں ہر زمانہ میں نصیب ہو سکتا ہے اور سنت ہے۔

۲ جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا۔ تو اس کا احرام توڑنا یا احرام سے نکلنا جائز نہیں بلکہ اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر کسی بیماری یا دشمن کی وجہ سے رک گیا ہے تو اس پر قربانی ہے جس کا ادنیٰ درجہ ایک بکری ہے۔ لازم ہے جو کسی کے ہاتھ بھیجے کہ وہاں حرم میں پہنچ کر ذبح کیا جائے۔

بضرورت بیماری حجامت کرانا

فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ

پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کو سر کی کوئی تکلیف ہو۔ تو بدلہ دیوے روزے یا خیرات یا قربانی

(بقرہ ۲۴/۲)

عمرہ حج کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے

فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ (بقرہ ۲۴/۲)

سو جو کوئی فائدہ اٹھاوے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تو جیسے قربانی میسر آئے کرے۔

---

۵ یعنی اگر حالت احرام میں کوئی بیمار ہو جاوے یا اس کے سر میں زخم ہو تو اس کو بضرورت حالت احرام میں حجامت کرانا جائز ہے مگر بدلہ دینا پڑے گا تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھانا یا ایک ذبح بکری کی قربانی کرنا یہ بدلہ جنایت کے ہے اور احرام میں بضرورت مرض یا چارہ جوئی و خوف کے حرام کرتے ہیں۔ (موضح القرآن)

۶ حج تین قسم کا ہے۔

۱- حج افراد یعنی میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھنا۔

۲- قران یعنی حج و عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرنا۔

۳- تمتع یعنی میقات سے صرف عمرے کی نیت کرے اور جب مکہ میں پہنچے تو عمرہ کا احرام کھول دے پھر [illegible] سے حج کا احرام باندھے۔

قربانی نہ ملنے پر روزے رکھے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

جزو ۲

پھر جس کو قربانی کا جانور نہ ملے تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور جب گھر لوٹے تو سات روزے رکھے یہ دس روزے پورے ہوئے۔ یہ حکم اس شخص کا ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین جانو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

یعنی جس نے تمتع کیا اور اس کو قربانی میسر نہ ہوئی تو اس پر واجب ہے کہ تین روزے رکھے حج کے دنوں میں جو کہ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ تک ختم ہوتے ہیں اور سات روزے تب رکھے کہ جب حج سے فارغ ہو جائے وہ وطن میں ہو خواہ کہیں اور رہتا ہو۔ موضح القرآن

یعنی یہ تمتع اس کو ہے جو مسجد حرام کے نزدیک نہ رہتا ہو۔ یعنی حدود میقات کے اندر نہ ہو۔ اور جو حرم کے رہنے والے ہیں وہ تمتع نہ کریں۔ موضح القرآن

احرام میں شکار کھیلنا کیسا ہے؟

حرام ہے

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ — مگر احرام کی حالت میں شکار کو حلال نہ جانو۔ (مائدہ ۱/۶)

ممنوع ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ (مائدہ ۱۳/۷) — اے ایمان والو جس وقت تم حرام میں ہو اس وقت شکار نہ مارو۔

جنگل کا شکار نہ مارا جائے

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا (مائدہ ۱۳/۷) — اور تم پر جب تک کہ تم احرام میں ہو جنگل کا شکار حرام ہوا۔

شکارِ حرم کے کیا احکام ہیں؟

عمداً مارنے پر کفارہ دینا ہوگا

وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۔

(مائدہ ۱۳)

اور جو کوئی تم میں اس کو جان کر مارے یہ جانتے ہوئے کہ وہ حالت احرام میں ہے تو اس پر اس مارے ہوئے کے برابر مویشی سے بدلا ہے۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر آدمی کر دیں اس طرح سے کہ وہ جانور بطور نیاز کعبہ تک پہنچایا جائے یا اس پر کفارہ ہے چند محتاجوں کو کھانا یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ چکھے سزا اپنے

یہ مسئلہ یوں ہے کہ اگر حرم میں شکار پکڑے تو فرض ہے کہ چھوڑ دے اور اگر مار دے تو اس کی قیمت یا ایک جانور مویشی میں سے بکری یا گائے یا اونٹ وغیرہ مکہ پہنچا کر ذبح کرے اور آپ نہ کھاوے یا اس قیمت کا اناج لے کر محتاجوں کو فی محتاج دو دو سیر دیوے یا جتنے محتاجوں کو پہنچتا ہو اس قدر روزے رکھے اور قیمت دو معتبر مسلمان تجویز کریں۔ (موضح قرآن)

کا بدلہ کیا۔ اس طرح اللہ نے معاف
کیا جو کچھ ہو چکا۔

مکر کرنے والے سے اللہ انتقام لے گا

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ — اور جو کوئی پھر کرے گا اس سے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ — اللہ بدلہ لے گا اور اللہ زبردست
(مائدہ ع ۱۳) — ہے بدلہ لینے والا۔

البتہ دریا کا شکار حلال ہے

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ — تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور
وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ... — کھانا حلال ہوا ہے تمہارے فائدے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ — کے واسطے اور سب مسافروں
تُحْشَرُوْنَ — کے واسطے۔ اور اللہ سے ڈرتے
(مائدہ ع ۱۳) — رہو جس کے پاس تم جمع ہو گے۔

ف حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ دریا میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہے اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سے جدا ہو کر مر جائے اس نے نہیں پکڑی وہ بھی حلال ہے۔ فرمایا یہ تمہارے فائدہ کو نعمت دی ہے۔ پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کے طفیل سے حلال ہے۔ فرمایا کہ اور سب مسافروں کے فائدے یعنی جو حالت احرام میں ہو وہ بھی شکار دریا سے۔ یہ حکم شکار کا معلوم ہوا۔ حرم کے اندر اور احرام میں قصد نہ کرو۔ اس شہر مکہ کے گرد و پیش میں ہمیشہ شکار رہنا حرام ہے بلکہ شکار کو ڈرانا اور بھگانا بھی۔

جہاد کس لئے ضروری ہے؟

دفعیہ ظلم کیلئے

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ (بقرہ ۲۴/۲)

اللہ کی راہ میں دین کی خاطر نہ دنیا کی خاطر ان لوگوں سے لڑو جو تم سے ناحق لڑتے ہیں اور کسی پر زیادتی نہ کرو بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

ظلم کا بدلہ لینے کیلئے

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ

اور مار ڈالو ان کافروں کو جس جگہ پاؤ اور نکال دو ان کو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے کیونکہ

ع جب مسلمانوں پر پیش دستی کرکے لڑائی کی جائے اور ان پر ظلم و تعدی کیا جائے تو [illegible] پر مدافعت لازم ہو جاتی ہے

[illegible]

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ج — فتنہ دبرپا کرنا، مار ڈالنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (بقرہ ۲۴)

مذہبی آزادی کے لئے

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ط (الحج ۶)

جن سے لڑائی کی جاتی ہے ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت دیدی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے جو لوگ اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے ہیں محض اتنی بات پر (اس قصور پر) کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ (جل جلالہ) ہے

حق و باطل کی حد بندی کیلئے

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ

ان لوگوں سے لڑو جو نہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو

ا جو لوگ اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے روکیں یا دیگر مذہبی رسوم ادا کرنے میں مخل ہوں ان کے خلاف بھی جنگ کرنا فرض ہے۔

دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (توبہ ۲۹)

جس کو اللہ نے اور اس کے رسول نے حرام کیا، اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ دیں۔

راہِ حق کی حفاظت کے لئے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ... فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

اور جو لوگ کہ منکر ہوئے اور انہوں نے اللہ کی راہ سے اوروں کو روکا ان کے عمل اللہ نے ضائع کر دئے۔ سو جب تم ان منکروں کے مقابل ہو۔ تو گردنیں مارو۔

یعنی جو اہل کتاب [illegible] اس میں [illegible] خرابی پیدا کریں [illegible] ان کے خلاف [illegible] کرنے کا حکم ہے۔

[illegible]

إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ

(محمد [illegible])

یہاں تک کہ جب ان کی خوب خونریزی کر چکو تو خوب مضبوط باندھ لو (قید کر لو) پھر یا احسان کر کے چھوڑ دو یا معاوضہ لے کر چھوڑ دو جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں۔

۲۔ بدعہدوں کو سزا دینے کیلئے

۱۔ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

(انفال [illegible])

جن سے آپ نے عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑتے ہیں اور وہ بدعہدی سے نہیں ڈرتے۔ سو اگر کبھی ان کو لڑائی میں پائیں تو ان کو ایسی سزا دیں کہ دیکھ کر بھاگ جائیں ان کے پیچھے تا کہ عبرت ہو۔

۱۔ وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن

اور اگر وہ کافر عہد کرنے کے بعد

؎ [illegible] دی جائے۔

بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ	اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے
فَقَاتِلُوْا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ	دین کو عیب لگائیں تو کفر کے
اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝	سرداروں سے لڑو تاکہ وہ باز آئیں
(توبہ پ ۱۰)	بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں۔

دشمنوں کے استیصال کیلئے

(۱) فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ	سو مشرکوں[۱] کو جہاں پاؤ مارو اور
وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ	پکڑو اور گھیرو اور ہر جگہ انکی تاک
وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ	میں بیٹھو۔
كُلَّ مَرْصَدٍ ج (توبہ پ ۱۰)	
(۲) يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ	اے نبی آپ کافروں[۳] سے اور

۱ مشرک کافر سے بھی بڑا ہے کیونکہ مشرک خدا کو مان کر اس سے دشمنی کرتا ہے۔ اور مخلوق کو خالق کے برابر بناتا ہے۔ اس لئے جو شخص بھی خواہ وہ پیر ہو یا ولی ہو یا نبی یا کسی طرح سے شرک کا مرتکب ہو۔ اس سے جہاد کرنا چاہئے اور اگر جہاد کی قوت نہ ہو تو اس سے ہمیشہ کے لئے قطع تعلق ہو جانا چاہئے

۲ یہ حکم خاص جزیرۃ العرب کی تطہیر کے لئے ہے۔ دوسری جگہوں میں یا اسلام یا قتل یا جزیہ یا پھر جنگ۔

۳ کافر تو کھلے دشمن ہیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے اس لئے ان کے خلاف بھی مناسب موقعہ جہاد لازمی ہے۔

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (توبہ)

منافقوں[1] سے لڑائی کریں اور ان پر سختی کیجیے۔

قیام امن کیلئے

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (انفال)

اور ان منکروں سے اس وقت تک لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ[2] باقی نہ رہے اور سارا حکم اللہ ہی کا چلنے لگے۔

---

[1] منافق اسلام کے دعویدار ہو کر تخریب اسلام میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی بدترین دشمن اسلام ہیں جن سے نرمی کا برتاؤ کرنا جائز نہیں۔ اگر ان کی منافقت بالکل عیاں ہو جائے تو ان سے جہاد بالسیف کرنا چاہیئے۔

[2] دنیا سے فتنہ و فساد کا خاتمہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب حکومت الٰہی کی پیروی کی جائے۔ جو فتنہ و فساد اور جبر و استبداد سے پاک ہیں۔ نیکی کی طرف بلاتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں۔ واضح رہے کہ فتنہ ایک وسیع معنی لفظ ہے۔ جس کا استعمال قرآن میں اثم و عدوان۔ ظلم و استبداد۔ قتل و غارت۔ چوری۔ رہزنی۔ بدعہدی دغابازی۔ گمراہی و بے ایمانی۔ حق کشی و [illegible] بے حیائی۔ سود خواری و رشوت ستانی۔ بدکاری و بد دیانتی۔ قطع رحمی۔ ملک گیری۔ تکبر و سرکشی۔ منافرت و منافقت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اس لئے جہاں بھی یہ خرابیاں پائی جائیں۔ ان کی بیخ کنی کرنی ضروری ہے۔

مظلوم مسلمانوں کی اعانت کیجئے

۱۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ۝
(النساء ۷۵)

اور پھر تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان کے واسطے نہیں لڑتے جو مرد اور عورتیں اور بچے مغلوب ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نکال کر یہاں کے لوگ ظالم ہیں، اور ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی (پیدا) کر دے اور ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج دے

۲۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ

جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی، تمہارا ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔ اور اگر وہ تم سے

۱؎ جو مسلمان اپنی کمزوری و بیچارگی کے باعث دشمنان اسلام کے پنجے میں گرفتار ہوں اور دوسرے مسلمانوں سے امداد لینے اور نہیں آزاد کرانے کی قوت و طاقت رکھتے ہوں تو ان کی آزادی و نجات کے لئے جنگ ضروری ہے۔

إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

(انفال پ۱۰)

دین کے کام میں مدد چاہیں تو[۱] ان کی مدد کرنا تمہارے ذمہ واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں اور جو کافر لوگ ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر اس پر عمل[۲] نہ کروگے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور فساد پھیلیگا۔

لے اگر غیر مہاجر تم سے جب دینی مدد مانگیں تو تم ان کی مدد کرو کیونکہ مدد کرنا تم پر واجب ہے کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہاں اگر کسی ایسی قوم کے مقابلہ پر مدد چاہیں جس سے تم کو ایک مدت کے لئے صلح ہے تو تم ان کی صلح نہ توڑو اور اپنی قسم مت توڑو یہ معنی ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ ابن کثیر

۲ یعنی کافر آپس میں ایک ہیں۔ تمہاری دشمنی سے بہت ضعیف مسلمانوں کو دبا دینگے اور ستا دیں گے۔ اس کے مقابلہ میں اگر مسلمان بھی ایک دوسرے کی مدد و اعانت نہ کریں گے یا مسلمان آپس میں لڑتے رہیں اور مدد کرنے کی کوشش نہ کریں گے تو ضعیف مسلمان محفوظ نہ رہیں گے اور اہل دین ہمیشہ خطرہ میں رہے گا۔

جہاد کس چیز سے کیا جائے؟

قرآن سے

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (فرقان ۵/۱۹) — سو آپ منکروں کا کہنا نہ مانیں۔ اور ان سے اس (قرآن) کے ساتھ بڑے زور سے جہاد کیجئے۔

مال سے

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ (توبہ ۶/۱۰) — اور اپنے مال سے جہاد کرو۔

ہتھیاروں سے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ — اے ایمان والو اپنے ہتھیار لے

ے کسی ناپسندیدہ چیز کو دفع کرنے کی کوشش کا نام جہاد ہے۔ اسلئے جہاد زبان، قلم، تدبیر، تجویز، مال، سامان اور انسان کے بغیر نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی کوئی قوم جانی و مالی قربانی کے بغیر دنیا میں سربلند و سرفراز رہ سکتی ہے اور جس قوم نے اس فرمان الٰہی کی تعمیل نہ کرتے ہوئے اپنے مال کو عزیز جانا اور جان سے پیار رکھا وہ غلامی و ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دی جاتی ہے۔ جیسے آج ہماری حالت ہے۔

ٹ سامان حرب کی تیاری، سامان رسد کی فراہمی اور مجاہدین کی اعانت بغیر روپیہ کے ناممکن ہے۔

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝	تو پھر جدا جدا فوج ہو کر یا سب اکٹھے ہو کر نکلو۔
(نساء ۱۰)	

جان سے

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝	اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑو۔ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔
(توبہ ۶)	

جو شخص گھر سے فقط جہاد کی نیت سے نکلا اور اس کو صرف اللہ تعالیٰ کے ایمان اور رسولوں کی تصدیق نے میدان جہاد میں جانے کے لئے مجبور کیا۔ تو یہ شخص اللہ کی ضمانت میں ہے۔ اگر مر گیا تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا ورنہ زندہ واپس ہوگا اور مال غنیمت لے کر واپس ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ شہید قیامت میں اپنے زخموں کی اسی حالت و ہیئت پر آئے گا۔ زخموں کے خون کی رنگت تو سرخ ہی ہوگی۔ لیکن اس میں سے خوشبو مشک کی آ رہی ہوگی۔ خدا کی قسم میری خواہش یہ ہے کہ میں خدا کے رستے میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ (مسلم بخاری)

جہاد کی تیاری کیسے کی جائے؟

لوگوں کو شوق دلایا جائے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ	اے نبی آپ مسلمانوں کو لڑائی کا
عَلَى الْقِتَالِ ط (انفال ۶۵)	شوق دلائیں۔

فضیلت بتلائی جائے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ	اے ایمان والو میں آپ کو ایک
عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ	ایسی تجارت بتادوں کہ جو تم کو ایک
أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ	دردناک عذاب سے بچالے وہ
وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	یہ کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر
بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ	ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں مال
(الصف ۱۱)	اور جان سے لڑو۔

اہمیت جتلائی جائے

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ	آپ کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ اور
وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ	بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری
وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ	اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور
اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ	سوداگری جس کے بند ہونے سے

كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ (توبہ ۳)	تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں۔ تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (قہر وعذاب) بھیجے۔

فوقیت بتلائی جائے

فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ (انفال ۹)	سو اگر تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو سو پر غالب ہوں۔ اور اگر تم میں ہزار ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں۔

سامان جہاد ہر وقت تیار رکھا جائے

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ	اور ان کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے قوت اسباب وغیرہ

ا یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ سب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں (بوق ص۲۳۳)

تُرْهِبُونَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ط

(انفال ۶۰)

سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان جمع رکھو تاکہ اس طرح سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر دھاک بیٹھی رہے جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑے کی سواری شمشیر زنی، تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامان جہاد تھا۔ آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروزر وغیرہ تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حربیہ سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ سب سامان جہاد ہے۔ اسی طرح آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب و ضرب تیار ہوں۔ انشاء اللہ وہ سب آیت کے منشا میں داخل ہیں۔ باقی گھوڑے کے متعلق تو آپ خود ہی فرما چکے ہیں کہ قیامت تک کے لئے خدا نے اس کی پیشانی میں خیر رکھ دی ہے۔ اور احادیث میں ہے کہ جو شخص گھوڑا جہاد کی نیت سے پالتا ہے۔ اس کے کھانے پینے بلکہ ہر قدم اٹھانے میں اجر ہے اور اس کی خوراک وغیرہ تک قیامت کے دن ترازو میں وزن کی جائے گی۔

(موضح الفرقان)

طریق جہاد کیسا ہو؟

قریبی کافروں سے لڑیں

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ (توبہ ع ۱۶)	اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے۔

ٹکڑیاں یا ٹولیاں بنا کر لڑیں

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا (النساء ع ۱۰)	اے ایمان والو اپنے ہتیار لے لو پھر نکلو جدی جدی فوج ہو کر یا سب اکٹھے ہو کر لڑنے کے لئے نکلو۔

نفیر عام پر سب دوڑ پڑیں

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (توبہ ع ۶)	نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے (یعنی تھوڑی یا بہت ہر خوردی بڑی حیثیت سے)

ے یعنی دشمنوں کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے گھر سے باہر نکلو متفرق جماعت یا سب اکٹھے ہو کر جیسا موقع ہو۔ موضح الفرقان

جہاد سے کون معذور ہے؟

ضعیف

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ (توبہ ۹۱) ضعیفوں پر گناہ نہیں ہے۔

مریض

وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى (توبہ ۹۱) اور نہ مریضوں پر گناہ ہے۔

مفلس

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اور نہ ان لوگوں پر کچھ گناہ ہے۔

جب معلوم ہو جائے کہ دشمن نے ایک اسلامی ملک (جہاں احکام شریعت کا نفاذ ہو) پر حملہ کیا ہے۔ تو پھر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور ہر مسلمان پر جو جہاد کی قدرت رکھتا ہو فرداً فرداً اس کی فرضیت عاید ہو جاتی ہے۔ نفیرِ عام ہونے کے بعد کوئی ایسے فرض کا حق بغیر اس کے پورا ہوتا ہی نہیں کہ سب کے سب جہاد کے لئے کھڑے ہو جائیں اس وقت وہ سب مسلمانوں پر اس طرح فرض ہوتا ہے جیسے نماز روزہ پس غلام کو بغیر آقا کی اجازت کے اور عورت کو بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے نکل جانا چاہئے۔ کیونکہ ان عبادات میں جو فرض عین ہیں غلام اور بیوی کی خدمت آقا اور شوہر کی ملک سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے نماز روزہ اسی طرح بیٹے کے لئے مباح ہو جاتا ہے کہ وہ بغیر والدین کی اجازت کے نکل کھڑا ہو کیونکہ روزہ نماز جیسے فرض عین میں والدین کا حق اثر انداز نہیں ہوتا۔

(بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۹۸)

مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ
(توبہ ۱۲/۱۰)

جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؑ کے ساتھ دل سے صاف ہوں ایسے نیک[1] لوگوں پر کوئی الزام نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اندھا

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ
(فتح ۲/۲۶)

اور اندھے پر تکلیف نہیں۔

لنگڑا

وَلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ
(فتح ۲/۲۶)

اور نہ لنگڑے پر تکلیف ہے۔

[1] یعنی جو لوگ واقعی معذور ہیں اگر ان کے دل صاف ہوں اور خدا و رسول کے ساتھ ٹھیک ٹھیک معاملہ رکھیں (مثلاً خود نہ جا سکتے ہوں تو جانے والوں کی ہمتیں پست نہ کریں) بلکہ اپنے مقدور کے موافق نیکی کرنے اور اخلاص کا ثبوت دینے کے لئے مستعد رہیں۔ ان پر جہاد کی عدم شرکت سے کچھ الزام نہیں۔ ایسے مخلصین سے اگر بمقتضائے بشریت کوئی کوتاہی ہو جائے۔ تو حق تعالیٰ کی بخشش و مہربانی سے توقع ہے کہ وہ درگذر فرمائیگا (موضح الفرقان)

مال غنیمت کن پر تقسیم ہو؟

رسول کریمؐ پر

وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ

جان لو کہ تم کو کسی چیز سے جو کچھ مال غنیمت ملے سو اس میں سے اللہ کے واسطے پانچواں ہے (یعنی پہلا حصہ) رسولؐ کے واسطے ہے۔ (انفال ۴۱)

٭ یعنی جو مال کافروں سے ہاتھ لگے وہ غنیمت ہے اس کا پانچواں حصہ متذکرہ بالا تقسیم آیت کے مطابق بٹنا چاہئے اور چار حصے باقی بچیں۔ وہ اس طرح لشکر پر تقسیم کرنے چاہئیں کہ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ۔ وضع فرقان والے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خمس کے پانچ مصارف میں سے حنفیہ کے نزدیک صرف تین اخیر کے باقی رہ گئے۔ کیونکہ حضور کی رحلت کے بعد حضور کی ذات کا خرچ نہیں رہا۔ اور اہل قرابت کا وہ حصہ رہا جو ان کو حضور کی خدمت قدیمہ کی بنا پر ملتا تھا۔ البتہ مساکین اور حاجتمند ذوی القربیٰ کا جو حصہ ہے اس میں حضور کے قرابت دار مساکین اور اہل حاجت کو مقدم رکھنا چاہئے بعض حضرات کے نزدیک حضور کے بعد امیر المومنین کو اپنے مصارف میں خمس الخمس لینا چاہئے [illegible] اور بعض روایت میں ہے کہ جب غنیمت میں سے خمس نکالتے تو اللہ کے نام کا پانچواں حصہ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کا کچھ حصہ بیت اللہ (کعبہ) کے [illegible] لئے۔ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جہاں سے جو بچتا ہے وہاں مساجد کے [illegible] دینا چاہئے (موضح القرآن)

اقارب رسول پر

وَلِذِی الْقُرْبٰی — (اور ان رسول اکرم) کے قربت داروں کے واسطے (دوسرا حصہ ہے) (انفال ۱۰/۵)

یتیموں پر

وَالْیَتٰمٰی — اور (تیسرا حصہ) یتیموں کے واسطے ہے۔ (انفال ۱۰/۵)

مساکین پر

وَالْمَسٰکِیْنِ — اور (چوتھا حصہ) مساکین کے واسطے ہے۔ (انفال ۱۰/۵)

مسافروں پر

وَابْنِ السَّبِیْلِ — اور (پانچواں حصہ) مسافروں کے واسطے ہے۔ (انفال ۱/۵)

مالِ فیئ کن کا حق ہے؟

اللہ و رسول کا

مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ (حشر ۷)

سو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوائے وہ اللہ و رسول کا حق ہے۔

رسول کے اقرباء

وَلِذِي الْقُرْبَىٰ (حشر ۷) اور قرابت داروں کا

---

(۱) جو مال بغیر لڑائی کے ہاتھ آئے وہ مال فئی کہلاتا ہے جو سب کا سب بیت المال میں جمع ہو کر رفاہ عامہ پر خرچ ہوتا ہے۔

(۲) یعنی نے پیغمبر رسول کا اور رسول کے بھیجے سردار کا۔ کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں ان سب میں وہ ملک ہے (موضح القرآن)

(۳) حضور کریم اپنے عہد مبارک میں اپنے قرابت داروں کو اس سے حصہ دیا کرتے تھے۔ بلکہ ان مصارف کی تخصیص اس لئے فرمائی گئی تھی کہ یتیموں، محتاجوں اور غریبوں کی خبر گیری مسلمانوں کے ذمہ تھی۔ اور اس آمدنی سے ایسے ضروری کاموں پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اس سے مولا پاک نے اس میں سرمایہ داروں کو حصہ دار نہیں بنایا تاکہ بیکسوں کی قرار واقعی امداد ہو سکے

یتیموں کا

وَالْیَتٰمٰی (حشر ۱/۷) اور یتیموں کا

محتاجوں کا

وَالْمَسٰکِیْنِ (حشر ۱/۷) اور محتاجوں کا

مسافروں کا

وَابْنِ السَّبِیْلِ (حشر ۱/۷) اور مسافروں کا

غریبوں کا

کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ (حشر ۲/۷) تاکہ وہ تمہارے دولتمندوں کے قبضہ ہی میں نہ آجائے۔

مہاجرین کا

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (حشر ۲/۸)

اور ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کا حق ہے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آتے ہیں۔ اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ وہی سچے لوگ ہیں۔

اسیرِ جنگ سے کیا سلوک کیا جائے؟

احسان کیا جائے

فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ — قید کرنے کے بعد پھر یا (ان پر) احسان کیجیو (یا) (محمد ۴/۲)

زرِ فدیہ لیا جائے

وَاِمَّا فِدَآءً (محمد ۴/۲) — اور یا معاوضہ لے لیجیو۔

قید رکھا جائے

فَاِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا — سو جب تم منکروں کے مقابل ہو
فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ — تو گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ جب
اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۝ — ان کو خوب قتل کر چکو تو (باقیماندہ کو)
(محمد ۴/۲) — خوب مضبوط باندھ لو (قیدی بنا لو)

یعنی خونریزی کے بعد جب تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور ان کا زور ٹوٹ جائے اس وقت قید کرنا بھی مفید ہے تاکہ دشمن کے لئے تازیانہ عبرت ہو کر دے۔ مسلمانوں کے پاس رہ کر ان کو یعنی قیدیوں کو اسلام کی صداقت جانچنے اور اسلامی تعلیمات پر غور کرنے کا موقع بہم پہنچ جائے۔ ممکن ہے وہ لوگ حق و صداقت کا راستہ اختیار کر لیں۔ مصلحت سمجھو تو بعد میں ان پر احسان کر کے قید سے [illegible] صورت میں [illegible] احسان [illegible]

صلح کن شرائط پر کی جائے؟

ترکِ جنگ پر

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا ۝ (نساء ۱۲)

سو اگر وہ تم سے یکسو رہیں اور تم سے پھر نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔

مکمل اطاعت پر

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (توبہ ۱)

سو مشرکوں کو جہاں پاؤ مارو اور پکڑو اور گھیرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں زکوٰۃ۔ تو ان کا رستہ چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۴۳) اخلاق سے متاثر ہو کر تمہاری طرف راغب ہوں اور تمہارے دل سے محبت کرنے لگیں۔ وہ بھی رستہ ہو کہ زرِ فدیہ سے کر مسلمان قیدیوں کے تبادلہ پر ان قیدیوں کا چھوڑ دینا صحیح غرض۔

ادائیگی جزیہ ؂

فَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ ۝

(توبہ ۴)

ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے نہ اس کو حرام جانتے ہیں جس کو اللہ نے اور اس کے رسول نے حرام کیا۔ اور نہ دینِ حق (اسلام) قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ ادا کریں۔

لہ جزیہ صرف ان لوگوں پر لگانے کا حکم ہے جو اہل قتال ہوں۔ غیر اہل قتال مثلاً بچے عورتیں، اپاہج، اندھے، راہب، خانقاہ نشین، زیادہ بوڑھے ایسے مزدور جن کی آمدنی سال کے ایک بڑے حصے تک منقطع ہو جاتی ہو [illegible]۔ تمام غیر جزیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ جزیہ کی مقدار ان کی مالی حالت کے مطابق مقرر رہنے کا حکم ہے [illegible] بخشش [illegible] جزیہ معاف [illegible] کا حکم ہے۔ جزیہ کی وصولی کے لئے نرمی اور آسانی برتنے کی تاکید کی گئی ہے۔

معاہدہ کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟

پابندی کرے

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ (بنی اسرائیل ۴/۳) — اور عہد کو پورا کرو۔

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ (توبہ ۲/۱) — سو جب تک وہ (معاہدہ کرنے والے) تم سے سیدھے رہیں تم ان سے سیدھے رہو (معاہدہ پر قائم رہو)

خیانتِ کفار کے احساس پر منسوخی کا نوٹس دے

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ (انفال ۷/۶) — اور اگر تجھ کو کسی قوم سے دغا کا ڈر ہو۔ تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دے ایسی طرح پر کہ وہ اور تم برابر ہو جاؤ۔

پیش دستی نہ کرے

فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْا اِلَيْكُمُ — پھر اگر وہ تم سے یکسو نہ ہیں

ع اگر تم کو دشمن میں سے کسی قوم کی عہد شکنی کا پتہ چلے تو ان کا ... پھینک کر معاہدہ
سے دست بردار ہو جائے ... تو عہد شکنی ... مطابق کرے۔

السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ

(النساء ۱)

اور تم سے سلامت روی نہ رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو پھر تم ان کو جہاں کہیں پاؤ پکڑو اور قتل کرو۔

معاہدہ کا ایفا کرے

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ

(توبہ ۱)

مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا اور پھر انہوں نے کچھ قصور نہ کیا (تم سے نہ لڑے) اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی سو ان سے ان کا عہد ان کے وعدہ تک پورا کردو۔

- جو قوم تم سے معاہدہ کی پابند نہ رہے اور اپنا عہد توڑ ڈالے۔ تو اس وقت تم کچھ درگزر نہ کرو۔ بلکہ ان کو اس بدعہدی کا خوب مزا چکھاؤ۔

باب پنجم

احکام خیرات کیا ہیں؟

مقصد خیرات رضائے حق ہو

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۤءَ وَجْهِ اللّٰهِ (بقرہ ۳۷/۲)

اور جو مال تم بہتر میں خرچ کروگے اپنے ہی واسطے خرچ کروگے جب کہ تم اللہ ہی کی رضا جوئی میں خرچ کروگے

خرچ سے جو بچے خیرات کیا جائے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (بقرہ ۲۷/۲)

آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ خیرات کریں۔ فرما دیجئے کہ جو خرچ سے بچے۔

خیرات دینے میں تاخیر نہ کرے

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ

اور جو ہم نے دیا ہے خرچ کرو پیشتر

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (منافقون) — اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت آپہنچے۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۱؎ (بقرہ) — اور اس دن قیامت کے آنے سے پیشتر کہ جس میں نہ تو مال کی خرید و فروخت ہے اور نہ آشنائی اور نہ سفارش سے کام بنے گا۔

خیرات حلال کمائی سے دی جائے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (بقرہ) — اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے ستھری حلال چیزیں خیرات کرو۔

خیرات پیداوار سے بھی دی جائے

اَنْفِقُوْا ... مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (بقرہ) — اور ان چیزوں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے واسطے زمین سے پیدا کی۔

خیرات دینے میں بخل نہ کرے

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (بنی اسرائیل) — اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن سے۔

۱؎ مگر جب خدا خود ہی شفاعت کی اجازت دیدے۔

حد سے زیادہ فراخی نہ دکھلائے

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (بنی اسرائیل ۳)

اور نہ ہی بالکل ہاتھ خیرات کرنے میں کھول دینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔

گندی چیز خیرات میں نہ دو

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ (بقرہ ۳۷)

اور اس (اللہ کی) پیداوار میں سے گندی چیز کو خرچ کرنے کا قصد نہ کرو۔ حالانکہ اگر وہی چیز تم کو دی جاتی تو تم اس کو کبھی نہ لو گے (شرما شرمی ہو تو اور بات ہے)

محبوب ترین چیز خیرات میں دو

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ (آل عمران ۱۰)

اور نیکی کا مرتبہ ہرگز حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ اپنی پیاری چیز سے کچھ خرچ نہ کرو (کیونکہ وہ اس کا محتاج نہیں اسے تو صرف تمہاری محبت اور خلوص کو دیکھنا ہے۔)

خیرات ظاہر کرکے دینی اچھی ہے

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ (بقرہ ۳۷/۳) — اگر خیرات ظاہر کرکے دو تو اچھی بات ہے۔

چھپا کر دینی بہت اچھی ہے

وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ (بقرہ ۳۷/۳) — اور اگر اس کو چھپا کر فقیروں کو پہنچاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

خیرات ریاکاری سے نہ دے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ ... كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ (بقرہ ۳۶/۳) — اے ایمان والو اپنی خیرات اس شخص کی طرح ضائع مت کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے۔

خیرات کا احسان نہ جتائے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ (بقرہ ۳۶/۳) — اے ایمان والو احسان جتا کر اپنی خیرات ضائع مت کرو۔

فائدہ: دونوں کو بھی غبت بشرطیکہ ریاکاری کا خطرہ نہ ہو۔
ف: کہ حیثیت دونوں فرمائے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں صورتیں بہتر ہیں موقع اور مصلحت سے ایک کو ترجیح دی جائے۔

خیرات کو باعثِ ایذا نہ بنائے

یٰایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ ... وَالْاَذٰی — اے ایمان والو ... اور سائل کو ایذا پہنچا کر اپنی خیرات ضائع نہ کرو۔

(جزو ۳ ع ۲)

سائل کو نہ جھڑکے

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ — اور سائل کو مت جھڑکو۔

(الضحیٰ پ ۳۰)

یعنی صدقہ دے کر ایذا دینے اور احسان رکھنے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یا دوسرے معنی ... اس شخص کو صدقہ دینا ہے کہ ... کسی بات ... بھی خیرات کا ثواب کچھ نہیں ... نہیں۔

... مضمون کی تائید ... بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے سوال کیا اور اس کے پاس اتنا ہو جو اس کو بے نیاز کرے تو ... قیامت کے روز بے رونق ہو جائے گا ... بے نیازی ... پچاس درہم ... یا اس قیمت کا سونا اس کے پاس ہو۔

صاحب ... معنی لکھتے ہیں کہ سائل کی زجر ممانعت اس صورت میں ہے ... سبب ... سے ... جائے ... ورنہ ... ہو جائے اور کسی طرح نہ ... اس وقت زجر جائز ہے۔

مستحق خیرات کون ہیں؟

والدین

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ — فرما دیجئے۔ جو کچھ مال (اے مومنین) تم خرچ کرو سو وہ ماں باپ کا حق ہے۔ (بقرہ ۲۶/۲)

اقربا

وَالْاَقْرَبِیْنَ (بقرہ ۲۶/۲) اور قرابت والوں کا

یتیم

وَالْیَتٰمٰی (بقرہ ۲۶/۲) اور یتیموں کا

مسکین

وَالْمَسٰکِیْنِ (بقرہ ۲۶/۲) اور محتاجوں کا

مسافر

وَابْنِ السَّبِیْلِ (بقرہ ۲۶/۲) اور مسافروں کا

---

* مسکین پر تو صدقہ کا ثواب ایک گنا ہوتا ہے لیکن رشتہ دار کو دینے میں دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا ثواب۔ اور صلہ رحمی سے عمر بڑھ جاتا ہے
(طبرانی بحوالہ)

فقیر

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۔

(بقرہ …)

خیرات ان فقیروں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں۔ ملک میں چل پھر نہیں سکتے ناواقف ان کو ان کے سوال نہ کرنے سے مالدار سمجھے۔ تو ان کو ان کے چہرہ سے پہچانتا ہے وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

؎ یعنی ان کو دینا بڑا ثواب ہے جو اللہ کی راہ اور اس کے دین کے کام میں مقید ہو کر چلنے پھرنے اور کمانے سے رہ گئے ہیں۔ اور کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے۔ جیسے حضرت کے اصحاب تھے کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت اختیار کی تھی علم دین سیکھنے اور فتنہ پردازوں پر جہاد کرنے کو۔ اسی طرح اب بھی جو کوئی قرآن حفظ کرے یا علم دین میں مشغول ہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ ان کی مدد کریں۔ اور چہرہ سے ان کو پہچاننے کا یہ مطلب ہے کہ ان کے چہرے زرد اور دبلے ہو رہے ہیں اور آثار جد و جہد ان کی صورت سے عیاں ہیں۔

(موضح القرآن)

قربانی کے متعلق کیا حکم ہے؟

قربانی ہر دینِ حق میں عبادت ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا (حج ۵)

اور ہم نے ہر اُمت کے واسطے قربانی مقرر کر دی ہے تاکہ وہ ان چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے ہیں چونکہ تمہارا اللہ ایک ہی ہے۔ تو تم ہمہ تن اس کے ہو کر رہو۔

بوقتِ ذبح اللہ کا نام لیا جائے

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (حج ۴)

اور ایامِ مقررہ میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے ہیں۔

---

۱ یہ قربانی ہر سماوی دین میں عبادت ہے۔ جو صرف اللہ جل شانہٗ کے لئے کی جانی چاہئے۔ غیر اللہ کے تقرب کے لئے قربانی کرنا یا قربانی کے وقت اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کا نام لینا صریح [illegible] شرک ہے۔

۲ قربانی کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا چاہیئے۔

اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا

اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے۔ ان جانوروں میں تمہارے فائدے ہیں۔ سو تم انکو ذبح کر کے اللہ کا نام لیا کرو پس جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم اس میں سے کھاؤ۔

ف۱ قربانی کے جانور اونٹ وغیرہ چونکہ شعائر اللہ سے ہیں۔ اس لئے ان کی قربانی بھی تعظیم و ادب سے کی جائے۔

ف۲ قربانی کرنے سے ایک دینی فائدہ جو کہ اللہ کے فرمان اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع ہے۔ ثانیاً قربانی کے جانور کا گوشت غربا کے کام آتا ہے اور ان کی [illegible] دیگر دنیاوی زندگی کو [illegible] ہوتی ہیں۔ آج جو لوگ اسے بیہودہ تہذیب سمجھتے ہیں۔ ان کیلئے لازم ہے کہ وہ ذبح ہونے والے جانوروں کے گوشت پوست سے بنی ہوئی چیزیں اب بھی اپنے عقیدہ کے احترام میں استعمال نہ کریں۔ مگر اس کے بغیر چارہ نہیں نیز قربانی سے قبل ان جانوروں مثلاً اونٹ بیل وغیرہ پر سواری کرنا بھی جائز ہے جیسے [illegible] ہے جس سے مسافروں کو آرام اور بار برداری میں سہولت ہوتی ہے۔

ف۳ اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ [illegible] ہوں تو [illegible] ایک ہاتھ [illegible] بائیں [illegible] زخم لگایا جائے۔ جب سارا خون نکل جائے اور وہ گر پڑے تو پھر اس کے ٹکڑے کر کے گوشت کو استعمال کیا جائے۔ اسے نحر کہتے ہیں۔

قربانی کا گوشت خود کھائیں

فَكُلُوا مِنْهَا — سو اس (قربانی کے گوشت) میں سے خود کھاؤ۔ (حج ۴ع)

محتاجوں کو کھلائیں

وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ — اور بُرے حال محتاج کو کھلاؤ۔ (الحج ۴ع)

سوال نہ کرنے والے کو دیں

وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ (حج ۵ع) سوال نہ کرنے والے کو کھلاؤ۔

مانگنے والوں کو بھی دیں

وَالْمُعْتَرَّ (حج ۵ع) اور سوالی کو بھی کھانے کو دو۔

لہ [illegible] بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی کی قربانی درست ہے وحشی جانوروں کی درست نہیں۔ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۲۳۔ اور ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ زمین پر پہنچنے سے قبل ہی اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کہ [illegible] رسم قربانی کے [illegible] [illegible] کے بہت [illegible] ہوتی ہے۔

لہ [illegible] قربانی کا گوشت [illegible] خیرات کرنا ضروری [illegible]

ہجرت کب اور کس پر لازم ہے؟

جب دین کی آزادی نہ ہو

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ
الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ
قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا
مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا
أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً
فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ
جَهَنَّمُ ۔

(نساء ۹۷)

وہ لوگ کہ جن کی جان فرشتے اس حالت میں نکالتے ہیں کہ وہ اپنا برا کر رہے ہوتے ہیں تو ان سے فرشتے پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس ملک میں پیروی دین میں بے بس تھے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی۔ کہ وطن چھوڑ کر وہاں کسی اور مقام پر چلے جاتے۔ ایسوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

ع جب ملک میں کوئی دین سے روکنے [illegible] اگرچہ خود وہ کسی وجہ سے [illegible] تو وہاں سے ہجرت کرنا فرض نہ شرعیہ ہجرت کا وقت ہو۔

(غیر وحیدی)

صرف بے بس لوگ ہجرت سے معذور ہیں

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا

(نساء ع)

مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بے بس ہیں کہ نہ کوئی تدبیر (سفر) کر سکتے ہیں۔ اور نہ کہیں کا رستہ جانتے ہیں (وہ ہجرت کرنے سے معذور ہو سکتے ہیں ورنہ کوئی نہیں)

بعضے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ دل سے تو سچے مسلمان ہیں مگر کافروں کی حکومت میں ہیں وہاں سے مغلوب ہیں اور کافروں کے خوف سے اسلامی باتوں کو کھل کر نہیں کر سکتے۔ نہ حکم جہاد کی تعمیل کر سکتے ہیں۔ سو ان پر فرض ہے کہ وہاں سے ہجرت کریں۔ جو لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں یعنی کافروں کے ساتھ ملے رہتے ہیں اور ہجرت نہیں کرتے۔ تو فرشتے ان سے مرنے کے وقت پوچھتے ہیں کہ تم کس دین پر تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان تھے مگر بوجہ ضعف و کمزوری کے دین کی باتیں نہ کر سکتے تھے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کی زمین تو بہت وسیع تھی تم یہ تو کر سکتے تھے کہ وہاں سے ہجرت کر جاتے سو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے البتہ جو لوگ ضعیف ہیں اور عورتیں اور بچے کہ نہ وہ ہجرت کی تدبیر کر سکتے ہیں۔ نہ ان کو کوئی ہجرت کا رستہ معلوم ہے وہ قابل معافی ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مسلمان جس ملک میں محکوم ہو کر رہ سکے وہاں سے ہجرت فرض ہے۔ مگر سوائے ان لوگوں کے جو بالکل معذور و بے بس ہوں اور کسی طرح وہاں سے ہٹنے کی جرأت نہیں۔

موضح فرقان۔

شرائطِ بیعت کیا ہونی چاہئیں؟

شرک نہ کرنا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا (ممتحنہ ۲)

اے نبی جب مسلمان عورتیں تیرے پاس اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی۔

چوری نہ کرنا

وَلَا يَسْرِقْنَ (ممتحنہ ۲) اور چوری نہ کریں گی۔

بدکاری نہ کرنا

وَلَا يَزْنِيْنَ (ممتحنہ ۲) اور بدکاری نہ کریں گی۔

اولادکشی نہ کرنا

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ (ممتحنہ ۲) اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی۔

جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ بسبب تنگ دستی کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض وقت فقر و فاقہ کے خوف سے لڑکوں کو بھی قتل کر ڈالتے تھے۔ (موضح القرآن)

بہتان نہ باندھنا

وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ	اور طوفان باندھ کر نہ لائیں گی۔
بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ	اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں۔

رسول کی نافرمانی نہ کرنی

وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ	اور کسی بھلے کام میں تیری نافرمانی
فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ	نہ کریں گی تو ان کو بیعت کر لے
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ	اور اللہ سے ان کے واسطے معافی
(ممتحنہ ۲/۲۸)	مانگ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان
	ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب عورتیں بیعت کے لئے آتی تھیں۔ ان سے یہ اقرار لیتے تھے۔ اور بیعت کرنے کے وقت کبھی کسی عورت نے آپ کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔

مسلمانوں کی لڑائی کیسے بند کرائی جائے؟

صلح کرائی جائے

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ

اور اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو۔

(الحجرات ۱/۲)

زیادتی کرنے والے کا مقابلہ کیا جائے

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ

پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو تم سب زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔

(الحجرات ۱/۲)

مان جانے پر ملاپ کرادیجئے

فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۔

پھر اگر رجوع ہو جائے راہِ راست پر آجائے تو ان دونوں کے درمیان

ف صلح کرادینے کے بعد بھی اگر ایک فریق ہی سے منحرف ہو کر زیادتی کرنے لگے تو سب مسلمانوں کو اس کا مقابلہ کرنا چاہئے تاوقتیکہ دوبارہ آمادہ نہ ہو۔ بعض وقت کے باغی بھی عموم آیت میں داخل ہیں

(الحجرات ۱/۲) عدل و انصاف سے ملاپ کرا دو۔

ہمیشہ خود صلح جوئی کی کوشش کی جائے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ

مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو (یہ)

(الحجرات ۱/۲)

بذریعہ ثالث صلح کی کوشش کرائی جائے

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا

اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں میاں بیوی آپس میں ضد رکھتے ہیں تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے مقرر کرو۔ اگر ان دونوں آدمیوں کو صلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میاں بیوی میں موافقت فرما دیگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے والے خبردار ہے۔

(نساء ۵/۲)

(یہ) صلح کرانے میں کسی فریق کی رعایت نہ کرو کہ دونوں کی طرف سے جو منصف مقرر ہونگے وہ بوجہ رشتہ داری عدالت سے بھی زیادہ واقف ہونگے اور خیرخواہی کی بھی ان سے امید ہے

تبلیغ دین کس طرح کی جائے؟

پہلے علم دین حاصل کیا جائے

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ○

(توبہ ع ۱[illegible])

اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہئے کہ سب کے سب (جہاد بالسیف کے لئے) نکل کھڑے ہوں ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر جماعت میں سے ایک حصہ (جہاد پر) جایا کرے تاکہ صحبت نبی سے دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آئیں تو اپنے علم و تجربہ سے اپنی قوم کو آگاہ کریں (ڈرائیں) تاکہ وہ بچتے رہیں۔

ٹ جہاد دو قسم کا ہے ایک تلوار کے ذریعہ اور دوسرا علم کے ذریعہ۔ جہاد کی طرح علم دین کا حصول بھی فرض کفایہ ہے۔ اس آیت میں طلب علم کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ سب کے سب ایک ہی کام کی طرف نہ دوڑ پڑیں۔ جیسے آج کل ہر شخص انگریزی سکولوں و کالجوں کی تعلیم کو علم دین کے حصول پر فوقیت دیتا ہے۔ اور معقول ذی عقل و ذی فہم نوجوانوں کو اس طرف عمداً نہیں لگایا جاتا بلکہ نکمے (باقی صفحہ

پھر تبلیغی جماعت بنائی جائے

وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ

(آل عمران ۱۰[illegible])

اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیک کاموں کی طرف بلاتی رہے۔ اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے۔ اور برائی سے روکتی رہے۔

[illegible] سب سے [illegible] ہے، وہ مشغلہ ہے [illegible] علم [illegible] اور مضمون عقل و ذہن کے پردوں سے [illegible] ہو گیا ہے [illegible] یقین [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] کو نفرت سے دیکھنے میں [illegible] کے [illegible] جس سے انہوں نے [illegible] حق کا [illegible] ہے۔ [illegible] سے چند آدمی [illegible] کے بعد [illegible] علماء [illegible] خدمت [illegible] ہیں۔ [illegible] کے ذریعہ ایک قوم [illegible] ہیں۔ [illegible] جس سے [illegible] سے اپنی سیاست [illegible] اور شوکت [illegible] ہی [illegible] سے [illegible] کریں۔ اس کا دنیا و آخرت میں کہیں [illegible] نہ رہا [illegible] کہ یہ سب چیزیں خود بخود دین سے [illegible] جاتی ہیں۔ دین کے لئے [illegible] کی [illegible] کی ضرورت نہیں پڑتی [illegible] اعتصام بحبل اللہ، اتحاد [illegible] اتفاق قومی زندگی [illegible] یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جب کہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے [illegible] قائم ہو [illegible] سے [illegible] قرآن و سنت کی طرف بلائے۔

([illegible] القرآن)

اصلاحِ نفس کیسے ہو؟

ظاہری و باطنی گناہ سے بچئے

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ — اور تم ظاہری و باطنی گناہوں کو چھوڑ دو۔ (انعام ۱۴)

شیطانی وسوسہ پر اللہ سے پناہ مانگے

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ — اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ سے پناہ مانگو۔ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے (اعراف ۲۴)

رزق حلال کھائیے

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا — اللہ تعالیٰ نے تم کو جو حلال و پاک روزی دی ہے اس میں سے کھاؤ۔ (النحل ۱۵)

اللہ پر بھروسہ کرے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ — اور ایمان والوں کو چاہئے کہ اللہ ہی

رزق حلال کھانے سے سینہ میں نور پیدا ہوتا ہے اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے اور ایک لقمہ حرام کھانے سے چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوتی۔ چونکہ ہم نے حلال و حرام میں تمیز ہی چھوڑ دی ہے جو حرام زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری دعائیں قبولیت کی منزل تک نہیں پہنچتیں۔ اور ہم یہ شکوہ خدا کا کرتے ہیں کہ وہ سنتا نہیں۔

(آل عمران ۱۳۳) پرہیزگاروں کیلئے۔

اللہ کی طرف دوڑے

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ (الذاریات ۵۰) سو اللہ کی طرف بھاگو[1]

پورے اسلام پر قائم رہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (بقرہ ۲۰۸) اے ایمان والو تم اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ[2] اور شیطان کے قدموں پر مت چلو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

نیکیوں میں سبقت کرے

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (بقرہ ۱۴۸) سو تم نیکیوں میں سبقت کرو۔[3]

---

[1] یعنی جب معلوم ہو گیا کہ اللہ ہی کی طرف رجوع لازم ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں و نہ اس کے سوا کسی اور کی پناہ ڈھونڈے اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔

[2] یعنی ظاہر و باطن اور عقیدہ و عمل سب طرف سے اسلام کی اتباع کرو۔ یہ نہیں کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی کام تسلیم کرو یا کوئی عمل کرتے ہو۔ سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کیا جائے۔ [3] یعنی

کہ وقت نکل نہ جائے یعنی آخری وقت میں نہ ہو کہ قرآن پر عمل کرنے میں تم سے کوئی بازی نہ لے جائے۔

ذکر الٰہی کثرت سے کرے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ — اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کو
ذِكْرًا كَثِيْرًا (احزاب ع ۶) — خوب کثرت سے یاد کرو۔

فرصت کے وقت میں یاد الٰہی کرے

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى — پس جب تو فارغ ہو تو محنت کر اور
رَبِّكَ فَارْغَبْ (انشراح ع ۱) — اپنے رب کی طرف دل لگا۔

اللہ سے خوف کرے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ — اے ایمان والو اللہ تعالیٰ
وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ — سے ڈرتے رہو۔ اور اس تک

داخل نہیں۔ جیسے بیوی، صبح و شام، دن رات غرضیکہ ہر وقت اس کی یاد دل میں رہے اور کبھی رات کسی دوسرے کی یاد دل میں نہ آسکے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کو قطعی بھلا دے۔ بلکہ اس مقام تک پہنچ کر باوجود دوسروں کو بھی حسب ضرورت یاد رکھے لیکن ان کی یاد وہ مقام نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے مخصوص ہے۔ کیونکہ یہ بھی شرک خفی ہے اور سب سے بہترین ذکر تلاوت قرآن پاک ہے جس کے ایک ایک حرف پڑھنے سے دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ امام ابو حنیفہ دو نفلوں کے اندر ایک رات میں ختم قرآن کرتے تھے اور آخری مرتبہ جب حج کو گئے تو بیت اللہ میں رات کو دو نفلوں کے اندر سارا قرآن ختم کر دیا۔

؎ یعنی دینی کاموں یا دنیاوی کاروبار سے فارغ ہو کر دوسرا کام بھی شروع کر دے تب بھی ذکر اللہ کرنا چاہیئے جس کا طریق اہل سنت سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔

(مادہ ۲)　قرب ڈھونڈو۔

اہل اللہ کی صحبت حاصل کرے

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ	اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو
وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ ۱۵)	اور سچوں کے ساتھ رہو۔
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ	اور ان لوگوں کو مت دور کرو
بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ	جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں
وَجْہَہٗ (انعام ۶)	اور اسی کی رضا چاہتے ہیں۔

۱ حضرت ابن عباس [illegible] حسن [illegible] وسیلہ کی تفسیر قربت سے کی ہے۔ اور قرب کی [illegible] قرآن مجید [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

۲ [illegible] صحبت اختیار کرو اور ان جیسے کام کرو۔

۳ [illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] (صفحہ ۲۹۸)

تہجد پڑھا کرے

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۔ سو کسی قدر رات کے حصہ میں تہجد پڑھا کیجئے جو آپ کے لئے زائد چیز ہے (بنی اسرائیل ع ۹)

(ہ) لاحاصل چیزوں پر غم نہ کرے

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ ۔ اور جو ہاتھ نہ آئے تم اس پر غم نہ کرو (الحدید ع ۳)

نوازش پر شیخی نہ کرے

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ۔ جو کچھ تم کو اس نے دیا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۷) زیادہ فضل کوئی عبادت نہیں۔ کیونکہ ان کی محبت اللہ جل شانہ کی محبت کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ سے نقل کیا کہ) جو شخص میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ مجھ سے لڑنے کے لئے مقابلہ میں آتا ہے۔ میں اپنے دوستوں کی حمایت میں ایسا غضبناک ہوتا ہوں جیسے غضبناک شیر اور نشان ان کی شناخت صرف یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کے متبع ہوں۔ بدعت کے توڑنے والے ہوں علم نافع عمل صالح رکھتے ہوں۔ معارف و اسرار کے حامل ہوں جامع اصول ہوں غربت و فقر کے زمانہ میں بجائے دوسروں پر نظر رکھنے کے اللہ ہی سے بھیک مانگیں کم ہو یا تنگی سے رزق آتا ہے تو دل میں تقسیم الٰہی پر غضب نہ کرے ورنہ شکر کرنے کا اسے دنیا نہیں بنایا بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔

(الحدید ۳/۲۳) اس پر شیخی نہ کرو۔

وجاہت کی ہوس نہ کرو

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ
(النساء ۴/۵)

اللہ نے جس چیز میں ایک پر ایک کو بڑائی دی ہے اس پر ہوس مت کرو۔

کفار کی ثروت کو باعث فلاح نہ سمجھے

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ
(طٰہٰ ۲۰/۸)

آپ ان چیزوں کی طرف ہرگز آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے۔ کہ وہ دنیوی زندگی

[illegible] بعض [illegible] جو [illegible] زیادہ [illegible] ہونے کے باوجود محض [illegible] ہمیشہ کے لئے خوش ہوا اس لئے تم مستحق کا ثبوت نہیں بلکہ بہت سے بزرگوں کے درجات پر نظر رکھ کر یہ کوشش چاہئے کہ وہ [illegible] ان کے [illegible] وہاں تک پہنچنے کے لئے اتنی محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہے [illegible]

کی رونق ہے۔

کسی کے مال پر نظر نہ دوڑائے

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

(الحجر)

اور اپنی نظریں ان چیزوں پر نہ ڈالو جو ہم نے مختلف اشخاص کو برتنے کے لئے دے رکھی ہیں۔

اور نہ ان پر غم کرو۔

متانت سے چلے

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ

(لقمان)

اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی اترانے والا اور بڑائیاں (فخر) کرنے والا نہیں بھاتا۔ بلکہ بیچ کی چال (میانہ روی) سے چل۔ کیونکہ

إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا

(بنی اسرائیل)

آخر تو پاؤں مار کر زمین کو پھاڑ نہ ڈالے گا اور نہ اکڑ کر پہاڑوں تک جا پہنچے گا۔

تواضع سے بات کرے

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ

اور بات کرتے وقت اپنی آواز

(لقمٰن ۱۹) نیچی کرو کچھ آواز اپنی۔

اپنی خوبیاں بیان نہ کرے

فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ (النجم ۳۲) سو اپنی خوبیاں بیان نہ کرو۔

عمل صالح کرے

وَاعْمَلُوا صَالِحًا (مومنون ۵۱) اور عمل صالح کرو۔

درگزر کی عادت بنائے

خُذِ الْعَفْوَ (اعراف ۱۹۹) درگزر کرنے کی عادت بناؤ۔

نافع بات کرے

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ (مجادلہ ۹) احسان اور پرہیزگاری کی بات کرو۔

احسان کا بدلہ نہ چاہے

وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ اور ایسا نہ کرو کہ احسان کرے اور

شرح: ریاضت و مجاہدہ اور ذکر و اذکار سے بسا اوقات خاص کیفیات کا ورود ہوتا ہے ان کو کسی سے بیان نہ کرنا چاہیے۔ مگر ہوتے ہیں ان کے اظہار سے یہ سلسلہ بند ہو جاتا ہے باقی عام لوگوں کو بھی اپنی خوبیوں کی بجائے اپنے عیبوں پر نظر رکھنی چاہیے عمل صالح کے معنی صرف نیک ہونے کے نہیں بلکہ صالح قرآن کی اصطلاح میں سے ہیں جو حیات دنیا پر پورا اترتے ہیں انگریزی میں FITEST کہنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ غصہ کا جواب حلم سے دو اور برائی کے بدلے نیکی اس سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔

(مدثر ۶) بدلا بہت چاہے۔

اللہ کے فیض سے ناامید نہ ہو جائے

وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ (یوسف ۸۷) اللہ کے فیض سے ناامید نہ ہو

اللہ کے احسان نہ بھولے

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ

(ضحیٰ ۱۱) کرتے رہیے۔

فکر آخرت کرے

وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور چاہیے کہ ہر شخص دیکھ لے کہ اس نے

(حشر ۱۸) کل کے واسطے کیا بھیجا ہے۔

انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا چاہیے کیونکہ مولا پاک فرماتے ہیں کہ وہ انسان کے ظن کے قریب ہے جس کی رحمت سب چیزوں پر بڑھی ہوئی ہو اس سے ناامیدی کا اظہار کرنا یقیناً اس کی غیرت کو چیلنج کرنا ہے۔ اسلئے اگر کسی وقت حالات نے ساتھ نہ دیا ہو یا نیوی توقع عادت اختیار کر گئے ہوں تو ناامید ہونے کی بجائے توبہ و استغفار اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

باب ششم

نکاح کن سے جائز نہیں؟

ماں سے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ (النساء ع۴) — حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں ؎

بیٹی سے

وَبَنٰتُكُمْ (النساء ع۴) — اور بیٹیاں ؎

بہن سے

وَاَخَوٰتُكُمْ (النساء ع۴) — اور بہنیں ؎

؎ ماں کے حکم میں دادی نانی وغیرہ سب داخل ہیں

؎ بیٹی کے حکم میں پوتی نواسی [illegible]

؎ بہن [illegible]

پھوپی سے

وَعَمّٰتُکُمْ (النساء) اور پھوپیاں[1]

خالہ سے

وَخٰلٰتُکُمْ (النساء) اور خالائیں[2]

بھتیجی سے

وَبَنٰتُ الْاَخِ (النساء) اور بھائی کی بیٹیاں[3]

بھانجی سے

وَبَنٰتُ الْاُخْتِ (النساء) اور بہن کی بیٹیاں[4]

رضاعی ماں سے

وَاُمَّهٰتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ (النساء) اور جن ماؤں[5] نے تم کو دودھ پلایا۔

رضاعی بہن سے

وَاَخَوٰتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ (النساء) اور دودھ کی بہنیں۔

---

[1] پھوپی میں باپ دادا وغیرہ کی پشتوں کی بہن سگی ہو یا سوتیلی سب آگئیں۔

[2] خالہ میں ماں و نانی اور نانی کی نانی سب کی بہن تینوں قسم کی داخل ہیں۔

[3] اور بھتیجی میں تینوں قسم کے بھائیوں کی [illegible] سب داخل ہیں۔

[4] اور بھانجی میں تینوں قسم کی [illegible] داخل ہیں۔

[5] بموجب حدیث صحیح تمام رضاعی رشتے حرام ہیں تو جیسی حرام ہیں ویسی رضاعی بہن پھوپی خالہ بھتیجی و بھانجی بھی حرام ہیں

خوشدامن سے

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ (النساء ۴) اور تمہاری عورتوں کی مائیں۔

سوتیلی بیٹی سے

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ (النساء ۴) اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں[۵] جو تمہاری پرورش میں ہیں جن کو کہ جنا ہے تمہاری ان عورتوں نے جن سے تم نے صحبت کی۔

بہو سے

وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ (النساء ۴) اور تمہارے بیٹوں کی عورتیں[۶] جو (بیٹے) تمہاری پشت سے ہیں۔

بیک وقت دو بہنوں سے

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ (النساء ۴) اور یہ کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو۔

---

۵ جس عورت سے نکاح کے بعد صحبت کر چکے ہو، اس کی پچھلے [illegible] کی لڑکی اب تم پر [illegible] سے نکاح نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر آپ اس سے صحبت کے بغیر بذریعہ طلاق الگ ہو گئے ہیں تو تب اس کی لڑکی حلال ہے۔

۶ [illegible] بیٹوں کی عورتیں داخل نہیں [illegible] سے نیچے تک [illegible] دوسری بہن سے نکاح نہیں کر سکتے [illegible] کے مرنے یا طلاق و عدت گزرنے کے بعد اس کی دوسری بہن سے نکاح ہو سکتا ہے۔ [illegible]

کسی کی منکوحہ سے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (النساء پ)

اور خاوند والی عورتیں مگر جو تمہاری مملوکہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے

سوتیلی ماں سے

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا (نساء پ)

اور جن عورتوں کو تمہارے باپ نکاح میں لائے۔ ان سے نکاح نہ کرو۔ مگر جو عہد جاہلیت و کفر میں پہلے ہو چکا کیونکہ یہ بڑی بے حیائی ہے اور نہایت غضب (نفرت) کا کام ہے اور بہت برا طریقہ ہے

مشرکہ سے

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ

اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔

(بقیہ حاشیہ) [illegible] زوجہ کی حقیقی خالہ بھتیجی و بھانجی سے متعلق ہے

۵ بذریعہ [illegible] تمہارے [illegible] ہو جائیں۔

۶ یعنی [illegible] مشرک ہو [illegible] نکاح مسلمان سے [illegible] نکاح کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ (بقرہ ۲۲۱)

جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور البتہ مسلمان لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ مشرکہ تم کو بھلی لگے۔

مشرک سے

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ (بقرہ ۲۲۱)

اور مسلمان عورت کا مشرکین سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آویں۔ البتہ مشرک سے غلام مسلمان بہتر ہے۔ اگرچہ وہ (مشرک) تم کو بھلا لگے۔

بدکار کے نکاح سے بچنا چاہیئے

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً

بدکار (زانی) مرد نکاح نہیں کرتا

(بقیہ حاشیہ ۲۷۶) مثلاً کسی کو سجدہ کرے یا کسی کو مختار سمجھ کر اس سے اپنی حاجت مانگے۔ موضح فرقان

ے مشرکہ بسبب حسن و جمال یا دولت و شرافت تمہیں پسند ہو۔ تب بھی اس پر لونڈی کو ترجیح دو۔ اور مشرکہ سے نکاح نہ کرو۔ اور اسی طرح مشرک کی بابت سمجھو۔

ے اس آیت کی مفسرین نے مختلف تفسیریں کی ہیں سہل تر مطلب یہ ہے کہ زنا کی خاصیت یا عادت کا بیان ہے۔ یعنی جو مرد یا عورت اس عادت شنیعہ میں مبتلا ہیں حقیقت میں وہ اس قابل نہیں رہتے کہ کسی عفیف مسلمان سے ان کا تعلق زوج قائم (باقی حاشیہ ۲۷۸)

اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (نور ۳)	مگر بدکار (زانیہ) عورت سے یا مشرکہ سے۔ اور بدکار عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ مسلمانوں پر حرام[لے] کیا گیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۷) کیا جائے ان کی پلید طبیعت و میلان کے مناسب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی بدکار مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک و مشرکہ سے تعلق ہو یہ جداگانہ امر ہے کہ حق تعالیٰ نے دوسری مصالح کی بنا پر کسی زانیہ و مسلمان کا مشرک و مشرکہ سے عقد جائز نہیں رکھا یا مثلاً بدکار مرد کا پاکباز عورت سے نکاح ہو جائے تو بالکل باطل نہیں ٹھیرایا۔

اس تفسیر پر لا ینکح کے معنے وہ لکھے گئے ہیں جو لا یکذب السلطان ذکر مودت میں لیے جاتے ہیں یعنی نفی لیاقت فعل کو نفی فعل کی حیثیت دے دی گئی ہے۔

لے اگر ذالک کا اشارہ بسوئے زنا ہو جب تو مطلب واضح ہے کہ زنا مومنین پر حرام کیا گیا ہے اور اگر نکاح کی طرف اشارہ ہو تو مطلب یہ ہے کہ زانیہ سے نکاح کرنا پاکباز مومنوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔ حرام حقیقی معنوں میں مومنین کو بچانے کے معنوں میں ہے یعنی تکوینی طور پر ان کے نفوس کو ایسی گندی جگہ کی طرف مائل ہونے سے روک دیا گیا ہو اس وقت حرم کے معنے وہ ہوں گے جو حرمنا علیہ المراضع وغیرہ میں لئے گئے ہیں۔

نکاح کن سے جائز ہے؟

نومسلمہ سے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ (ممتحنہ ۲/۲۸)	اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں سے (جو مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آجائیں) نکاح کرو۔ بشرطیکہ ان کو ان کے مہر ادا کرو۔

مسلمان لونڈی سے

وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ (نساء ۴/۵)	اور جو کوئی تم میں آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی قدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں۔ نکاح کرلے۔

ف یعنی جس کو اس بات کا مقدور نہ ہو کہ آزاد عورت سے نکاح کر سکے اور اس کے مہر اور نفقہ کا تحمل کر سکے تو بہتر ہے کہ ایسا شخص آپس میں کسی کی مسلمان لونڈی سے نکاح کرے کہ اس کا مہر کم ہوتا ہے اور نفقہ میں بھی سہولت ہے کہ اگر مالک نے اس کو اپنے یہاں رکھا جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو زوج اسکے نفقہ سے فارغ البال رہیگا۔ اور اگر زوج کے حوالے کر دیا۔ تو بھی بہ نسبتِ نفقۂ حرہ تخفیف ہوگی موضح القرآن [illegible]

کتابیہ سے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ ... الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ (مائدہ ۱/۲)

آج حلال ہوئیں تم پر ان میں سے پاکدامن عورتیں جن کو کتاب دی گئی تم سے پہلے

غیر حرام شدہ عورت سے

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (نساء ۴)

اور تم پر ان کے سوا جن کا ذکر پچھلے صفحہ پر آچکا ہے سب عورتیں حلال ہیں۔

غیر مدخولہ مطلقہ کی بیٹی سے

فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (نساء ۴)

اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر گناہ نہیں اس نکاح میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۹ لونڈیوں سے نکاح کرنے کی رخصت صرف اس کے لئے ہے جسے اپنی قوت شہوانیہ پر غلبہ نہ ہو اور زنا میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر وہ صبر سے کام لے سکے۔ تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ لونڈی سے اولاد بھی غلام ہوگی اور آزاد سے آزاد۔ مگر ارشاد صحیح ہے کہ جو آزاد عورت سے نکاح کرنے کی مقدرت رکھتا ہو۔ اس کیلئے لونڈی سے نکاح کرنا امام شافعی کے نزدیک حرام اور امام اعظم کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر آزاد عورت کی موجودگی میں لونڈی سے نکاح کرنا سب کے نزدیک حرام ہے۔

احکامِ نکاح کیا ہیں؟

عدت میں نکاح نہ کرے

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ (بقرہ ۲)

اور نہ ارادہ کرو نکاح کا یہاں تک کہ پہنچ جاوے عدت مقررہ اپنی انتہا کو

عدت میں صریح پیغام نکاح بھی نہ بھیجے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا

(بقرہ ۲)

اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان (بیوہ) عورتوں کو پیغام نکاح اشارۃً دو یا اپنے دل میں پوشیدہ رکھو اللہ کو معلوم ہے کہ البتہ تم ان (بیوہ عورتوں) کا ذکر کرو گے لیکن ان سے چھپ کر نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو۔ مگر یہ کہ کوئی بات رواج شریعت کے مطابق کہہ دو۔

ف یعنی عدت میں کسی بیوہ یا مطلقہ کو پیغام نکاح بھیجنا یا صراحت سے وعدہ لینا درست نہیں۔ مگر اشارۃً اپنا مطلب ظاہر کردے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر کوئی دوسرا اس سے پہلے پیام نہ دے بیٹھے۔ اور جہاں ایک پیام دے چکا ہو تو جب تک اس کو جواب نہ مل جائے دوسرا اپنا پیام نہ بھیجے۔

نکاح علانیہ کرے

فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ

(نساء ع)

سو ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور ان کو دستور کے موافق مہر دو قید (زوجیت) میں آنے والی ہوں نہ مستی نکالنے والیاں نہ چھپے[ل] یاری کرنے والیاں۔

ل چھپی یاری سے منع فرمایا۔ تو نکاح میں شاہد ہونے چاہئیں (موضح قرآن)

نکاح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شاہد ہوں اور وہ اپنی آنکھوں سے نکاح ہوتا دیکھیں اور اپنے کانوں سے ایجاب و قبول کے لفظ سنیں (ہدایہ صفحہ ۲۸۶)

اور نکاح صرف ان دو شخصوں سے ہو جاتا ہے کہ جیسے کسی نے گواہان کے روبرو کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا اس نے کہا میں نے قبول کیا البتہ اگر کئی لڑکیاں ہوں تو نکاح میں جانے والی لڑکی کا نام لینا ضروری ہے (قاضی خاں [illegible])

اور اگر مرد و عورت جوان ہیں۔ تو وہ دونوں اپنا نکاح گواہوں کے روبرو کر سکتے ہیں کہ ایک کہہ دے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔ دوسرا کہہ دے کہ میں نے قبول کیا پس نکاح ہو گیا (قاضی خاں [illegible])

اگر کوئی نکاح خود نہیں کرتا اور کسی دوسرے کو کہتا ہے کہ میرا نکاح فلاں سے کر دو اور اس نے گواہوں کے روبرو کر دیا تو بھی نکاح ہو گیا (فتاویٰ حامدیہ جلد [illegible])

حسب پسند نکاح کرے

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ (النساء ۴)	سو جو اور عورتیں تم کو پسند ہوں ان سے نکاح کرو

حلال عورتوں سے مہر کے عوض نکاح کرے

وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا (النساء ۴)	اور تم کو ان (محرم شدہ عورتوں) کے سوا سب عورتیں حلال ہیں بشرطیکہ ان کو طلب کرو یعنی دونوں طرف سے ایجاب وقبول زبان سے ہو جائے،

مہر ادا کرے

أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم (النساء ۴)	بشرطیکہ ان کو طلب کرو اپنے مال (مہر) کے بدلے۔

شریک زندگی کے انتخاب میں فریقین کی پسند کا احترام جائز حد تک ضرور ہونا چاہیے کیونکہ آج بہت سی زندگیاں محض اس مسئلہ میں بے احتیاطی کے باعث خراب ہو رہی ہیں۔ اور بموجب صحیح احادیث بخاری۔ ترمذی۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ جس عورت سے نکاح کرنا ہے دیکھنے والے شخص کو نظر دیکھنے کا حکم ہے ویسا کرنا شرعاً جائز ہے۔ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بموجب روایت سہل بن سعد ایسا فرمایا (بخاری باب النظر الی المرأة) نکاح میں جبر کرنے سے نکاح ہو جاتا ہے مگر یہ کوئی معروف نہیں (قرآنی رباعی صفحہ ۲۹۲)

خانہ آبادی مطلوب ہو

أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ (نساء ۴) — بشرطیکہ ان کو اپنے مال کے بدلے قید زوجیت میں لانے کے لئے طلب کرو۔

شہوت مقصود اصلی نہ ہو

أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ (نساء ۴) — بشرطیکہ ان کو اپنے مال کے بدلے بیوی بنانے کے لئے طلب کرو صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو۔

چار سے زیادہ نکاح نہ کرے

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (النساء ۴) — سو جو عورتیں تم کو خوش آویں ان سے نکاح کرو۔ دو دو عورتوں سے، دو تین تین چار چار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۳) ہر صورت میں بنا پڑے گا خواہ نکاح مہر دینے کی شرط پر بھی ہو۔ ہاں نکاح کے وقت طرفین کی پیش نظر ہو کہ اتباع سنت کرتے ہوئے زوجین ہمیشہ تا حیات کے لئے اکٹھے رہیں گے۔ یہ نہ ہو کہ جو عورت بھی پسند آگئی جب جی چاہا نکاح کر لیا بس یہی نفسانی خواہشات پوری کرنے کے لئے نکاح کرتے رہیں اور جب جی چاہا چھوڑ دیں۔ نکاح کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہونی چاہیئے اور یہ آیت کریمہ متعہ کے حرام ہونے پر صاف دلالت ہے جس پر اہل حق کا اجماع ہے۔

سے اور چار چار عورتوں سے

ہمت انصاف نہ ہو تو صرف ایک نکاح کرے

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۝

(نساء ۴)

پھر اگر ڈرو کہ ان چار عورتوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو۔ یا لونڈی جو تمہارا مال ہے۔ اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔

ع حدیث صحیح کے مطابق آزاد مسلمان کے لئے زیادہ سے زیادہ چار نکاح تک اور غلام کے لئے دو تک اجازت ہے۔

ف کیونکہ زوجات کے جو حقوق ہیں وہ مملوکہ لونڈی کے نہیں کہ ان سب میں عدل نہ ہونے سے تم پر مواخذہ ہو۔ ان کے لئے مہر ہے نہ معاشرت کے لئے کوئی دن مقرر ہے جس کے کئی عورتیں ہوں تو اس پر واجب ہے کہ کھانے پینے اور پہننے دینے میں ان کو برابر رکھے اور رات ان کے پاس رہنے میں باری برابر رکھے اگر برابری نہ کریگا تو قیامت کو وہ مفلوج ہوگا۔ ایک کروٹ ڈھلتی چلے گی اور جس کے نکاح میں ایک حرہ اور ایک لونڈی ہو تو لونڈی کو حرہ سے نصف باری ملے اور جو لونڈی اپنی ملک میں ہو اس کا باری میں کوئی حق مقرر نہیں مالک کی خوشی پر ہے۔ (موضح الفرقان)

احکامِ مہر کون سے ہیں؟

مہر خوشی سے ادا کیا جائے

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً — اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو۔ (نساء پ ۴)

اس کی واپسی کی کوشش نہ کی جائے

فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا — پھر اگر وہ اس میں سے کچھ اپنی خوشی سے تم کو چھوڑ دیں تو اس کو مزہ دار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ۔ (نساء پ ۴)

غیر کی مملوکہ لونڈی کو بھی مہر دیا جائے

فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ — سو ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو

۔ [illegible] مہر کی مقدار [illegible] دس درہم [illegible] ہے۔ اس سے کم کی صورت میں [illegible] تو دس [illegible] مقرر ہو جائے گا [illegible] (شرح وقایہ [illegible])

[illegible] خوشی سے [illegible] معاف کر دے [illegible] عورت نے [illegible] ڈال کر [illegible] معاف [illegible]

(مسئلہ ۶) اور دستور کے موافق ان کے مہر دو۔

مقررہ مہر بہ رضامندی کم و بیش ہو سکتا ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ؕ

اور مقرر ہونے کے بعد بھی جس مہر پر تم باہم رضامند ہو جاؤ تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔

(مسئلہ ۷)

غیر مقررہ مہر کے عوض کچھ خرچ دیا جائے

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ؕ

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اگر تم عورتوں کو اس وقت جبکہ ان کو ہاتھ بھی نہ لگا ہو (جو مجامعت نہ کی ہو) اور ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر نہ کیا ہو۔ طلاق دے دو۔ تو ان کو کچھ خرچ (اس تکلیف کے عوض) دو مقدور

ف: جب نکاح کے زوجین باہمی رضامندی سے مقررشدہ مہر میں کمی یا بیشی کر سکتے ہیں لیکن زوج از خود مقررہ مہر میں کمی نہیں کر سکتا ہے ورنہ عورت اس سے زیادہ طلب کر سکتی ہے۔ یہ کرنا جائز ہے۔ اور جہاں شوہر نے بعد از نکاح اپنی خوشی سے کچھ مہر [illegible] مقررہ مہر سے بڑھ کے مہر ادا کرے گا۔ تو جس قدر اس نے مہر میں زیادتی کی۔ اس کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہوگی اور سند نے [illegible]

(بقرہ پ ۲) | والا اپنی وسعت کے مطابق اور تنگدست اپنی حیثیت کے موافق نیکی کرنے والوں پر تو مدد کے واسطے یہ خرچ واجب ہے۔

خلوتِ صحیحہ کے بعد مہر کم نہیں ہو سکتا

وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝ (نساء ع ۳)

اور تم اس مہر کو واپس کیسے لیتے ہو۔ حالانکہ تم ایک دوسرے سے مل چکے ہو اور وہ عورتیں تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں

غیر مدخولہ مطلقہ نصف مہر کی مستحق ہے

وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن

اور اگر ان کو ہاتھ لگانے سے قبل

۱؎ اگر نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا۔ اور بلا مہر نکاح کر لیا۔ تو بعد میں مہر مقرر کرنے سے قبل) اور ہاتھ لگانے سے پہلے یعنی مجامعت اور خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق دے دی تو مہر کچھ لازم نہ ہوگا۔ لیکن زوج کو لازم ہے کہ اپنے پاس سے عورت کو کچھ دے کر [illegible] رخصت کرے۔ [illegible] اپنی حالت کے موافق اور [illegible] خرچ [illegible]

۲؎ [illegible]

تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (بقرہ ۲/۳۱)

[illegible] اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے۔ تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہو۔ اس کا نصف (دینا) ان کا حق ہے۔

معافیٔ مہر زوجہ کے اختیار میں ہے

إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ (بقرہ ۲/۳۱)

مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں (تو اور بات ہے)۔

مہر پورا کرنا شوہر کے لئے افضل ہے

أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (بقرہ ۲/۳۱)

یا وہ شخص (خاوند) درگزر کرے (یعنی نصف کی بجائے سارا مہر ادا کر دے) جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہارا (مردوں کا نصف مہر) معاف کر دینا تقویٰ کے بہت قریب ہے

عورت سے کب مقاربت منع ہے؟

دورانِ حیض میں

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ (بقرہ ۲۵/۲)

سو تم عورتوں سے حیض میں علیحدہ رہا کرو۔ اور ان سے قربت مت کیا کرو۔ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جاویں۔

اعتکاف میں

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا (بقرہ ۲۳/۲)

اور جب تک کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرو۔ عورتوں سے نہ ملو اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں سو ان کے نزدیک نہ جاؤ۔

احرام حج میں

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ ... فِي الْحَجِّ (بقرہ ۲۵/۲)

پھر جس نے ان حج کے مہینوں میں حج پر نیت کا عزم کر لیا تو حج کے زمانہ میں عورت سے بے حجاب ہونا جائز نہیں۔

رضاعت کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟

بچے کو دو برس تک دودھ پلایا جائے

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ (بقرہ ۲/۳۰)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں۔ یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے۔

یہ مدت مصلحتاً کم کی جا سکتی ہے

فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا (بقرہ ۲/۳۰)

پھر اگر ماں باپ اپنی رضا و مشورہ سے دودھ دو برس کے اندر ہی چھڑانا چاہیں۔ تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔

دایہ سے دودھ پلوایا جا سکتا ہے

وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ (بقرہ ۲/۳۰)

اور اگر تم چاہو کہ اپنی اولاد کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ بشرطیکہ جو تم نے (حق الخدمت) دستور کے موافق دینا ٹھیرایا تھا (دودھ پلانے والی کے) حوالے کردو۔

مطلقہ بھی دودھ پلا سکتی ہے

فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ۞ (الطلاق ۶)

پھر اگر وہ (مطلقہ عورتیں) تمہاری خاطر بچے کو دودھ پلائیں تو ان کو ان کا حق دے دو۔ اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو۔ اور اگر[۱] آپس میں ضد کرو گے، تو اس کی خاطر اور کوئی عورت دودھ پلائے گی۔

دودھ پلانے والی کا خرچہ باپ کے ذمہ ہے

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۞ (البقرہ ۲۳۳)

اور لڑکے والے یعنی باپ[۲] پر ہے ان عورتوں کا کھانا اور کپڑا دستور کے موافق

---

۱ اگر آپس کی ضد اور تکرار سے عورت دودھ پلانے پر راضی نہ ہو تو بچہ اس پر موقوف نہیں کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی۔ اس کو اپنا گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر مرد خود خواہ بچے کو اس کی ماں کا دودھ پلوانا نہیں چاہتا تو بھی کوئی دوسری عورت دودھ پلانے کو آ جائے گی۔ آخر اس کو بھی کچھ دینا پڑے گا پھر وہ بچہ کی ماں ہی کو کیوں نہ دے۔ (موضح القرآن)

۲ یعنی باپ کو بچہ کی ماں کو کھانا کپڑا ہر حال میں دینا پڑے گا اس لئے کہ وہ اس کے نکاح میں ہے۔

ایک دوسرے کے نقصان کی ممانعت ہے

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق (بقرہ ۳۰/۲)

بچہ کی وجہ سے نہ کسی ماں کو نقصان پہنچایا جاوے اور نہ کسی باپ کو اس بچہ کی وجہ سے تکلیف دینی چاہیے۔[1]

ورثاء بھی ان باتوں کے پابند ہیں

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ج (بقرہ ۳۰/۲)

اور وارثوں پر بھی یہی احکام لازم ہیں۔[2]

---

[1] بچہ کے ماں باپ کی وجہ سے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دیں۔ مثلاً ماں بلا وجہ دودھ پلانے سے انکار کرے یا باپ بلا سبب بچہ کو ماں سے جدا کر کے کسی اور سے دودھ پلوائے۔ کھانے کپڑے میں تنگی کرے (موضح القرآن)

[2] یعنی اگر باپ مر جائے۔ تو بچہ کے وارثوں پر بھی یہی لازم ہے کہ دودھ پینے کی مدت میں بچہ کی ماں کے کھانے کپڑے کا خرچ دیں۔ اور تکلیف نہ پہنچائیں۔ اور وارث سے مراد وہ وارث ہے جو محرم بھی ہو (موضح القرآن)

طلاق کا کیا قانون ہے؟

طلاق دینا گناہ نہیں

لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ — اگر تم عورتوں کو طلاق دو تو تم پر کچھ گناہ نہیں

(بقرہ ۳۱)

طلاق حالتِ طہر میں دیجائے

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ — اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کو ان کی عدت پر طلاق دو۔

(طلاق ۱/۲۸)

حلال چیزوں میں صرف طلاق ہی ایسی چیز ہے جس کا استعمال حق تعالیٰ سبحانہ کو ناگوار گذرتا ہے۔ اور حرام چیزوں میں سے عقد ایک ایسی چیز ہے جس کا ... خدا پاک کو بہت پسند ہے۔ بموجب روایت ابن عدی نکاح کرو اور طلاق نہ دو۔ اسلئے کہ طلاق دینے سے عرش ہلتا ہے۔

یہ خطاب دراصل تمام امت مسلمہ کو ہے کہ طلاق اس وقت دی جائے جب وہ حیض سے پاک ہو چکی ہو اور تم نے اس سے صحبت نہ کی ہو۔ واضح رہے کہ طلاق دینے کا حق صرف مرد کو ہے۔ مرد کے طلاق دینے کے بعد عورت کی منظوری یا نامنظوری کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔

طلاق رجعی دو بار تک ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ص (بقرہ ۲۹/۲) طلاق رجعی دو بار تک ہے۔

اس میں رجوع ہو سکتا ہے

فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ اس کے بعد بصورت صلح و موافقت بِاِحْسَانٍ ط اس کو دستور کے موافق رکھ لینا یا اچھے طریق سے رخصت کر دینا۔ (بقرہ ۲۹/۲)

مغلظہ طلاق پر عورت حلال نہیں رہتی

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ پھر اگر اس عورت کو تیسری بار مِنْۢ بَعْدُ طلاق دی تو اس کے بعد اب اس کو وہ عورت حلال نہیں۔ (بقرہ ۲۹/۲)

ف جس نے بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں۔ تو اس کو اختیار ہے کہ وہ عدت تک عورت کو واپس رکھ لے۔ اور اگر کوئی صورت صلح کی نکلے تو اس میں بدون نکاح کئے اور عورت کی رضامندی کی پرواہ لئے بغیر اسے اپنے پاس بطور بیوی رکھ سکتا ہے اور اگر عدت گزر گئی یا عدت گزرنے کے بعد اور تیسری طلاق دینے سے قبل کوئی عورت بہتر شکل آئے اور دونوں راضی ہوں تو حلالہ بغیر دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

ف ابتدائے اسلام سے پہلے دستور تھا عرب میں جتنی بار چاہتے زوجہ کو طلاق دیتے مگر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لیتے۔ پھر جب چاہتے طلاق دیدیتے اور پھر رجعت کر لیتے اس طرح بعض شخص عورتوں کو بہت ستاتے اسلئے یہ آیت اتری کہ طلاق جس میں رجعت ہو سکے کل دو بار ہے۔ رجعت کرے تو موافقت اور حسن معاشرت کے ساتھ رہے

حلالہ سے حلال ہو سکتی ہے

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ

(بقرہ ۲۹/۲)

پھر اگر کوئی عورت کو طلاق دیدے تو اس کے بعد پھر وہ اس کیلئے حلال نہ رہے گی جب تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر یہ خاوند اس سے بخوشی خود طلاق دیدے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر بذریعہ نکاح جدید رجوع کر لیں بشرطیکہ دونوں کو گمان غالب ہو کہ وہ خداوندی حد بندیوں کو قائم رکھ سکیں گے

[1] حدیث کی رو سے دوسرے شوہر سے ہمبستری کرنا ضروری ہے یعنی جب تک دوسرے خاوند سے صحبت نہ ہو نکاح نہیں ہو سکتا۔

[2] طلاق دینے کی شرط پر نکاح کرنا حرام و موجب لعنت الٰہی ہے

[3] یعنی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا خیال دونوں پر اعتماد ہو۔ ورنہ ضرور نزاع باہمی اور اتلاف حقوق کی نوبت آئے گی اور گناہ و وبال میں مبتلا ہوں گے۔

(موضح الفرقان)

عورت سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھانے پر اختتام میعادِ قسم پر طلاق ہوجاتی ہے

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ج فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥

(بقرہ ۲۸)

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھا لیتے ہیں ان کے لئے رجوع کرنے کی چار ماہ تک مہلت ہے۔ پھر اگر یہ باہم مل جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر بالکل چھوڑ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے۔

ف اگر کوئی شخص اس بات کی قسم کھائے کہ وہ عورت کے پاس نہ جائیگا تو اگر وہ اندر میعاد چار ماہ بیوی کے پاس چلا گیا تو اسے قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر اس نے چار مہینے عورت کے پاس نہ جانے ہیں نہ رو کئے تو طلاق پڑ جاتی ہے گو وہ طلاق نہ دے بعض کے نزدیک یہ طلاق رجعی ہے کہ بحالت ثانی وہ باہم رجوع کر کے مل جائیں اور بعض کے نزدیک یہ طلاق بائن ہے کہ دوبارہ اپنے خاوند سے نکاح کرنا پڑے گا۔ چار ماہ یا زائد یا بلاقید مدت قسم کھائی تو شرعی ایلا ہو گی اگر چار ماہ سے کم مدت کی قسم کھائی تو ایلا نہ ہو گی۔

عدت کی میعاد کتنی ہے؟

مطلقہ کی تین حیض تک

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ[1] (بقرہ ۲۸)

اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو عدت گزارنے کے لئے تین حیض تک انتظار میں رکھیں۔

جس کو حیض نہ آئے اس پر تین ماہ تک

وَالّٰٓئِىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِىْ لَمْ يَحِضْنَ[2] (طلاق ۲۸)

اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو گئی ہوں اگر تم کو شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور اسی طرح جن عورتوں کو حیض نہیں آیا۔

بیوہ کی چار ماہ دس دن تک

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

اور تم میں سے جو لوگ مر جائیں اور اپنے پیچھے اپنی عورتیں چھوڑ جائیں تو

---

[1] لونڈی کے لئے حیض آنے کی صورت میں میعاد عدت دو حیض ہے۔

[2] اور جب لونڈی کو حیض نہ آتا ہو۔ اس کے لئے میعاد عدت ڈیڑھ ماہ ہے۔

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ج	چاہیئے کہ وہ عورتیں اپنے آپ کو چار
(بقرہ ۳۰/۲)	مہینے اور دس دن تک انتظار
	میں رکھیں۔

حاملہ کی بچہ جننے تک

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ	اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ	کی عدت یہ ہے کہ پیٹ کا بچہ
(طلاق ۱/۲۸)	جن لیں۔

محروم تنہائی کیلئے کوئی عدت نہیں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ	اے ایمان والو جب تم مسلمان
الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ	عورتوں کو نکاح میں لاؤ پھران کو
اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ	چھوڑ دو طلاق دے دو قبل اس
مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ	کے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ تو ان کو عدت
فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا	میں بٹھانے کا تم کو حق نہیں کہ گنتی
جَمِيْلًا ۝	پوری کراؤ۔ بلکہ ان کو کچھ فائدہ پہنچا کر
(احزاب ۴۹/۲۲)	احسن طریق سے رخصت کر دو۔

ف جب بچہ پیدا ہو گیا۔ تو عدت فوراً ختم ہو گئی خواہ وہ طلاق ملنے کے تھوڑی ہی دیر بعد پیدا ہو (شرح وقایہ ص ۱۰۶)

عدت کی شرائط کیا ہیں؟

عدت کے دن گنتے رہیں

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ (طلاق ۱) اور عدت (کے ایام) کو گنتے رہو[۱]

عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالیں

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ — اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے

مِنْ بُيُوْتِهِنَّ — اور ان مطلقہ عورتوں کو ان کے

گھر سے نہ نکالو (طلاق ۱)

نہ عورت اپنے گھر سے نکلے

وَلَا يَخْرُجْنَ (طلاق ۱) اور وہ عورتیں بھی (گھر سے) نہ نکلیں

بے حیائی کرنے والی نکال دی جائے

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ ... ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ ہاں اگر وہ صریح بے حیائی کریں[۲]

۱؎ تاکہ لوگوں کی غفلت و سہو کی وجہ سے کچھ گڑبڑ نہ ہو جائے۔

۲؎ یعنی عورت نہ نکالی جائے مگر جب صریح بے حیائی کرے تو نکالی جائے۔ اور صریح بے حیائی زنا ہے جیسا کہ ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ و سعید بن مسیب وغیرہ کا قول ہے اور اس کو بھی (یہ حکم) شامل ہے کہ عورت مرد کے گھر والوں سے بدگوئی کرے جیسا ابی بن کعب اور عکرمہ وغیرہ نے کہا (ابن کثیر)

(طلاق ۲۸)　　　　تو اور بات ہے۔

حاملہ پیٹ کا راز نہ چھپائے

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (بقرہ ۲۲۸)

اور ان طلاق یافتہ عورتوں کو حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اسے چھپا رکھیں۔ اگر وہ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہیں۔

عدت میں رجوع ہو سکتا ہے

وَبُعُوْلَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ إِنْ أَرَادُوْٓا إِصْلَاحًا۔ (بقرہ ۲۲۸)

اور اس مدت عدت میں ان کے خاوند جنہوں نے طلاق رجعی دی ہے، ان کو لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں اگر سلوک سے رہنا چاہیں۔

بعد عدت عورت نکاح کر سکتی ہے

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (بقرہ ۲۳۴)

پھر جب اپنی مدت پوری کر چکیں تو تم پر اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے حق میں قاعدہ کے موافق کریں۔

احکام وصیت کیا ہیں؟

ضروری امور کی وصیت کرنا فرض ہے

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ — تم پر وصیت کرنا فرض کر دیا گیا۔
الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا — جب کسی کو موت نزدیک معلوم
الْوَصِيَّةُ — ہونے لگے بشرطیکہ وہ کچھ مال

(بقرہ ۲۲/۲) [illegible]

وصیت کو بدلنا گناہ ہے

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا — پھر جو شخص وصیت سن لینے کے
إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ — بعد تبدیل کر دے تو اس کا گناہ انہیں
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ — پر ہے جنہوں نے اصل کو بدلا۔
بقرہ ۲۲/۲ — بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے

جس حد تک مرنے والے کی جائیداد کی تقسیم کا سوال ہے اس حد تک وصیت غیر ضروری ہو گئی ہے۔ کیونکہ خود اللہ پاک نے خود تمام ترکہ کی تقسیم کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔ البتہ لین دین اور تجارت کے جھگڑے وغیرہ اور دیگر امور قابل تصفیہ وغیرہ کے متعلق وصیت کرنا اب بھی فرض ہے۔

[illegible]

غیر مشروع وصیت بدلنا جائز ہے

فَمَنْ خَافَ مِن مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

(بقرہ ۲۲)

تو جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی بے عنوانی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو یہ شخص ان میں باہم مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

وصیت روبرو گواہان ہونی چاہیئے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ

اے ایمان والو تمہارے درمیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۲) کرنے والا موجود نہیں ہوتا مگر سب کا حال جاننے والا اس وقت بھی اس حرکت کو دیکھ رہا ہوتا ہے جسے ایک دن اس بے ایمانی کی پرسش کرنی ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں خاص احتیاط برتنی چاہیئے۔

لہ بسا اوقات خاص اثر کے ماتحت لوگ غیر شرعی وصیت کرتے ہیں اور اس طرح حقداروں کو محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں یہ ثابت ہو جائے اور تو جسکے حق میں وہ وصیت ہے اسے دوسرے کے حقوق ذاتی تلف کرتے ہوئے اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اگر اس قسم کی کسی بات نہ ہو تو معلوم ہو جائے تو لوگوں کو [illegible] کی اجازت ہے کہ اس وصیت کو شرعی طریق سے بدل کر اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ

(مائدہ ۱۳/۷)

وصی ہو، مناسب ہے۔ جبکہ تم میں کسی کو موت آنے لگے۔ وصیت کے وقت دو معتبر شخص ہونے چاہئیں (وہ گواہ) تم میں سے ہوں یا تمہارے سوا دو اور شاہد ہوں۔

ے یعنی مسلمان گواہ ہوں کیونکہ غیر مسلم عادل نہیں ان کی گواہی معتبر نہیں اگر حالت سفر میں مرنے لگے اور مسلمان موجود نہ ہوں تو دو کافر بھی روا ہیں۔

ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟

مرد و زن کے حصے مقرر ہیں

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا

مردوںؔ کا بھی اس میں حصہ ہے جو ماں باپ، اور قرابت والے چھوڑ مریں اور عورتوں کا بھی اس میں حصہ ہے جو ماں باپ یا قریبی رشتہ دار چھوڑ مریں خواہ وہ (ترکہ) قلیل ہو یا کثیر (ہر ایک کا) حصہ (اللہ تعالےٰ نے) مقرر کر رکھا ہے۔

محروم وارث غیر رشتہ داروں کو باجازت ورثاء کچھ دیا جائے

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى

اور جب تقسیم کے وقت رشتہ دار

ماں باپ اور دیگر قرابت داروں کے مال متروکہ میں سے مردوں یعنی بیٹوں کو خواہ وہ بچے ہوں یا جوان ان کا حصہ ملے گا اور عورتوں یعنی بیٹیوں کو بھی بالغ ہوں یا نابالغ ماں باپ وغیرہ قرابت کے ترکہ میں سے ان کا حصہ دیا جائیگا، اور یہ حصے مقرر کئے ہوئے ہیں جن کا دینا ضروری ہے۔ خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت۔ غرضیکہ قرآن مجید نے ہر ایک کے حقوق کی حفاظت کا اس طرح بہترین انتظام فرمادیا۔ مگر جن بندوں نے لڑکیوں کو جائداد سے محروم کرنے کی خاطر اللہ کے قانون کے مقابلہ میں علیحدہ سے قانون تیار کرلئے

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ (نساء ع۲) یتیم اور مسکین۲ حاضر ہوں تو ان کو اس (مالِ ترکہ) میں سے کچھ کھلا دو

محرومِ میراث سے حسن سلوک کیا جائے

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (نساء ع۲) اور ان کو معقول۳ بات کہہ دو۔

ترکہ بعد تکمیل وصیت و ادائے قرض تقسیم کیا جائے

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (نساء ع۲) بعد (تکمیل) وصیت۴ جو مرنے والا کر مرا یا بعد ادائے قرض، ترکہ تقسیم کیا جائے۔

---

۱ تقسیم میراث کے وقت برادری اور کنبہ کو جمع کر کے مرنے والے کا ترکہ تقسیم کرنا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔

۲ جن کو میراث سے حصہ نہیں پہنچتا یا جو یتیم و محتاج ہوں ان کو کچھ کھلا کر رخصت کر دیا۔ کوئی چیز ترکہ میں سے حسب موقع ان کو بھی دے کر یہ سلوک کرنا مستحب ہے۔ بعض موقع پر واجب بشرطیکہ سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت ہو۔

۳ میراث نہ پانے والوں کے لئے اگر مال میراث سے کچھ دینے کی صورت نہ ہو مثلاً وہ یتیموں کا مال ہے اور مرنے والے نے وصیت بھی نہیں کی۔ تو ان حالات میں ان کو معقول طریقے سے یہ عذر پیش کر کے سمجھایا جائے کہ مال یتیم کا ہے اور میت نے وصیت بھی نہیں کی اس لئے ہم مجبور ہیں ہر صورت ان کی دل شکنی نہ ہونے دینی چاہیے۔

۴ وصیت میراث پر جب مقدم ہوگی جب وارثوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو۔ وارثوں سے چونکہ اندیشہ تھا کہ ترکہ میت میں سے میت کا دین اور وصیت ادا نہ کریں زیادتی کریں

تقسیم الٰہی پر حرف زنی نہ کی جائے

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

(نساء [illegible])

تمہارے باپ (دادا) اور بیٹے (پوتے) تم کیا جانو کہ تم کو زیادہ نفع کون پہنچائے گا (اللہ تعالیٰ کا (ہر ایک کے لئے) حصہ مقرر شدہ ہے بیشک اللہ تعالیٰ خبردار اور حکمت والا ہے۔

(بقیہ) [illegible] بلکہ تمام مال آپ ہی [illegible] اس نے (ہر حصہ) میراث کے ساتھ [illegible] اور وصیت کا حکم تاکیداً بیان کیا گیا ہے اور وصیت چونکہ تبرع اور احسان ہے [illegible] اوقات وہی شخص معین اس کا مستحق [illegible] اس وجہ سے اس کے [illegible] ہونے کو [illegible] ہر جگہ دین سے پہلے [illegible] وصیت کا [illegible] (موضح القرآن) یہ آیت [illegible] تقسیم [illegible] کی تقسیم کے وقت [illegible] ہے۔

لہ [illegible] یہ بات تم کو معلوم نہیں کہ کس سے تم کو نفع پہنچے گا اور کون نفع پہنچائے گا۔ اس لئے تم اس میں دخل نہ دیا کرو۔ جو حصہ کسی کا [illegible] نے خود مقرر فرما دیا ہے۔ [illegible] کی اس کو تمام چیزوں کی خبر بھی ہے۔ [illegible] حکمت والا ہے۔

(موضح الفرقان)

والدین کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟

۱۔ اولاد مرحوم کے ماں باپ کا چھٹا حصہ

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ۔

(نساء پ)

اگر مرنے والے کی اولاد ہو تو اسکے ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے

۲۔ بلا اولاد کی ماں کا تہائی حصہ

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ۔

(نساء)

اور اگر اس مرنے والے کی اولاد نہیں ہے اور (صرف) اسکے ماں باپ وارث ہیں تو اس کی ماں کا تہائی حصہ ہے اور باپ کا (باقی)۔

۳۔ بے اولاد مرحوم کی موجودگی میں ماں کا چھٹا حصہ

فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ۔

(نساء)

پھر اگر مرنے والے کے کئی بھائی ہیں (یا بہنیں) تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے۔

زوجین کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟

عورت کے مال میں مرد کو نصف حصہ بشرطیکہ اولاد نہ ہو

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ	اور تمہارا اس ترکہ میں جو تمہاری
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ	عورتیں چھوڑ مریں آدھا مال ہے
(نساء ۲)	بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو

بصورت اولاد چوتھائی

فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ	اور اگر ان کی اولاد ہے تو اس میں
الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ	سے جو چھوڑ گئیں تمہارے واسطے
(نساء ۲)	چوتھائی حصہ ہے

مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی بشرطیکہ اولاد نہ ہو

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ	اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو عورتوں کیلئے
يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ج (نساء ۲)	چوتھائی مال ہے جس میں سے جو تم چھوڑ مرو

بصورت اولاد آٹھواں حصہ

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ	اور اگر تمہاری اولاد ہے۔ تو ان
الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ	عورتوں کے لئے آٹھواں حصہ ہے
(نساء ۲)	اس میں سے جو کہ تم نے چھوڑا۔

اولاد کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟

لڑکے کا دو تہائی لڑکی کا ایک تہائی

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ (نساء ۱۱)	اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے حق میں تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ برابر ہے دو عورتوں کے حصے کے۔

اگر صرف لڑکیاں ہوں تو ان کا دو تہائی

فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ (نساء ۱۱)	پھر اگر لڑکا نہ ہو اور صرف دو سے زیادہ عورتیں (لڑکیاں) ہی ہوں تو ان کے لئے اس ترکہ میں سے دو تہائی حصہ ہے۔

اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا نصف

وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (نساء ۱۱)	اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا (حصہ) ہے۔

اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو کل مال کے تین حصے بنا کر ایک لڑکی کو اور دو لڑکے کو دیجیے۔ اگر صرف بیٹا ہو تو وہ سب لیگا اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ سب کو حصہ مساوی تقسیم کر دیجیے

اخیافی بھائی بہن کا کیا حصہ ہے؟

صرف ایک بھائی یا بہن ہو تو چھٹا حصہ

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ (نساء ع ۲)

اور اگر کوئی مرد یا عورت ایسی ہے کہ جس کی میراث ہے اور اس کا باپ بیٹا یا ماں اور بیٹی کوئی نہیں ہے۔ اور اس مرنے والے کی ایک بہن[1] یا بھائی ہے تو دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔

اگر ان سے زائد ہوں تو تیسرا حصہ

فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ ... وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۭ (نساء ع ۲)

اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہیں یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے اور تحمل کرنے والا ہے

[1] بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) عینی جو ماں باپ دونوں میں شریک ہوں (۲) علاتی وہ سوتیلے جن کا باپ ایک ہو (۳) اخیافی وہ سوتیلے جن کی ماں ایک ہو۔

اولاد نہ ہو تو ترکہ کیسے تقسیم ہو؟

ایک بہن ہو تو نصف حصہ لے

يَسْتَفْتُونَكَ ۚ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

(نساء ۲۴)

آپ سے کلالہ٭ کا حکم پوچھتے ہیں سو کہہ دیں کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی (ایسا) شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو۔ اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملے گا۔

بہن کا وارث بھائی ہے اگر اس کی اولاد نہ ہو

وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ

(نساء ۲۴)

اور وہ (حقیقی یا علاتی بھائی) وارث ہے اس بہن کا اگر اس کی اولاد نہ ہو۔

٭ کلالہ در اصل ضعیف کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ مرنے والا مراد ہے کہ جس کے اصلی وارث یعنی باپ بیٹا نہ ہوں۔ اس لئے اصلی وارثوں کی عدم موجودگی میں حقیقی بھائی بہن بیٹے کے حکم میں آئیں گے۔ اگر حقیقی بھائی بہن نہ ہوں تو علاتی سوتیلوں کے لئے بھی حکم ہوگا۔ بھائیوں کا حصہ معین نہیں۔ اب باقی رہ گئے اخیافی (ماں شریک) بہن بھائی ان کا حصہ معین ہے جو پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

دو سے زیادہ بہنیں دو تہائی حصہ لیں

فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ

(نساء)

اور اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا۔

بھائی بہن دو اور ایک کی نسبت سے ہیں

وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

(نساء)

اور اگر وارث چند بھائی بہن ہوں مرد اور کچھ عورت تو ایک مرد کا حصہ برابر ہے دو عورتوں کے حصہ کے اللہ تمہارے واسطے یہ احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

ف: بندہ کو جب حاکم کی تابعداری لازم ہے اگر ایک معمولی درجہ کا بھی خلاف کرے گا تو مجرم ہے پھر جو لوگ اس کی ذات پاک اور اس کی صفات کمال میں اس کے حکم کا خلاف کرتے ہیں اور اپنی عقل و خواہش کو اس کے مقابلہ میں اپنا مقتدا بناتے ہیں ان کی مذمت اور خباثت کو اس سے سمجھ لیجئے کہ کس درجہ کی ہوگی۔

(موضح القرآن)

پردہ کے احکام کون سے ہیں؟

مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ	آپ ایمان والوں کو کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (نور ۱؎)

اپنے ستر کو ڈھانپے رہیں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ	اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ (نور ۲؎)

۱؎ نظر بدکاری کی پہلی سیڑھی ہے جس سے زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کی حفاظت کا اہتمام کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ انسان کو بدنظری سے شدید احتراز کرنا چاہئے اور نظریں نیچی رکھنی چاہئیں تاکہ دانستہ یا نادانستہ کسی پر نظر غلط انداز پڑ کر اپنا خرمن سکون نہ جلا لے۔ اسی کے ساتھ اس احتیاط مزید کا بھی حکم ہے کہ اگر اتفاقاً ایک نظر کسی عورت یا مرد پر پڑ گئی ہے تو دوسری نظر نہ پڑنے دے کیونکہ گناہ ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ بھی مردوں پر نظر نہ ڈالیں خواہ وہ اسے دیکھ رہے ہوں یا نہ دیکھ رہے ہوں۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو نابینا سے بھی پردہ کرنے کی تعلیم فرمائی ہے کہ اگر نابینا تم کو نہیں دیکھتا تو کیا تم بھی نہیں دیکھتی ہو۔ (ترمذی)

۲؎ یعنی حرامکاری نہ کریں اور اپنا ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں۔ واضح رہے کہ مرد کا ستر زیر ناف سے گھٹنوں تک ہے اور قطعی طور پر مرد کو اس حصہ کا پردہ (باقی ص۳۲۵)

عورت بھی نظر نیچی رکھے

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ — اور آپ ایمان والیوں کو کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (النور ۱۸)

اپنے ستر کی حفاظت کریں

وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ — اور اپنی شرمگاہوں[۵] کی حفاظت کریں۔ (النور ۱۸)

گھروں میں باپردہ رہیں

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى — اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو[۶] اور (خود کو) دکھلاتی نہ پھرو۔ جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں خود آرائی کا دستور تھا۔ (احزاب ۲۲)

---

[۵] شرمگاہوں کی حفاظت کرنا ضروری ہے اسی ضمن میں غیر کا پہننا بھی ممنوع ہو جاتا ہے کیونکہ بہت سی عورتیں نظر آتی ہیں۔ نیز اس لئے بھی کہ وہ غیر قوم کا لباس ہے جس سے مشابہت ممنوع ہے۔ سنت یہ ہے کہ بدکاری سے بچیں اور اپنا ستر کسی کو نہ دکھلائیں۔ عورت کا ستر عورت سے ناف کے نیچے سے زانو کے نیچے تک ہے یعنی عورت اپنے جسم کا یہ حصہ دوسری عورتوں سے چھپائے اور ستر عورت مرد کی بہ نسبت مرد اجنبی کے سارا بدن ہے۔

[۶] یعنی باہر پھرنے کی بجائے اپنے گھروں کی چار دیواری کے اندر اپنے حسن و جمال کو فتنہ پروروں سے چھپائے رکھو۔

اسلئے گھر میں بدون اجازت کوئی داخل نہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۚ (نور)

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا کسی کے گھر میں نہ جایا کرو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرلو اور ان گھروالوں پر سلام نہ کرلو

تین وقت نابالغ اور غلام بھی بدون اجازت نہ آئیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ

اے ایمان والو تمہارے مملوکوں (غلام۔ لونڈی) کو اور ان کو جو تم میں سے حد بلوغ کو نہیں پہنچے۔ گھر میں آنے کے لئے تین وقتوں میں اجازت لینی چاہیئے۔ نماز صبح سے پہلے۔ اور دوپہر کو جب تم

لہ کسی کے گھر میں بدون اجازت داخل نہ ہوجائے ممکن ہے وہاں پر عورتیں مستورات ہوں یا وہ خود ایسے حال میں ہو جو اس وقت آپ کا آنا پسند نہ کرے اور اجازت کا بہترین طریقہ السلام علیکم ہے تین بار سلام کرنے پر اگر اجازت نہ ملے تو واپس آجانا چاہیئے اپنے گھر میں بھی بغیر اطلاع دئے داخل نہ ہونا چاہیئے بلکہ کھنکار کر یا سلام کہہ کر اطلاع دینے کے بعد داخل ہونا چاہیئے تاکہ جو گھر میں ہو وہ دیکھ کر سنبھل سکے

لہ کیونکہ یہ اوقات عموماً کپڑے بدلنے یا بیوی سے خلوت کے ہوتے ہیں

الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

(نور ۸/۱)

اپنے کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہارے (ان سے بھی پردے کے) ہیں۔ ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان پر کچھ جرم ہے کیونکہ ان وقتوں کے بعد ایک دوسرے کے پاس پھرا ہی کرتے ہو۔

بالغ لڑکے اجازت لے کر گھر آئیں

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

(نور ۸/۲)

اور جب تم میں کے لڑکے حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہئیے جیسے ان سے اگلے (لوگ) اجازت لیتے ہیں۔

مطلوبہ چیز پردہ کے باہر سے لیں

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ

(احزاب ۷)

اور جب کچھ کام کی چیز مانگنے جاؤ تو پردے کے باہر سے مانگ لو اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو۔

عورت نزاکت سے بات نہ کرے

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۔

سو تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال (فاسد) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے (اور قاعدہ کے موافق بات کہو)

(احزاب پ ۲۲)

جب باہر نکلیں عورتیں تو اپنے چہرے ڈھانپ کر باہر نکلیں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۔

اے نبی آپ اپنی ازواج (مطہرات) کو اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہہ دیں کہ اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں نیچے لٹکا

(ف) یعنی نرم لہجہ میں کلام نہ کرو بلاشبہ عورت کی آواز میں قدرت نے طبعی طور پر ایک نزاکت رکھی ہے لیکن پاکباز عورتوں کی شان یہ ہونی چاہیے کہ جب کسی غیر مرد سے بات کریں تو بہ تکلف ایسا طرز و لہجہ اختیار کریں جس میں قدرے خشونت اور روکھا پن ہو اور کسی بدباطن کو اپنی طرف جذب نہ کرے (تفسیر الفرقان)

(ف) حضرت ابن عباس اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر سے بڑی چادروں سے ڈھانک کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں (تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ صفحہ [illegible]) [illegible] ابن سیرین کو حضرت عبیدہ [illegible] نے [illegible] ڈھانک کر دکھلایا

(احزاب ۵۹) لیں اس سے جلدی ایک بار
عورتوں کی پہچان ہو جایا کرے گی۔
ان کو کوئی بد نیت نہ ستائے۔

(۲) یعنی سر سے لاکر گریبان پر ڈال لیں

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۔ (نور ۳۱) اور اپنے دوپٹے اپنے گریبان پر ڈال لیں۔

(تفسیر [illegible] شیعہ ص ۳ [illegible] اپنی پیشانی ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر رکھا [illegible] [illegible] لکھی احکام القرآن جلد سوم ص ۲۰، تفسیر بیضاوی، تفسیر مظہری اور تفسیر [illegible] [illegible] نے بھی [illegible] [illegible]

[illegible] تفسیر طبری اس آیت کی تفسیر یوں لکھتے ہیں [illegible] [illegible] مسلمانوں کی عورتوں [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

اپنی زیبائش کی نمائش نہ کریں

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا — اور اپنی زینت۱ زیبائش خلقی و کسبی، نہ دکھائیں مگر جو ان میں سے کھلی چیز ہے۲ (سورۃ النور)

زیور کی آواز بھی نہ ہونے دیں

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ — اور راہ چلتے اپنے پاؤں کو زمین پر زور سے نہ ماریں۳ کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے (سورۃ النور)

ناقابل نکاح بوڑھی اپنا پردہ کم کر سکتی ہے

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ — اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح

---

۱ زینت دو قسم کی ہوتی ہے ایک پیدائشی دوسری کسبی۔ پیدائشی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال دیا ہو، کسبی یہ کہ لباس و زیور سے آرائش کی گئی ہو۔ دونوں غیر محرم کو دکھانا ممنوع ہے کہ یہی باعموم موجب فتنہ ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ غیر جنسوں میں زینت کے ساتھ ناز و ادا سے چلنے والی عورت ایسی ہے جیسے روز قیامت کی تاریکی کہ اس میں کوئی نور نہیں۔ (ترمذی)

۲ یعنی جو زینت کہ ظاہر اتفاقاً ہو جائے۔ بقول حضرت عائشہ صدیقہ زینت ظاہرہ سے مراد ہاتھ اور چہرہ، کنگن اور انگوٹھیاں ہیں۔ چہرے کو بغرض شدید ظاہر کرنا اس سے مراد ہرگز نہیں۔

۳ راہ چلتے اس طرح پاؤں رکھے کہ زیور کی جھنکار آئے، کیونکہ یہ بھی بے حیائی کے لئے جاذب توجہ و دعوت ہوتی ہے اور شہوت کو تحریک کرتی ہے

يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ (نور ۶۰)

کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں۔ کہ وہ اپنے کپڑے[1] اتار رکھیں۔

مگر اپنی زینت ظاہر نہیں کر سکتی

غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۚ (نور ۶۰)

مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنا سنگار دکھاتی پھریں۔

اس رعایت سے بچیں تو بہتر ہے

وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (نور ۶۰)

اور اس[2] سے بھی بچیں تو ان کیلئے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب باتیں سنتا جانتا ہے۔

---

[1] یعنی وہ زینت جن سے منہ ہاتھ چھپایا جاتا ہے۔ زینت میں چونکہ سارا بدن داخل ہے اور زینت کے ظاہر کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اس لئے بوڑھی کے لئے بھی اظہار زینت منع کر دیا گیا ہے۔

[2] بوڑھی عورتوں کے لئے مولا پاک نے جو مذکورہ بالا رعایت فرمائی ہے اس کے باوجود بندہ پر شفقت ذہین احساس دلاتے ہیں کہ بوڑھی عورت کے لئے پورا پردہ رکھنے میں اور بھی بہتری ہے۔

کن سے پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے؟

خاوند سے

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ (نور ۳۱) اور اپنی زینت ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے خاوند پر۔

باپ سے

أَوْ آبَائِهِنَّ (نور ۳۱) یا اپنے باپ پر

خسر سے

أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ (نور ۳۱) یا اپنے خاوند کے باپ پر

بیٹے سے

أَوْ أَبْنَائِهِنَّ (نور ۳۱) یا اپنے بیٹے پر

نے جن سے پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے ان کے سوا باقی تمام غیر محرم ہیں خواہ وہ پیر مرید یا جیٹھ ہی ہو یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی پاک ذات مقدس بقول حضرت عائشہ صدیقہ عورتوں سے صرف زبانی بیعت لیتے تھے اور آج کل کے خود غرض پیروں کی طرح ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے تھے اور آپ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ مس نہیں کیا جو کہ غیر محرم ہیں (متفق بخاری مسلم نسائی۔ ابن ماجہ) باب بیعۃ النساء اور چچا ماموں بھی اسی حکم کے تحت آتے ہیں مگر جس زینت کا اظہار خاوند کیلئے ضروری ہے وہ مردوں کیلئے ممنوع ہے ان کے مدارج دوسری کتب سے دیکھے جائیں۔

سوتیلے بیٹے سے

اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِہِنَّ (نور ۳/۱۸) یا اپنے خاوند کے بیٹے پر

بھائی سے

اَوْ اِخْوَانِہِنَّ (نور ۳/۱۸) یا اپنے بھائی پر

بھتیجے سے

اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِہِنَّ (نور ۳/۱۸) یا اپنے بھتیجوں پر

بھانجے سے

اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِہِنَّ (نور ۳/۱۸) یا اپنے بھانجوں پر

مسلمان عورتوں سے

اَوْ نِسَآئِہِنَّ (نور ۳/۱۸) یا اپنی عورتوں[۱] پر

لونڈی غلام سے

اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُنَّ (نور ۳/۱۸) یا اپنے ہاتھ کے مال[۲] پر

فاترالعقل خدمتگاروں سے

اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ یا کاروبار کرنے والوں پر جو مرد کہ

۱؎ یعنی مسلمان آزاد عورتوں کے سامنے بھی اظہار زینت ممنوع ہے۔ بعض سلف کے نزدیک اس سے مسلمان عورتیں مراد ہیں، کافر عورتیں اجنبی مرد کے حکم میں ہیں۔
۲؎ جمہور امام و بعض سلف کے نزدیک غلام سے پردہ کیا جائے۔

مِنَ الرِّجَالِ — کچھ غرض نہیں رکھتے اور اپنے کام
(نور ۳۱/۱۸) — کاج میں لگے رہتے ہیں۱

نسوانی اسرار سے ناواقف لڑکوں سے

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی — یا ان لڑکوں پر جنہوں نے ابھی
عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص (نور ۳۱/۱۸) — عورتوں کے بھید کو نہیں پہچانا۲۔

---

۱ یعنی گھر کے خدمتگار جو محض اپنے کام سے کام رکھیں اور کھانے سونے میں غرق ہوں۔ شہوت نہ رکھتے ہوں۔ یعنی نرا الطفل یا گنجے کے ہوس وغیرہ بھی کچھ نہ ہوں محض کھانے پینے والوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں (موضح القرآن)
۲ یا جن لڑکوں کو ابھی تک نسوانی اسرار کی کوئی تمیز نہیں۔ نہ نفسانی جذبات رکھتے ہیں۔ (موضح القرآن)

بیوی کو ماں کہہ دینے کا کیا اثر ہے؟

بیوی ماں نہیں بن جاتی

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰہِرُوْنَ مِنْہُنَّ اُمَّہٰتِکُمْ (احزاب ۱)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے[۱] کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اسی طرح تمہاری جورووں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو تمہاری سچی سچ مچ ماں نہیں بنا دیا۔

بیوی کو ماں کہنا بحقِ نکاح بے اثر ہے

اَلَّذِیْنَ یُظٰہِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَآئِہِمْ مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمْ اِنْ اُمَّہٰتُہُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَہُمْ وَاِنَّہُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰہَ

تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جائیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا۔ اور وہ لوگ بلاشبہ ایک نامعقول

---

۱ یہ دورِ جاہلیت میں جو شخص اپنی زوجہ کو ماں کہہ بیٹھتا وہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی تھی۔ وہ نازیبا کہنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی مگر اس گستاخی کا کفارہ دینا پڑتا ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ عورت کو ماں بہن کہنے کو ظہار کہتے ہیں۔

لَعَفُوٌّ غَفُورٌ

اور جھوٹ بات کہتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے اور بخشش دینے والے ہیں

(مجادلہ ۵۸)

کفارہ دینا پڑے گا

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ط

(مجادلہ ۵۸)

جو لوگ اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تردید کرنا چاہیں۔ تو ان کو ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا چاہئے۔ قبل اس کے کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اس سے تم کو نصیحت ہوتی اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھتا ہے پھر جس کو یہ میسر نہ ہو تو متواتر دو مہینے روزے رکھے پیشتر اس کے کہ آپس میں چھوئیں۔ پھر جو کوئی یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا ہے۔

متبنّٰی بنانا کیسا ہے؟

منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن سکتا

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ (الاحزاب ۴)

اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنا دیا۔ یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے۔

اسے باپ کی نسبت سے پکارا جائے

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (الاحزاب ۵)

منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے پکارو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی پورا انصاف ہے۔

اسے دینی بھائی اور رفیق پکارا جائے

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ (احزاب ۵)

پھر اگر ان کے باپ کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دین میں بھائی اور رفیق ہیں

اس میں بھول چوک معاف ہے

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ (احزاب ۵)

اور تم سے اس میں بھول چوک ہو جائے تو تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو دل کے ارادے سے کرو وہ گناہ ہے۔

باب ہفتم

گھر میں آنے جانے کی کیا شرائط ہیں؟

داخلہ کے وقت السلام علیکم کہے

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ؕ (نور ۸/۱)

جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں برکت والی عمدہ اور نیک دعا ہے۔

کسی دوسرے کے گھر اجازت سے جائے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

اے ایمان والو تم اپنے گھروں

ۂ سلام کرنے میں اوّلاً تو جب برکت و رحمت ہے ثانیاً اس کا یہ فائدہ ہے کہ بسا وقت گھر میں کوئی پردہ دار عورت آئی ہوئی ہے یا گھر والی کسی ایسی حالت میں بیٹھی ہوئی ہے کہ اچانک مرد کا اندر جانا اس کیلئے ناگواری کا باعث ہوتا ہے اسلئے سلام کہہ کر چند ثانیہ اندر جانے کے لئے توقف کرے پھر اندر جائے۔

بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَهْلِهَا (نور ع ٤)

کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کر لو اور انکے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔

گھر میں کوئی نہ ہو تو نہ جائے

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ (نور ع ٤)

پھر اگر ان گھروں میں تم کو کوئی معلوم نہ ہو تو ان گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ تم کو اجازت نہ دی جائے۔

اندر جانے کی اجازت نہ ملے تو واپس جائے

وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا

اور اگر تم سے یہ کہہ دیا جائے کہ

کسی دوسرے کے گھروں میں بھی بے خبر نہ چلا جائے۔ بلا اجازت داخل نہ رہے۔
در بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اذن کی طلب السلام علیکم سے کرے
در بقول ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تین بار اجازت لینی چاہیئے۔ اور حدیث سے بھی
یہی ثابت ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی یہی ہے۔ السلام علیکم کہے اگر جواب نہ آئے تو دوسری دفعہ کہے۔ پھر جواب نہ آئے تو تیسری دفعہ کہے۔ اس کے بعد بھی اگر جواب نہ ملے تو واپس چلا جائے۔

؎ جس گھر میں آدمی موجود معلوم نہ ہوتا ہو۔ اس میں تو ہرگز داخل نہ ہو کیونکہ اس میں کئی حکمتیں اور نقصانات ہیں۔

هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۔ (ن ۔ ۲۸)

لوٹ جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے۔

جو رہائش گاہ نہ ہو وہاں بلا اجازت جائیے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۔ (ن ۔ ۲۹)

اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم ایسے مکانات میں چلے جاؤ جن میں کوئی نہیں رہتا اور اس میں تمہارے استعمال کی کچھ چیز ہے اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

ء یعنی جن مکانوں میں کوئی خاص آدمی نہیں رہتا۔ نہ کوئی روک ٹوک ہے۔ جیسے مسجد مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ اگر وہاں تمہاری کوئی چیز ہے یا تم کو چند روز کے بسنے کی ضرورت ہے۔ تو بیشک وہاں جا سکتے ہو۔ اس کے لئے استیذان کی ضرورت نہیں۔ (موضح فرقان)

آدابِ مجالس کون سے ہیں؟

مجلس میں آنے والے کو بیٹھنے کی جگہ دے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ — اے ایمان والو جب کہا جائے تم کو
تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا — کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل
يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ (المجادلہ ۲۸/۲) — جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو کھلی جگہ دیگا۔

مخاطب سے معقول گفتگو کرے

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (حٰم سجدہ ۲۴/۵) — جواب میں وہ کہو جو اس (سوال) سے بہتر ہو۔

بلحاظ مراتب گفتگو کرے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا — اے ایمان والو تم اپنی آوازیں
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ — پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور
وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ — نہ ان سے ترخ کر بولو جیسے ایک

---

۱ یعنی اس طرح بیٹھو کہ دوسرے کے لئے بیٹھنے کی جگہ نکل آئے۔
۲ یعنی کہ جواب جہالت سے نہ دے غصہ کی بجائے تحمل و بردباری سے کام لے گفتگو تہذیب و شائستگی سے کرے اور حسن اخلاق سے پیش آئے۔
۳ یعنی ادب سے گفتگو کرے عزت احترام اور تعظیم سے حضور کے وصال کے بعد حضور کی حدیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی ادب چاہئیں۔ (باقی صفحہ ۔۔۔)

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (الحجرات ۲۶) دوسرے سے تڑخ کر بولتے ہو۔

لاف زنی نہ کرے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (صف ۲۸)

اے ایمان والو ایسی بات منہ سے کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے (جس پر خود عمل نہیں کرتے) اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بڑی بیزاری کی بات ہے کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو۔

بے تحقیق بات نہ کرے

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل ۱۵)

جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۱) غیر شرائط کے پاس جاتے ہوں تو ان کو بھی ان آداب کو ملحوظ رکھیں نیز آپ سے خلاف عمر رہا نہیں اور عام مسلمانوں کے ساتھ بھی درجہ بدرجہ انہی آداب سے پیش آنا چاہئے تاکہ جمعیت نظام قائم رہ سکے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے طرح طرح کے فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

لہ بندہ لاف زنی اور دعویٰ کی بات سے ڈرنا چاہیے کہ نہایت مشکل پڑتی ہے زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے سخت ناراض و بیزار ہوتا ہے جو زبان سے بہت کچھ کہے اور کرے کچھ نہیں (موضح الفرقان)

جانے کی اجازت ملے تو بہتر

وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا — جب یہ کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو

(مجادلہ ۲/۲۸) — تو اٹھ کھڑے ہو۔

ورنہ اجازت لے کر جائیے

وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ — (ایمان والے) جب ان کے پاس

جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ — کسی ایسے کام کے لئے جمع ہوتے

يَسْتَأْذِنُوهُ — ہیں جس کے لئے مجمع کیا گیا۔ تو

(نور ۹/۱۸) — جب تک آپ سے اجازت نہ

لیں۔ نہیں جاتے۔

اجازت دینا بلانے والے کے اختیار میں ہے

فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ — پھر جب آپ سے اپنے کسی کام کے

شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ — واسطے اجازت مانگیں تو جس کو

(نور ۹/۱۸) — ان میں سے چاہیں اجازت دیں۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ ادب ہیں مجلس کے کوئی آدمی [illegible] تو چاہئے سب [illegible] مکان [illegible] ہو جائے [illegible] اور [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible]

بوقت دعوت کونسی احتیاط ضروری ہے؟

بن بلائے نہ جائے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا (احزاب ۲۲)

اے ایمان والو نبیؐ کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔

کھانا کھا کر چلا جائے

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط (احزاب ۲۲)

پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھے رہا کرو

کھانا کھانے میں کہاں مضائقہ نہیں؟

اپنے گھر سے

وَلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْ بُیُوْتِکُمْ (نور ۸؍۹) تمہارے لئے اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ۔

باپ کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ (نور ۸؍۹) یا اپنے باپوں کے گھروں سے

ماں کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ (نور ۸؍۱۸) یا اپنی ماؤں کے گھروں سے

بھائی کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ (نور ۸؍۹) یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے

بہن کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ (نور ۸؍۹) یا اپنی بہنوں کے گھروں سے

چچا کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ (نور ۸؍۹) یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے

یعنی اپنے ان کے گھروں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں ذکر نہ دینا تعجب کی بات مو منع غذین۔

پھوپی کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ (نور ۸/۹) یا اپنی پھوپیوں کے گھروں سے

ماموں کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ (نور ۸/۹) یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے

خالہ کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ (نور ۸/۹) یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے

حسب دستور بِل تصرف سے

اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَہٗ یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں
(نور ۸/۹) تمہارے اختیار یا تصرف میں ہیں

دوستوں سے

اَوْ صَدِیْقِکُمْ (نور ۸/۱۸) یا اپنے دوستوں کے گھروں سے

ف مثلاً کسی نے اپنی چیز کا محافظ یا وکیل بنایا اور بقدر معروف اس میں سے کھانے پینے کی اجازت دے دی (موضح)

لہ بشرطیکہ دلالۃً وعادۃً معلوم ہو کہ دوست ناخوش نہ ہوگا ورنہ کسی شخص کی چیز بغیر رضا کے کھانی ہرگز درست نہیں ہے۔

ناپ تول کیسا ہو؟

ناپ تول منصفانہ ہو

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ — اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ (انعام ۱۹/۸)

کسی کو چیز کم نہ دی جائے

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ — اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ (اعراف ۱۱/۸)

ترازو اور بٹے درست ہوں

اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ — یہ کہ ترازو میں زیادتی نہ کرو (اس کے پلڑے اور بٹوں میں کمی بیشی نہ ہو) (رحمٰن ۱/۲۷)

۱؎ حضرت شعیب علیہ السلام کی اُمت محض ناپ تول میں بے ایمانی کرنے کے باعث آن واحد میں ہلاک کر دی گئی۔ در قول ابن کثیرؒ اس قوم پر تین قسم کے عذاب نازل ہوئے

(۱) کڑک (فرشتہ کی چیخ)

(۲) زلزلہ

(۳) دھوپ کی تپش یعنی عذاب کا محیط ہو جانا۔

ترازو کو جھوک نہ مارے

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ   سیدھی ترازو سے تولو دو نہ بڑے

بنی اسرائیل ع ۳   برابر ہوں ۔

ماپ درست ہو

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ   اور جب ماپ کر دینے لگو تو پورا

بنی اسرائیل ع ۴   ماپ (پیمانہ) بھر دو۔

ماپ تول میں کمی نہ کی جائے

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ   ماپ اور تول کو نہ گھٹاؤ۔

(ھود ع ۸)

ڈنڈی جھونکنے اور ماپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہوجاتا ہے

لین دین کن اصولوں پر ہو؟

معاملہ ضبط تحریر میں لایا جائے

وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ۔ (بقرہ ۳۹/۲)

معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ اس کی میعاد تک۔

نقد سودے کے لئے تحریر ضروری نہیں

إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا

مگر یہ کہ دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے پر تم پر کچھ گناہ نہیں

مگر گواہ کے سامنے سودا ہونا بہتر ہے

وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ۔ (بقرہ ۳۹/۲)

اور جب تم سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو۔

[illegible]

ادھار کی سند تحریر ضروری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ (بقرہ ۲۸۲)

اے ایمان والو جب تم آپس میں کسی وقت مقررہ کے لیے ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو تاکہ بعد میں نزاع نہ پیدا ہو۔

ضرورتاً مال گروی رکھ سکتے ہیں

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ (بقرہ ۲۸۳)

اور اگر تم سفر میں ہو اور تم کو ضرورت پڑتی ہے اور کوئی دینے والا بھی مل گیا ہے تو اگر کوئی شئے دینی ہو تو (بغرض ضمانت یا اعتبار جو چیزیں قبضہ میں ہوں گروی جائیں۔

بصورت اعتبار گروی کی ضرورت نہیں

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ (بقرہ ۲۸۳)

اور اگر ایک صاحب دین دوسرے مدیون کا اعتبار کرے اور بلا تحریر قرض دیدے تو جس کا اعتبار کیا گیا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ دوسرے کا حق ادا کرے۔

سود لینا کیسا ہے؟

سود حرام ہے

حَرَّمَ الرِّبٰوا (بقرہ ۳۸ع) سُود (کا لینا دینا) حرام کیا ہے

قرآن پاک نے قیامت تک کیلئے تمام بنی نوع انسان کیلئے بیع کو حلال اور سود کو
حرام قرار دیا ہے اور جا بجا ہر جگہ سود کے تذکرہ کے ساتھ ہی وعید فرمائی ہے جس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ سود خوری اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اہم ہے جس کی سزا بھی جہنم ہے
اور بعض نے فرمایا ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اس کی تنبیہ اس آیت کا مفاد و نتیجہ
ہے۔ جو آیت کریمہ قرآن پاک میں بڑی خوفناک ہے کیونکہ جس میں اللہ تعالیٰ نے
اعلان جنگ کیا ہے کہ اے ایمان والو سنو سود تو کسی شکل میں جائز
نہیں ہے۔ بعض علماء ہندوستان کو دار الحرب بتلا کر اسے جائز بتلاتے
ہیں ہندوستان کے دار الحرب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے اور جب وہاں موجود
ہیں دار الحرب ہونے کی صورت میں امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک سود لینے
کی اجازت نہیں اور امام ابو حنیفہ کے قول پر جو ہے امام اعظم کے نزدیک دار الحرب
میں جائز ہے مگر اس کیلئے چند شرطیں ہیں جو ہندوستان میں متحقق نہیں ہیں تفصیل
کیلئے حضرت تھانوی کا رسالہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی الہندوستان ملاحظہ ہو۔ بہر حال
ہندوستان کو دار الحرب سمجھ کر سود کھانے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے یہودیوں نے
دن میں شکار کرنے سے منع کیا گیا تو انہوں نے حکم الٰہی میں حیلہ کیا اور دریا
کے کنارے بڑے بڑے تالاب بنوالئے ان کو اس طرح رکھتے کہ مچھلیاں ان میں آجاتیں اور جمعہ
دن وہاں سے شکار کھیلنے کی بجائے وہ اس تالاب سے مچھلی پکڑ کر اپنا مطلب پورا کرتے
ان کے اس فعل کی بدولت ان کے ساتھ جو کچھ معاملہ کیا گیا سب جانتے ہیں ۳۴۲

سود نہیں لینا چاہیئے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (بقرہ ۲۷۸)

اے ایمان والو اللہ کے قہر و غضب سے ڈرو اور جو کچھ سود باقی وصول کرنا رہ گیا ہے وہ لینا چھوڑ دو اگر تم کو اللہ کے فرمانے کا یقین ہے۔

بعض حضرات ہندوستان کو بھی [illegible] مسلمانوں کے [illegible] جیسے [illegible] ہے۔ [illegible] ان کے نزدیک [illegible] مکہ معظمہ دارالحرب تھا [illegible] سود لینے سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ جو لوگ بینکوں میں روپیہ رکھتے ہیں مگر اس پر سود نہیں لیتے وہ سود خوری سے بھی دور ہو گئے ہیں کیونکہ وہ بینک کے قانون کے مطابق [illegible] رقم پر سود جمع ہو جاتا ہے [illegible] وہ جمع [illegible] ہے [illegible] جمع لیتے ہیں مشنریوں کو تبلیغ کے لئے دیا جاتا ہے جو مسلمانوں کو عیسائی بنانے پر صرف کرتے ہیں [illegible] ان کے روپیہ کو الگ نہیں رکھا جاتا بلکہ سودی کاروبار میں لگایا جاتا ہے اس لئے وہ روپیہ سودی کاروبار میں امداد و اعانت کرتا ہے۔ اور معین کی حیثیت بھی ویسی ہی گنہگار ہے جیسی اصل کام کرنے والے [illegible] یہ سوال کہ [illegible] حفاظت کیسے ہو۔ اس کا علاج سہل ہے کہ [illegible] شامل نہ کی جائے [illegible] اسے [illegible] محفوظ کر کے رکھ دو [illegible] اللہ تعالیٰ ہے تو محفوظ ہوگا۔ جس سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں ہو سکتا۔ یہ [illegible] نہیں بلکہ حقیقت ہے [illegible] بشرطیکہ احکام الٰہی پر یقین ہو۔

خواہ دوگنی ہی ملے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً (آل عمران ۴) — اے ایمان والو سود مت کھاؤ۔ (خواہ وہ دونے پر دونا بھی ہو)

سود خوار کو قہر الٰہی کا منتظر رہنا چاہیے

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (بقرہ [illegible]) — پھر اگر سود لینا نہیں چھوڑتے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

سود سے بچنے میں امید بخشش ہے

فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ (بقرہ [illegible]) — پھر جس شخص کو اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ سود سے باز آگیا۔ تو جو کچھ ہو چکا وہ اس کا ہو چکا اور معاملہ اس کا خدا کے حوالے رہا۔

دو گناہ ایسے ہیں جن سے صرف دو گناہ ایسے ہیں جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے سے جنگ کرنے کے ساتھ ذکر فرمایا ہے ایک سود، دوسرے ولی اللہ سے دشمنی (مشکوٰۃ، بخاری، فتح الباری، درمنثور، مستدرک وغیرہ) اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سود کی نحوست کا تخمینہ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے تو صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں کہ اللہ سے بندہ کی لڑائی خاتمہ بد پر دلالت کرتی ہے۔

سود کی رغبت داخلہ دوزخ کا پروانہ ہے

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ | اور جو کوئی پھر سود لیوے تو وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ سب دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے

(بقرہ ع ۳۸)

یہ حقیقت نہ تو کوئی شخص بھی نہیں جھٹلا سکتا کہ سود خوروں کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں جو اس فرمان کی صداقت کا بے پناہ یقین دلاتی ہیں

بقول مولانا ابوالکلام آزاد سود خوار ایک درندہ ہے جس کی خونخوار خون آشام اور بھیڑیے سے زیادہ سنگدل سود خوار [illegible] انسان کا دشمن ہے۔ جو انسان سب سے زیادہ بے رحم، بے مروت، سخت دل ہے جو کسی کی آنکھوں سے کبھی نہ کبھی رحم کا ایک قطرہ تک ٹپک پڑتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے کہ اس کی عادت [illegible] بھی کی تڑپنے سے جسم [illegible] بیچارے کی بڑی زبان پر ایک لمحے، ایک دقیقے اور ایک عشر دقیقے کے لئے بھی ترس نہ کھائے۔

قسمیں کھانا کیسا ہے؟

(۱) بیہودہ قسم نہ کھائیے

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ (بقرہ ۲۸)

اللہ تعالیٰ تمہاری بیہودہ[۱] قسموں پر تم کو نہیں پکڑتا لیکن تم کو ان قسموں پر پکڑتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے قصد کیا ہے۔

(۲) اللہ کو قسموں کا نشانہ نہ بنائیے

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا

اور اللہ تعالیٰ کے نام کو اپنی قسمیں کھانے کا نشانہ نہ بناؤ تاکہ تم نیکی[۲]

---

۱ لغو یا بیہودہ قسم وہ ہے کہ زبان سے عادت کے موافق بے ساختہ اور ناخواستہ نکل جائے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ ایسی قسم کا کفارہ ہے نہ اس پر گناہ، مگر اس سے بچنا چاہئے کیونکہ مومنین کی شان یہ ہے والذین ہم عن اللغو معرضون۔ ہاں اگر کوئی بالقصد اللہ کی قسم کھاتا ہے اور پھر توڑ دیتا ہے تو اس سے محض ایک مقصود ہو۔ قسم کا قصد نہ ہو۔ پر تنبیہ کو کفارہ لازم ہوگا۔ کفارہ کا بیان آگے آئے گا۔ (موضح الفرقان)

۲ یعنی خدا کی قسم کھا بیٹھے کہ فلاں نیک کام نہ کروں گا مثلاً ماں باپ سے نہ بولوں گا۔ ایسی قسم نہ کھاؤ اور اگر کھا بیٹھے تو قسم توڑ کر کفارہ دیوے (موضح فرقان)

بَیْنَ النَّاسِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ — کرنے سے اور پرہیزگاری سے اور لوگوں میں صلح کرانے یا صلح کرنے سے بچ جاؤ۔

(بقرہ ۲۸/۲)

حیلہ سازی کیلیے قسم نہ کھائیے

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَہَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ اُمَّۃٌ ہِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّۃٍ۔ (النحل ۱۳/۱۴)

اور تم اس عورت کے مشابہ مت ہو جس نے اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا[۱] تم اپنی قسموں کو آپس میں دخل دینے کا ذریعہ اس واسطے بناؤ کہ ایک گروہ دوسرے سے زیادہ بڑھ جائے۔[۲]

مستحق کی اعانت نہ کرنے کی قسم نہ کھائیے

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ — اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت

۱؎ یعنی عہد باندھ کر توڑ ڈالنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنا کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دے جیسے آج کل خودغرض قوموں کا دستور ہے کہ کسی کو کمزور پایا۔ فوراً معاہدہ منسوخ کر کے اس پر چڑھ دوڑا۔

۲؎ یعنی معاہدات اور قسموں کو فریب دہی اور مکاری حیلہ سازی کا آلہ مت بناؤ (موضح القرآن)

وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(نور ٣)

والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو امداد دینے سے قسم نہ کھائیں اور چاہیئے کہ اگر ان سے کوئی قصور ہوا ہے تو معاف کر دیں اور درگذر کریں۔ کیا تم (بالکل معصوم) تو یا یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تمہارا کیسے قسم سے عمل بہتر ہے

قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ آپ کہہ دیجئے قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری

---

۵ یہ حضرت ابوبکر صدیق سے متعلق ہے کہ اگرچہ آپ امداد کیا کرتے تھے لیکن جب ان سے کوئی ایسی حرکت ہوئی ہو تو آپ اس کی خبر گیری سے دست کش ہو جائیں۔ ہر بھلائی سے دینا چاہیئے۔ اس بارے میں اگر کوئی قسم کھائی ہے تو غور کر کے اسے توڑ دینا بہتر ہے۔

لے عموماً قسمیں یقین دلانے کی غرض سے کھائی جاتی ہیں۔ حالانکہ اگر تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے تو انسان کی معاملت و دیانت ایسی معروف ہو جاتی ہے کہ یقین دلانے کیلئے قسموں کی ضرورت نہیں رہتی۔

(نور ۳ع) چاہیئے جو دستور ہے۔

زیادہ قسمیں کھانے والا قابل اعتبار نہیں

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۙ اور آپ کسی قسمیں کھانے والے

(قلم ۱ع) بے قدر کا کہنا نہیں۔

اپنی قسم نہ توڑی جائے

وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ اور قسموں کو مستحکم کرنے کے بعد

تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ نہ توڑو کیونکہ قسم کھانے سے

عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ تم نے اللہ تعالےٰ کو اپنا ضامن

(نحل ۱۳ع) بنایا ہے۔

اس کی حفاظت کی جائے

وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

(مائدہ ۱۲ع)

لہ قسم کھانا اللہ تعالےٰ کو درمیان میں رکھنا ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ جیسے جو بار بار قسمیں کھائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے دل میں خدا کے نام کی کوئی عظمت نہیں جس کے باعث اس کی قدر و منزلت نہیں رہتی۔

لہ قسموں کی حفاظت یہ ہے کہ بے ضرورت بات بات پر قسمیں نہ کھائے بعادت بعض نہیں اور اگر قسم کھائی تو تا مقدور پوری کرے اور کسی وجہ سے توڑے تو کفارہ دے (موضح الفرقان)

بضرورت قسم توڑنے پر کفارہ دیا جائے

فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ
مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ
أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ
تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ
كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ
(مائدہ ع ۱۲)

تو اس (قسم توڑنے) کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا ہے۔ جیسا کہ اپنے گھر والوں کو دیتے ہو۔ یا دس محتاجوں کو کپڑا پہنا دینا۔ یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا۔ پھر جس کو یہ میسر نہ ہو تو تین دن کے (متواتر) روزے رکھے۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو اور توڑنا چاہو

1. یا صدقۂ فطر کے برابر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت ادا کردے (موضح القرآن)
2. جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائے مثلاً کرتہ اور پاجامہ یا لنگی اور چادر (موضح القرآن)
3. قسم توڑنے سے قبل کفارہ دینا صحیح نہیں ہے دوبارہ دینا پڑیگا (ہدایہ ص۴۹۱)

گواہان کب ضروری ہیں؟

نقد سودے کے وقت

وَأَشْهِدُوْٓا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ص (بقرہ ۳۹/۲)

اور جب تم کوئی بڑا سودا کیا کرو تو گواہ کر لیا کرو۔

تحریر دستاویز کے وقت

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدٰهُمَا الْأُخْرٰى ط (بقرہ ۳۹/۲)

(تحریر دستاویز کے وقت) اپنے مردوں میں سے دو شخصوں کو گواہ کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو (قابل اعتبار سمجھتے ہو) تاکہ اگر ان میں سے ایک بھول

۱؎ ضرورت کے درجات مختلف ہیں کہیں شرط کے درجہ میں ہے جیسے نکاح کہ بدوں گواہوں کے صحیح نہیں اور کہیں شرط کا درجہ نہیں جیسے بیع وشراء وغیرہ

۲؎ یعنی ہر سوداگری کا معاملہ دست بدست ہو جس کے بدلے جنس یا نقدی فوراً معاملہ کرنے والوں کے قبضہ میں آ جائے تو نہ لکھنے میں گناہ نہیں مگر گواہ بنا لینا اس وقت بھی چاہیے کہ اس معاملہ کے متعلق کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو کام آئے (موضح القرآن)

جائے تو اس کو دوسری بار دلائے

نکاح کے وقت

فَانْكِحُوهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ ... وَلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ ج	ان (لونڈیوں) کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو (وہ) چھپی یاری کرنے والیاں نہ ہوں۔
(نساء ع)	

وصیت کے وقت

حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ	وصیت کے وقت تم میں سے دو معتبر شخص (گواہ) ہونے چاہییں یا تمہارے سوا دو اور شخص ہوں
(مائدہ ع)	

حوالگی مال کے وقت

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ	اور پھر جب ان یتیموں کو ان کے مال حوالے کرو تو اس پر گواہ کر لو۔
(نساء ع)	

۱؎ یعنی وہ وصیت کرنے والے [illegible] جن [illegible] کر دیئے۔ خون [illegible] کے [illegible] کی ہے

۲؎ مسلمانوں [illegible] غیر مسلم

اثباتِ جرم کے وقت

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ	اور تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی
مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا	بدکاری کرے تو ان پر اپنوں
عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْکُمْ	میں سے چار گواہ لاؤ۔

نزاع تہمت کیسے ختم ہو؟

حاکم شرعی کے سامنے لعان کریں یعنی خود اپنی صداقت کی قسمیں کھائے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاۤءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ

جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے اور کوئی گواہ نہ ہوں تو ان کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ

یعنی جب مرد بیوی پر تہمت لگائے کہ اس نے زنا کیا ہے اور گواہ اس کا نہیں ہے تو اس تہمت کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہ ضرور پیش کرنے ہوں گے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو چار دفعہ اپنے دعوے کی صداقت کی قسم کھائے۔ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی پھٹکار پڑے۔ ان پانچ گواہیوں کے بعد حاکم یا حکم شرعی عورت سے اسی طرح اس کی تصدیق یا تکذیب کرائے یعنی عورت چار دفعہ قسم کھا کر کہے کہ مرد تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اللہ کا غضب اس عورت پر اگر یہ مرد اپنے دعوے میں سچا ہو جب دونوں اس طرح قسمیں کھا چکیں تو حاکم ان دونوں میں تفریق کر دے گا۔ تہمت لگانے سے ان میں تفریق نہیں ہوگی اور اس تفریق کو شرعی زبان میں لعان کہتے ہیں۔ دوبارہ میاں بیوی بننے کیلئے نکاح کرنا ہوگا [illegible] اگر عورت مرد کے دعوے کی تصدیق کرے تو اس پر حد زنا جاری ہوگی۔ اگر خاوند توبہ کرے اور تہمت کے ثبوت یا نفی کا مطالبہ ختم کرے تو [illegible] کے لئے [illegible] جس [illegible] کی تصدیق یا تکذیب سے مجبور کیا جائے گا شرعی اصطلاح میں اس کو [illegible] کہتے ہیں

لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (نور ۱/۸)

وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں (اپنے دعوے میں) سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر میں (الزام لگانے میں) جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

بیوی اپنی بے گناہی کے لئے قسم کھائے

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (نور ۱/۸)

اور اس عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر کہے کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو۔ اگر یہ سچا ہو۔

بے بنیاد تہمت پر اسی دُرّے لگائے جائیں

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ

جو لوگ پاکدامنوں[1] پر عیب و تہمت

---

[1] یعنی جن کا بدکار ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعی سے ثابت نہ ہو کسی نے ان کو بری باتوں میں مشغول نہ دیکھا ہو تو ایسوں پر تہمت لگانے والے کے لئے اسی کوڑے شرعی سزا ہے بشرطیکہ وہ اپنی تہمت کو چار گواہوں کی شہادت سے ثابت نہ کرے یہی مرد پر تہمت لگانے والے کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث سے پاکدامن پر تہمت لگانا سو برس کے عمل کو ضائع کر دیتا ہے۔

يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً (نور ۱/۱۸)

لگائیں۔ اور پھر چار گواہ نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی درّے لگاؤ۔

سزا یافتہ کو مردود الشہادۃ سمجھا جائے

وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (نور ۱/۱۸)

اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانی جائے اور یہ فاسق لوگ ہیں۔

توبہ کے بعد اسے بدکار نہ کہا جائے

إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (نور ۱/۱۸)

لیکن جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو انہیں بدکار نہ کہا جائے اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

ف ایسے شخص کی گواہی کبھی قابل قبول نہیں کیونکہ گو وہ دانستہ جھوٹی تہمت لگائی ہے تو مرتکب فسق ہوا اور اگر واقعہ سچ تھا لیکن اس کا کوئی گواہ نہ تھا تو پردہ دری کا مرتکب ہوا جو دونوں کبیرہ گناہ ہیں۔

ف توبہ کر لینے کے بعد بھی حنفیہ کے نزدیک وہ بدستور مردود الشہادت رہیگا یعنے گواہی اس کی قابل قبول نہ ہوگی۔

قصاص کے احکام کون سے ہیں؟

قصاص فرض ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۔ اے ایمان والو تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا جاتا ہے۔ (بقرہ ۲۲)

آزاد کے بدلے آزاد

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ آزاد کے بدلے آزاد مارا جائے (بقرہ ۲۲) نہ کہ غلام

غلام کے بدلے غلام

وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ (بقرہ ۲۲) اور غلام کے عوض غلام مارا جائے۔

عورت کے بدلے عورت

وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۔ اور عورت کے بدلے عورت ماری جائے۔ (بقرہ ۲۲)

---

[1] جان کے بدلے جان لینا قصاص کے خونی میں برابری اور مساوات کے ہیں سب کی جانیں برابر ہیں، غریب ہو یا امیر، شریف ہو یا رذیل، عالم ہو یا جاہل، جوان ہو یا بوڑھا، بچہ ہو یا ... [illegible]

جان کے بدلے جان

وَالنَّفْسَ بِالنَّفْسِ (مائدہ ۵) جان کے بدلے جان (لی جائے)

آنکھ کے بدلے آنکھ

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ (مائدہ ۵) آنکھ کے بدلے آنکھ پھوڑی جائے

ناک کے بدلے ناک

وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ اور ناک کے بدلے ناک (کاٹی جائے) (مائدہ ۵)

کان کے بدلے کان

وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ (مائدہ ۵) کان کے بدلے کان (کاٹا جائے)

دانت کے بدلے دانت

وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ (مائدہ ۵) اور دانت کے بدلے دانت اکھاڑا جائے

زخم کی جگہ ویسا زخم

وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ اور زخموں کے بدلے (اگر ہو سکے)

امام ابو حنیفہ اور اکثر علماء نے اس آیت سے یہ بات ثابت کی ہے کہ خواہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے، خواہ کسی کافر ذمی کو قتل کرے یا کسی غلام یا عورت کو قتل کرے، خواہ باپ بیٹے یا بیٹا باپ کو قتل کرے، ان سب کے بدلے قاتل کو قتل کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جان کے بدلے جان فرمایا ہے اور جان میں سب کی برابر ہیں (تفسیر حقانی)

(مائدہ پ ۶) ایسے ہی زخم لگانے پر بھی

خونبہا بھی لیا جا سکتا ہے

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(بقرہ ۲۲/۲)

پھر جس کو اس مقتول کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جائے تو معقول طور پر مطالبہ کرنا اور خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف ہے اور مہربانی ہے پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس کو بڑا دردناک عذاب ہوگا۔

ؔ اگر جس زخم کے لگنے سے اندیشہ موت ہو جیسی لمبائی چوڑائی اور گہرائی معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں زخم لگانا مجبوری ہوگا اس سے تاوان یا خونبہا دیگا۔ جیسے شرح صحاح میں شرح [illegible] ہے جس کی تفصیل کتب فقہ سے دیکھ لی جائے۔

ؔ اگر مقتول کے وارث قصاص کی بجائے مال پر فیصلہ کریں تو قاتل کو چاہئے کہ ان کو معقول طریق سے راضی کرے اور منت سے خونبہا پہنچا دے۔ اگر وہ بالکل معاف کر دیں تو اور بھی اچھی بات ہے اور صحیح ہے کہ پہلی امتوں کو یہ معافی اور خونبہا کی اجازت حاصل نہ تھی امت مسلمہ پر [illegible] یہ خاص احسان ہے کہ [illegible] یعنی معاف کرنے کے بعد اگر کوئی قاتل کو قتل کر دے تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے۔

قتلِ خطا کی کیا سزا ہے؟

مسلمان کا قتل گناہِ عظیم ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً — اور مسلمان کا کام نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے ف (نساء ۱۳/۵)

مسلم کے قتل خطا پر مسلمان بردہ آزاد کرے

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ — اور جو مسلمان غلطی ف سے قتل کرے تو ایک مسلمان غلام یا لونڈی کی گردن آزاد کرے۔ (نساء ۱۳/۵)

نیز خون بہا ادا کرے

وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ — اور اس کے گھر والوں کو

ف کیونکہ جو مسلمان کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا کفارہ نہیں ہوگا وہ اسے بر بنائے آیت قصاص سزا اس دنیا میں دی جائے گی اور آخرت میں اس کے حصہ میں لعنت جہنم اور عذاب عظیم آئیگا۔

ف مسلمان کو غلطی سے قتل کرنے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً غلطی سے مسلمان کو شکار سمجھ کر ... شکار پر چلائی ... کسی مسلمان کے جا لگے یا مسلمان کو فوج میں ... دوران جنگ مسلمان کو کافر سمجھ کر ہلاک کر دے (موضح الفرقان) ایک صورت یہ بھی ہے ... مسلمان کی ... معلوم نہ ہو اور وہ مسلمان ہو گیا ہو (باقی صفحہ ۳۶۱)

إِلَّآ أَن يَصَّدَّقُوا ۚ — خونبہا پہنچا دے مگر یہ کہ وہ معاف کریں۔ (نساء ۱۴)

قوم دشمن کے مسلم مقتول کے عوض صرف بردہ آزاد کرے

فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ — پھر اگر مقتول اپنی قوم میں سے تھا جو تمہاری دشمن ہے مگر خود وہ مسلمان تھا تو (صرف) ایک مسلمان زرخرید یا لونڈی کی گردن آزاد کرے۔ (نساء ۱۴)

معاہد قوم سے ہو تو خونبہا دے

وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ — اور اگر وہ ایسی قوم میں سے تھا کہ تم میں اور ان میں عہد و پیمان ہے تو اس کے حقداروں کو خونبہا پہنچا دے۔ (نساء ۱۴)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹) آج کل نئے فیشن کے ہندوستانی مسلمان کو میاں جی کہنا مشکل ہو جاتا ہے جب اس وقت قطعاً نہیں ہوتا۔

ھ مذہب حنفی میں خونبہا گھٹ کر دو ہزار سات سو چالیس روپے ہوتے ہیں جو مقتول کے وارثوں کو تین سال کے اندر ادا کرنے پڑتے ہیں۔

ت یعنی مارنے والے بھی دشمن ہی سمجھا اس کے مسلمان ہونے کا اسے علم نہ تھا۔

ث اس کے لئے دیت یعنی خونبہا دینا لازمی نہیں۔

نیز مسلمان بردہ کبھی آزاد کرے

وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (نسآء ۹۲)

اور ایک مسلمان (غلام یا لونڈی) کی گردن آزاد کرے۔

پر دو میسر نہ ہو تو متواتر دو ماہ روزے رکھے

فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (نسآء ۹۲)

پھر جس کو میسر نہ ہو تو اللہ سے گناہ بخشوانے کے لئے دو مہینے متواتر روزے رکھے یعنی کوئی ناغہ نہ کرے کیونکہ نہ والے دن سے پھر دو مہینے رکھنے پڑیں گے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

اس آیت میں قتل خطا کے دو حکم بتائے گئے۔ ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان کا دوسرا متواتر دو مہینے مسلسل روزے رکھنا۔ یہ تو حق اللہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی جناب میں اپنی خطا کی۔ دوسرے اس مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا۔ یہ ان کا حق ہے۔ ان کے معاف کرنے سے معاف بھی ہو سکتا ہے اور کفارہ حق اللہ ہے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق تین صورتیں ہو سکتی ہیں کیونکہ جس مسلمان کو غلطی سے قتل کیا اس کے وارث مسلمان ہوں گے یا کافر اگر کافر ہیں تو ان سے مصالحت ہے یا دشمنی۔ اول دونوں صورتوں میں مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا پڑیگا۔ تیسری صورت میں خون بہا لازم نہ ہوگا۔ ورنہ کفارہ سب صورتوں میں ادا کرنا ہوگا۔

(موضح فرقان)

قتل عمد کی کیا سزا ہے؟

سزائے موت

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى

(بقرہ ۲۲/۲)

اے ایمان والو تم پر مقتولوں میں برابری کرنا فرض ہے (یعنی) آزاد کے (قتل کے) بدلے آزاد اور غلام کے (قتل کے) بدلے غلام اور عورت کے (قتل کے) بدلے عورت (کو قتل کیا جائے)

عذاب جہنم

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا

(النساء ۱۳/۵)

اور جو کوئی مسلمان کو جان کر قتل کرے۔ تو اس کی (مزید) سزا دوزخ ہے کہ اس میں پڑا رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔ اور اس کو لعنت پڑیگی اور اس کے واسطے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

بدکاری کی کیا سزا ہے؟

زانیہ و زانی کو سو سو دُرّے لگائے جائیں

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص (نور ع ۱)

بدکاری کرنے والی عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو۔

لواطت کیسے اذیت پہنچائی جائے

وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ج (نساء ع ۳)

اور تم میں سے جو دو مرد آپس میں بدکاری کریں تو ان کو ایذا دو۔

ف یہ سزا اس زانیہ اور زانی کی ہے جو آزاد، عاقل، بالغ ہو اور نکاح کیے ہوئے نہ ہو یا نکاح کر لینے کے بعد ہمبستری نہ کر چکے ہوں۔ اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں۔ موضح القرآن۔ اگر بیاہے ہوئے مرد اور عورت بدکاری کریں تو اس کا حکم آگے آتا ہے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر امام مناسب سمجھے کہ بدکاری کی حد کے بعد زانی کو حاکم اپنی رائے سے جلا وطن بھی کر سکتا ہے۔ مگر ایک برس کے لیے دیس نکالا حاکم کی رائے پر موقوف ہے۔ خواہ نکالے یا نہ نکالے (ابن کثیر۔ خازن۔ ابن جریر)

ف دو شخص اگر فعل بد کریں تو ان کی سزا محض ایذا دینا ارشاد فرمایا زبان سے (روح المعانی)

سزا دیتے وقت ترس نہ کھایا جائے

وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (نور ۲)

اور اللہ کا حکم چلانے میں تم کو ان پر ترس نہ آئے اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو۔

سزا منظر عام پر دی جائے

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (نور ۲)

اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۱) بلکہ اسے بقدر مناسب تنبیہ و تادیب کرنے کا حکم ہو، اس سے معلوم ہوا کہ پہلے دونوں کا حکم یکساں تھا کہ حاکم وقت اپنے نزدیک زجر و عبرت کے لئے جتنی سزا اور شتم و ضرب مناسب جانتا تھا سزا دیتا لیکن جب حد زنا نازل ہوئی تو لواطت کے لئے کوئی حد بیان نہ ہوئی۔ اس میں صحابہ کا اختلاف رہا کہ لواطت کی یہی سزا ہے جو پہلے تھی یا اس کی سزا بھی ہے جو زنا کے لئے بیان ہوئی۔ یا اس کی سزا صورت سے قتل کرنا یا کسی دوسرے طریقہ سے مار ڈالنا ہے (موضح القرآن)

[1] یعنی سزا دینے میں ایسا طریقہ اختیار نہ کریں کہ سزا کا مقصد ہی فوت ہو جائے۔

[2] تاکہ دیکھنے والوں کے لئے سامان عبرت ہو۔

لونڈی و غلام کو پچاس دُرّے لگائے جائیں

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۔	پھر جب وہ قید نکاح میں آچکیں تو اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو بیبیوں کی سزا سے ان پر آدھی[1]
(نساء ۴)	سزا ہے۔

لوطی کو توبہ پر معاف کیا جائے

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۔ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۔	پھر اگر وہ دونوں (مرد) توبہ کریں[2] اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان کا خیال چھوڑ دو بیشک اللہ توبہ قبول
(نساء ۳/۲)	کرنے والا مہربان ہے۔

[1] لونڈی یا غلام کو ہر حالت میں پچاس کوڑے لگائے جائینگے خواہ انہوں نے جرم قبل از نکاح کیا ہو یا بعد از نکاح

[2] یعنی لوطی کے توبہ کرنے اور اپنی اصلاح کر لینے کے بعد اسے چھوڑ دینا چاہئے ستانا نہیں چاہئے کیونکہ اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

بغاوت اور بد امنی پھیلانے کی کیا سزا ہے؟

پھانسی دینا

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا (مائدہ ع۵)

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرتے ہیں اور اُسکے رسولؐ سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں۔ ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے

سولی چڑھانا

اَوْ یُصَلَّبُوْٓا (مائدہ ع۵) یا سولی چڑھائے جائیں

ے بقول ابن عباسؓ، سعید بن مسیبؒ، مجاہدؒ، عطاؒ، حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ وغیرہم شاہ اسلام کے خلاف ہتھیار اٹھانا، مسافروں کو قتل کرنا، اور عام فساد برپا کرنا ہے۔

ت یعنی قتل، رہزنی، چوری، ڈکیتی، نقب زنی، سازش، غارتگری، بدکاری، اغوا وغیرہ کرنا۔ یہ ہر قسم کے جرائم اس وسیع معنی لفظ کے تحت میں آتے ہیں جن کی سزا مقرر کی جاتی ہیں گو یہ آیت کسی کے حق میں نازل ہوئی مگر عموم لفظ کا لحاظ ہے نہ کہ خصوص سبب نزول کا۔ یعنی اگر رہزنی کے وقت بد امنی میں کسی نے قتل کیا ہو تب وہ سزا پائیگا ورنہ نہیں۔ اسی طرح دوسری سزائیں بھی جرم کی نوعیت کے مطابق ہوں گی۔

ت قتل کے ساتھ اگر لوٹ بھی کیا ہے تو قتل کر کے سولی پر لٹکایا جائے تاکہ مثل تشہیر دوسروں کی عبرت کا سامان بنے۔

ہاتھ پاؤں کاٹ لینا

وَتُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ — یا مخالف[2] جانب سے ان کے ہاتھ[1]
مِّنْ خِلَافٍ (مائدہ ع۵) — اور پاؤں کاٹے جاویں۔

قید کردیا جائے

اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَھُمْ — یا اس جگہ سے دور[2] کر دیتے جائیں
خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَةِ — یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور
عَذَابٌ عَظِیْمٌ (مائدہ ع۵) — آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہوگا

قبل از گرفتاری توبہ کرلینے والا قابل معافی ہے

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ — مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو
تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ فَاعْلَمُوْا — گرفتار کرو۔ توبہ کریں۔ تو جان لو
اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ — کہ بیشک اللہ تعالیٰ بخش دینگے۔
(مائدہ ع۵) — مہربانی فرمائیں گے۔

---

[1] یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں

[2] ملک بدر کر دیئے جائیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دوسری جگہ لے جا کر قید کیا جائے ڈاکوؤں کے چار حال ہو سکتے ہیں (۱) قتل کیا ہو مگر مال لینے کی نوبت نہ آئی ہو (۲) قتل بھی کیا ہو اور مال بھی لیا ہو (۳) مال چھین لیا ہو مگر قتل نہ کیا ہو (۴) نہ مال چھین سکے اور نہ قتل کر سکے فقط قصد ہی سے پہلے ہی گرفتار ہو گئے۔ چاروں حالتوں میں بالترتیب یہی چار سزائیں ہیں جو آیت میں بیان ہوئیں۔

چور کس سلوک کا مستحق ہے؟

چور کے ہاتھ کاٹے جائیں

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (مائدہ ع ۶)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ اللہ کی طرف سے ان کے کردار کے عوض بطور سزا کے کاٹ ڈالو۔

حدیث سے یہ ثابت ہے کہ چور کا داہنا ہاتھ پہنچے سے کاٹا جائے۔ جب دوسری بار چوری کرے تو بایاں پاؤں کاٹا جائے۔ بعض معمولی چیزوں کے لئے نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور ثوریؒ نے بعض احادیث اور قول صحابہ و تابعین کے مطابق کم از کم دس درہم یعنی اڑھائی روپیہ تک کے مال کی چوری کو چوری قرار دیا ہے۔ مالکؒ و احمدؒ و شافعیؒ نے تین درہم یعنی بارہ آنے تعداد مقرر کی ہے۔ اگر چور دو سے زیادہ مرتبہ ارتکاب جرم سرقہ کرے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کو قید کر دینا چاہیے۔

؎ یعنی یہ سزا اس مسروقہ کا بدلہ نہیں بلکہ اس کے فعل سرقہ کی سزا ہے تاکہ اس کو اور دوسرے چوروں کو تنبیہ ہو جائے۔ جن ممالک میں یہ حدود جاری ہوتی ہیں وہ چوری کی سزا پانے کے بعد چوری کا دروازہ قطعی بند ہو جاتا ہے۔ آجکل کے مہذب تہذیب کے مدعی اس سزا کو وحشیانہ سزا سے موسوم کرتے ہیں مگر ان کی تہذیب سے اس کی بدولت ستم رسیدہ کے نقصانات کا حساب نہیں ہو سکتی۔ (عرفان)

اس کی توبہ میں آخرت کی بھلائی ہے

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (مائدہ ۶/۵)	پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ[1] کر لی اور (اپنی) اصلاح کر لی۔ تو اللہ قبول کرتا ہے اس کی توبہ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

[1] یعنی توبہ اگر ٹھیک ٹھیک ہو جس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ چوری کا مال مالک کو واپس کرے اور اگر تلف ہو گیا تو ضمان دے اور ضمان نہ دے سکے تو معاف کرا دے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور آئندہ کے لئے اس سے مجتنب رہنے کا عزم رکھے۔ تو اس طرح کی توبہ سے امید ہے کہ حق تعالٰے اخروی عقوبت جس کے مقابلہ میں دنیوی سزا کی کچھ حقیقت نہیں۔ اس پر سے اٹھا لے

(موضح الفرقان)

احکامِ الٰہی پر نہ چلنے کا کیا اثر ہوگا؟

کافر ہو جائے

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (مائدہ پ ۶)

اور جو کوئی اس (قرآنِ حکیم کے موافق جو کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا) حکم نہ کرے۔ سو وہ لوگ کافر ہیں۔[1]

کافر کا صدر مقام دوزخ ہے

ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ لیکن جو

---

[1] شرعی احکام کے وجود سے انکار کر کے اپنی رائے اور خواہش پر چلنے والا حقیقتاً کافر ہوگا اور قرآن کو عقیدۃً صحیح و ثابت مان کر عملاً اس کی خلاف ورزی کرنے والا عملاً کافر ہوگا۔ اس کی تمام محنت (نیکیاں) اکارت جائے گی۔ مشکلات کی دلدل میں پھنستا چلا جائے گا اور بالآخر دوزخ میں پہنچ کر آگ کی خوراک بن جائے گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو قوم کسی بدعت کو اختیار کرتی ہے تو اللہ جل شانہ ایک سنت ان سے اٹھا لیتے ہیں جو قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹتی (مشکوٰۃ شریف) اسی طرح جو شخص سنت کو ہلکا اور خفیف سمجھتا ہے۔ اسے محرومی فرائض کی سزا دی جاتی ہے اور جو فرائض کو ہلکا سمجھتا ہے وہ معرفت کی محرومی (کفر) میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ

(آل عمران ع۲۰)

لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے (احکامِ قرآن پر چلتے) ہیں۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ جلشانہ کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہیں وہ نیک بختوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں۔

لے قرآن پاک کے اندر ترغیبات و ترہیبات کے مضامین مع امثال موجود ہیں انہیں بصائرِ قرآنی میں الگ جمع کیا گیا ہے۔ ان پر ضرور نظر دوڑا لینی چاہیئے۔ انشاء اللہ مفید ہی ہوگا۔

(نمبر محمد کاتب بیٹھک کاتبان ملتان شہر)

تعارف قرآنی خود قرآن کی زبانی

مرتبہ:- ایم عبدالرحمٰن خاں۔ چہلیک ملتان شہر

اُردو زبان میں آج تک قرآن پاک کے متعلق جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں ایسی کتابیں بہت کم ہیں جو عام فہم و آسان ہونے کے باعث عوام کیلئے مفید ہوں "تعارف قرآنی" اس ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ یہ اپنے اسلوب کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں عوام سے قرآن کی زبانی قرآن کا تعارف کرایا گیا ہے۔ مختصر عنوانات کے تحت قریباً ان تمام آیات کو باترجمہ جمع کر دیا گیا ہے۔ جن سے قرآن کے نام۔ کام اور پیغام پر روشنی پڑتی ہے اور جا بجا ضروری حواشی بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے فی الفور مضامین قرآن مجید کا ایک بہترین عکس اور اس کی عظمت و برتری کا پورا نقشہ پڑھنے والے کے ذہن میں آجاتا ہے۔ متعدد علماء کرام نے اس کی جامعیت اور اختصار کے پیش نظر اُسے نہ صرف اساتذہ طلباء اور عام تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے مفید بتلایا ہے بلکہ اُسے اسلامی سکولوں کے نصاب تعلیم میں داخل کرنے کا مشورہ بھی دیا ہے۔

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے (عہ۱۲)



ہماری نئی مطبوعات

اسلام و معجزات	مولانا شبیر احمد عثمانی	۱/۸
ایک قرآن	قاری محمد طیب	۲/-
حجیت حدیث	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۲/-
داستان عمل	عبدالرحمان خان	۶/-
آداب و اخلاق	,,	۶/-
مشاهدات و واردات	,,	۶/-
فتنہ پرویز و حقیقت حدیث	,,	۳/-
اسلامی دستور حیات	عبدالقیوم ندوی	۲/-
اسلام اور عورت	,,	۲/-
مسلمان باکمال عورتیں	,,	۲/۸
حرف اقبال	علامہ اقبال	۳/-
خالد بن ولید	عاصم قاسمی	۱/۸
ٹیپو سلطان	سجاد هاشمی	۰/-



ناشر: ایم ثناء اللہ خان ۲۶ ریلوے روڈ لاہور

فشاں پریس